پینے کی کیل پر لات مارنا تیرے لئے مشکل ہے اعمال ۲۶ ۱۴

رسالہ

تائید التنقیح

مولفہ

مسٹر اکبر مسیح مختار باندہ

جسمین مولف نے اپنے رسالہ تنقیح الوہیت مسیح کی تائید مین پادری جی ایل ٹھاکر داس صاحب کے جوابیہ رسالہ مسیح عمانوئیل کا تفصیلی جواب عرض کیا ہے اور اوسیکے ساتھ بنظر احقاق حق پادری صاحب موصوف کا رسالہ بھی حرف بحرف ہدیہ ناظرین کیا گیا

مطبع منشی گنگا پرشاد ورما و برادران صحلامین آباد لکھنو مین چھپا

۱۸۹۲ع

فہرست مضامین

رسالہ

تائید التنقیح

دیباچہ

باب اول حجت توحید والوہیت مسیح

باب دوم تنقیح القاب مسیح

باب سوم الوہیت مسیح کے اثبات کا ابطال

فصل اول مسیح کی دو ذاتیں

فصل دوم مسیح میں لازمی صفات الوہیت ندارد

آیات جنپر اس رسالہ مین بحث ہوئی

حاضر و ناظر نہین صـ ۱۱۹ مسیح سے الہی کام منسوب نہین ہوئے صـ ۱۲۰ (۱) تمثیلہ کی زندگی صـ ۱۲۰ آیت توحید صـ ۱۲۱ (۲) کل عالم کا اختیار و انتظام صـ ۱۲۱ (۳) دنیا کی عدالت صـ ۱۲۳ بیگناہی مسیح دلیل الوہیت نہین صـ ۱۲۴ مسیح بادشاہ ہونیکا بادشاہ صـ ۱۲۵ مسیح کی پوجا صـ ۱۲۶ مسیح کو عزت و جلال صـ ۱۲۶ -

باب چہارم تثلیث فی الوحدت

تثلیث غیر انجیلی صـ ۱۲۷ روح القدس شخص نہین صـ ۱۲۸ اقانیم نہ خدا ے واحد کے ظہور نہ شخص صـ ۱۲۹ پادری ٹھاکر داس ادنے درجہ کے توحیدی صـ ۱۳۱ -

باب پنجم بجواب تمہید دربیان ناصری عیسائی

یہودیونکا خمیر صـ ۱۳۳ ناصری دوسری صدی کا فرقہ نہین صـ ۱۳۵ ناصری شاگردان یسوع ناصری صـ ۱۳۵ پولوس یعقوب اور دیگر رسول ناصریون کے ادستاد صـ ۱۳۵ انجیل متی عبرانی الاصل صـ ۱۳۷ وغلط پطرس صـ ۱۳۹ قدیم عیسائی عموماً اسکے معتقد صـ ۱۴۰ ناصری یروشلمی رسولی کونسل کے مطیع صـ ۱۴۱ ناصری انجیل مروجہ کے معتقد صـ ۱۴۲ ناصری کل مصنفان انجیل کے معتقد صـ ۱۴۲ ناصری عیسائی تھے صـ ۱۴۳ ناصری بدعتی نہین صـ ۱۴۴ انجیل متی عبرانی کیا ہوئی صـ ۱۴۵ لفظ نصاریٰ ناصری سے نکلا ہی صـ ۱۴۵ قران کا سیدھی راہ والا فرقہ توحیدی فرقہ تھا صـ ۱۴۶ اہل کتاب کا ایک فرقہ نومسلم نہین صـ ۱۴۷ ناصری محمد صاحب کے اول ادستاد صـ ۱۴۷ ناصری عیسائی محمد صاحب کے گھر مین صـ ۱۴۸ عبرانی انجیل متی عرب مین صـ ۱۴۸ -

دیباچہ

تیرا جلالی نام مبارک ہووے جو ساری مبارکبادی اور حمد سے بالا ہے تو ہان تو ہی
اکیلا خداوند ہے تو نے آسمان کو اور آسمانون کے آسمان کو اور اونکی ساری
آبادی کو اور زمین کو اور جو کچھ اوسپر ہے اور سمندرون کو اور جو کچھ اون
مین ہے بنایا تو سبھون کا پروردگار ہے اور آسمانون کا لشکر تیرا سجدہ
کرتا ہے (نحمیاہ باب ۹) خداوند کو مبارک کہو اے اوسکے فرشتو تم جو زور مین سبقت
لے جاتے ہو اور اوسکے حکمون پر عمل کرتے ہو اور اوسکے کلام کی آواز کو سنتے
ہو خداوند کو مبارک کہو اے سب اوسکے لشکرو اے اوسکی خدمت کرنے والو تم
جو اوسکی مرضی پر چلتے ہو خداوند کو مبارک کہو اے سارے مخلوق اوسکی مملکت
کے ہر مقام مین۔ اے مری جان تو خداوند کو مبارک کہہ اور وہ سب جو مجھ مین
ہو اوسکے مقدس نام کو (زبور ۱۰۳)
میرے رسالہ **الوہیت مسیح و تثلیث کی تنقیح** کا وجود کہ رسالہ ہذا جسکی

میری مختنون کو اب وہ دوسری نگاہ سے دیکھتے ہین اونکی یاد میری ذہن مین ہمیشہ
تازہ رہے گی انہون نے اپنی خاندان کے لئے آپکو ایک نیک نمونہ بنایا تھا اور اپنی
بے عیب و خود نثار زندگی کی یادگار کو وہ ہمارے لیئے بطور ترکہ کے چھوڑ گیے ہمتو بارہا
اونکے غم کا باعث ہوے مگر اونھون نے اپنی شفقت پدرانہ کو ہم سے کبھی الگ نہ
کیا وہ ہمارے عقیدے سے بیزار تھے مگر ہمسے بیزار نہوے ہماری اصلاح کے لیے
ہمیشہ اونھون نے نیک وسائل کو اختیار کیا اور سوائے اخلاقی جبر کے کسی جبر کو
اونھون نے ہمپر روا نہ رکھا اونھون نے ہماری لیئے دعاین کین بزرگون اور مقدسون
سے دعاین کراین ہمکو اون لوگون سے ملوایا جنکو وہ اس لائق سمجھتے تھے
کہ ہمکو ہمارے خیالات سے پھیر سکین مگر بالآخر وہ ہوا جو ہوا جو خدا کو پسند آیا
ہان اونکو یہ امید تھی کہ مین کسی نہ کسی وقت اپنے پُرانے عقیدے کے طرف رجعت
کرونگا وہ اپنے عقیدے کو ایسا ہی مضبوط سمجھتے تھے اور ساد ہنکی خوبی کے اسی
درجہ قائل تھے۔

آمدم برسر مطلب۔ رسالہ تنقیح کو شائع ہوئے ڈیرھ برس کا عرصہ گذر گیا اور اس
ایام مین وہ قریباً تمام اُردو خوان مسیحی علما کے مطالعہ مین بھی آیا مگر اونکی طرف
سے اوسکے دو جواب شائع ہوے اور وہ بھی صرف نور افشان کے کالمون
مین۔ پہلا جواب رسالہ مسیح عمانوائیل جسکی تردید مین رسالہ ہذا ہے اسکے
صاحب و قار مصنف مشہور و معروف پادری ٹھاکرداس صاحب ہین جنکی ہر تحریر
عیسائی بھائیون مین معتبر اور مستند گنی جاتی ہے اون سے مخاطب ہونا ہین۔

تائید مین لکھا جاتا ہے بعض نہایت ہی غم آلود خیالات کی ساتھہ وابستہ ہے اوسکی دیباچہ مین مین نے اپنے والد بزرگوار **پادری عبد العلی صاحب** (جو خداوند کے آرام مین داخل ہوے) اور اونکے ساتھہ اپنے بعض ناگوار تعلقات کا جو محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے کچھ ذکر کیا تھا مجھے کیا معلوم تھا کہ میرے رسالہ کے شائع ہونے کے آٹھہ ہی ماہ بعد وہ اس جہان سے سفر کر جائینگے بیشک میرا رسالہ اونکے رنج کا باعث ہوا اور مین کیا ہی چاہتا ہون کہ مین آٹھہ ماہ اپنے رسالہ کی اشاعت کو ملتوی کر دیتا اور اپنے پیارے ضعیف والد کو اس رنج سے بچاتا۔ مگر اسمین بھی خدا باپ کی مرضی پوری ہوئی اوسکو یہی پسند تھا جو میرے ہاتھہ سے ہوا۔ ہان مجھے یاد ہے کہ مین نے بارہا اپنے خداوند کے مبارک کام کو یہ کہکر ملتوی رکھنا چاہا تھا کہ اے خداوند مجھے رخصت دے کہ پہلے جاکر اپنے باپ کو گاڑون مگر اوسنے ایک ہی جواب دیا اور اوسکا جواب صاف تھا۔ انسان کی زندگی کو وفا نہین نہ معلوم کس وقت اسکو دنیا چھوڑ کر چلدینا پڑے پس انسب ہے کہ جو کچھ اوسے کرنا ہے آج کرے آج ہمارا ہی کل کی امید موہوم ہی نہو کہ بستر مرگ پر اوسے حسرت کے ساتھہ اپنی التوا اور اپنی دیر یاد کرنا پڑے۔ مگر والد مرحوم کے انتقال کے ساتھہ ایک خیال تسلی بخش بھی ہے وہ یہ ہے کہ جب تک ہم اس دنیا مین ہین آئینہ مین دھندلا سا دیکھتے ہین پر اوسوقت روبرو دیکھینگے اب وہ روبرو دیکھتے ہین بہت سی نادر حقیقتین جو دنیا مین ظاہر نہین وہان ظاہر ہین اس دنیا مین جو علم ناقص تھا اب کامل ہوا اور کوئی شبہہ نہین کہ

کے ساتھ وقت ضائع کرنے کی مجھے فرصت کم ہے - کوئی لایق دیسی یا ولایتی
پونیٹیرین جواب لکھے"۔ یہ مضمون پڑھنے کے بعد مجھکو امید ہوئی کہ پادری صاحب
اپنے رسالہ کو جلد شائع کرائینگے اور مین نے بھی اوسکا جواب خود لکھنے کا قصد کیا
کیونکہ گو پادری صاحب کی یہ شرط تو کہ میرے رسالہ کا جواب کوئی لایق دیسی
یا ولایتی یونیٹیرین لکھے"۔

میری ذات مین کسی طرح پوری نہین ہوسکتی کیونکہ مین کسی طرح لایق نہین نہ مین کوئی پادری
ہون نہ کوئی عالم نہ مین نے کبھی کسی مدرسہ علم الٰہی مین تعلیم پائی میری معلومات
از حد محدود ہین کیونکہ مین نے اونکو محض عطائیانہ حاصل کیا ہے مگر بہرحال
پادری صاحب کی اول شرط کو کہ "اگر مسیح خود جواب لکھے"، پورا کرسکتا ہون
مین پادری صاحب کا مشکور ہون کہ اونھون نے اپنے اخلاق بزرگانہ سے مجھکو
"ہرکس وناکس" کے ساتھ نہین شمار کیا مگر مجھکو اپنی ناکسی یاد ہے گو کہ ڈاکٹر
احمد شاہ صاحب کو یہ سنکر کہ پادری صاحب اونکو "ہرکس وناکس" مین گنتے
ہین بھلا نہ لگا ہو مین لایق فائق ڈاکٹر شائق کو یاد دلاتا ہون کہ تم دیسی مین
ہو اور محض اس حیثیت سے بھی ہر پادری کے نزدیک "کس وناکس" بلکہ ناکس
ہوسکتے ہو خصوصاً اس حالت مین کہ اب تم توحیدی ہوگئے بھائی اپنی اوقات کو مت بھولنا
مگر ہمکو اپنا جواب لکھنے مین ایک بڑی دقت درپیش تھی -
پادری صاحب کا رسالہ آجتک شائع نہوا اور نہ آیندہ اوسکے شائع ہونے
کی امید ہے (یہ بات ہمکو قطعی طور پر پادری صاحب کے خط موصولہ ۲۰ مارچ سے معلوم ہوئی)

دراصل اپنے لیئے فخر کا باعث سمجھتا ہون۔ پادری صاحب نے جو کچھ میری تردید
مین فرمایا مین خود اوسے ناظرین کی آگے لاتا ہون تاکہ اوسکی وقعت و حقیقی
حیثیت اس رسالہ کے پڑھنے والون پر ظاہر و باہر ہو جاوے۔ دراصل مین اونکے
رسالہ مسیح عمانوایل کو فی نفسہ کوئی ایسی تصنیف نہین سمجھتا تھا جو قابل جواب ہو
اور نہ اوسکے جواب لکھنے کا قصد کرتا تھا بلکہ منتظر تھا کہ کوئی اور عالم میری
تردید مین قلم اوٹھاوین اور اونکا کلام زیادہ لایق جواب کے ہو (گو بوجوہ اب
ایسا انتظار مین لاحاصل سمجھتا ہون) مگر ڈاکٹر احمد شاہ صاحب کا ارادہ تھا
کہ اگر رسالہ مذکور اخباری مضمون سے بصورت رسالہ شائع ہوگا تو وہ اوس کا
ضروری جواب لکھینگے چنانچہ اونھون نے اپنے ارادہ کا اظہار اپنی نادر تصنیف
تحقیقات شایق مین کیا ہے۔

جناب پادری صاحب نے اوس رسالہ پر ایک ریمارک (جو میری راے ناقص مین
اونکے قلم کے شایان نہین) بعنوان "دیسی یونیٹیرین" ۱۔ اکتوبر ۹۲ء کے **نورافشان**
مین شایع کیا اور اوسمین فرمایا کہ "مسیح عمانوایل کی بابت احمد شاہ صاحب
نے کہہ تو دیا کہ یہ تنقیح الوہیت کا کوئی جواب نہین۔ لیکن کسی امر مین دو نوکا
مقابلہ کرکے نہ دکھایا مگر وعدہ کرتے ہین کہ جب یہ اخبار کی صورت سے رسالہ
کی صورت مین ہو جاوے گا تو جواب لکھینگے مین یہ سنکر نہایت ہی خوش ہون اور
شوق سے جواب کی انتظاری کرونگا۔ لیکن ڈاکٹر احمد شاہ صاحب کی تحقیق کا
تو مین قایل ہو گیا ہون۔ بہتر ہے کہ اکبر مسیح صاحب خود جواب لکھین ہر کس و ناکس

وانصاف کے نام سے اون سے معافی چاہتے ہین۔
اسکے ساتھ ہی ہم پبلک کو آگاہ کرتے ہین کہ یہ پہلا اور نیز پچھلا مرتبہ ہے کہ ہم کسی
اخباری مضمون کی یہ قدر کرتے ہین ہم پادری صاحب کے پورے قدردان ہین
اور نہین چاہتے کہ جو کچھ اونھون نے اتنی محنت علمیت ولیاقت صرف کرکے
ہماری مخالفت مین فرمایا ہے یون ضائع ہو جاوے ہم ضرور اس مرتبہ اوسکو
اپنی ناظرین کے انصاف کے آگے لائنگے مگر عموماً ہمارے مخاطبون کو ہم سے یہ
امید نہ رکھنا چاہیے کہ ہم اخباری مضامین پر اسقدر توجہ صرف کرینگے یہ
صرف پادری صاحب کی مرتبت اور اونکی شہرت کی رعایت ہے جس کا ہر
شخص مستحق نہین ہوسکتا۔
اب جانبین کی تحریرین ناظرین کے روبرو موجود ہین وہ اونکا موازنہ خود کرسکتے
ہین پس اپنے اس جواب کی وقعت کو مین اونکے انصاف پر چھوڑتا ہون
مجھکو کسی ایجاد کا ادعا نہین نہ مین کہون کہ مین کوئی نئی بات کہہ رہا ہون
کیونکہ سورج کی نیچے کوئی نئی چیز نہین مگر ہان مین نے مختلف خیالون کا
مقابلہ کیا اونکی حسن وقبح کو پرکھا ہے اور اوسی نتیجہ پر آپہونچا جسپر مجھ سے
پہلے بہت پہنچ چکے اون تمام توحیدی طلاورون کو مقروض وممنون ہون جنھون نے
سچی رسولی کلیسیا کے جانشین ہوکر کونسل نائیس کے زمانہ سے لیکر اس وقت
تک خداے واحد کی سچی تعلیم کی لیئے جو انجیل جلیل سے حاصل ہوتی ہے
راہ طیار کی مگر جو کچھ مین کہہ رہا ہون اب وہ میرا ہے مین اوسکی لیئے ذمہ دار ہون

اخباری مضمون طاق نسیان پر رکھ دیا گیا اوسکی تردید مین قلم اوٹھانا اپنی اوقات
کو ضائع کرنا ہے ایک عرصہ تک ہم منتظر رہے - کیونکہ پادری صاحب کے مضمون
"دیسی یونیٹیرین" نے ہمکو امید دلائی تھی - کہ رسالہ شائع ہو اور ہم جواب لکھین
پر افسوس نہ ہماری اور نہ نور افشان کے ناظرین کی امید بر آئی ہمکو نوحق کی
پاسداری ہے نہ کسی سے عناد نہ کسی سے دشمنی - مخالف ہمارا دوست اور
خیر خواہ ہے ہمارے عیوب ہم پر ظاہر کرنے والا ہم بدل جانتے ہین کہ جو کچھ
ہماری تردید مین لکھا گیا ہم خود اوسپر غور کرین اور دوسرونکو غور کرنیکا موقع دین پادریصاحب
کے رسالہ کی اشاعت ہمکو ہر طرح منظور تھی ہم نے اوس رسالہ کا جواب لکھا
اور دیکھا کہ وہ رسالہ ہمارے ناظرین کے مطالعہ مین نہین آسکتا لہذا ہم وہ کل
مضمون جو بعنوان رسالہ "مسیح عمانوایل بجواب تنقیح الوہیت مسیح مولفہ
اکبر مسیح مختار باندا" پادری صاحب کے طرف سے مسلسل مئی اور جون ۱۸۹۲ء
کے نور افشان کے پرچون مین شایع ہو چکا لفظ بلفظ اپنے جواب کے ساتھ ہدیہ
ناظرین کرتے ہین - اظہار حق ہمکو اس طوالت پر مجبور کرتا ہے اور ہم جانتے
ہین کہ ہماری یہ روش پادری صاحب کی خلاف مزاج ہے اونکی مصلحت وہ
جانین اور اونکے ہمخیال کہ کیون اونکو اپنے رسالہ کی اشاعت مین تامل ہے اور
کیون وہ ہمکو ہمارے اس مفید و بے طرفداری کے کام سے یہ کہہ کر باز رکھنا
چاہتے ہین کہ "مین نہین چاہتا کہ میری تحریر کو آپ لوگ رسالہ کی صورت مین چھاپین"
ہم سے اس موقع پر اونکے ارشاد کی تعمیل مین جو قصور ہوتا ہے اوسکے لئے ہم حق

ھی خود طرف ثانی کی کتب پر غور بھی نہین کیا بلکہ اس اہم امر کو اپنے کسی دوست
پر چھوڑ دیا مگر مین کہہ سکتا ہون کہ مین نے اپنی تحقیق کے وقت طرف ثانی کے
ل معارکہ کو اپنے سامنے رکھا تھا۔ مجھکو اوسکی تمام چورگاہین اور اوسکی مورچہ
بندی سے آگاہی ہے کیونکہ مین کبھی خود لڑکا تہا تب لڑکے کی مانند بولتا تھا
اور لڑکے کی مانند خیال کرتا تھا اور لڑکے کی مانند حجت کرتا تھا پر جب جوان
ہوا تب مین نے لڑکائی سے ہاتھ اٹھایا اگر آپ تثلیثی گھروندے سے باہر
نکل کر توحیدیون منگیزین کی سیر کرتے تو غالباً اپنا رسالہ نہ لکھتے بین ذاس رسالہ مین
طرف پادری صاحب کے خیالات کا مقابلہ کیا ہے اور اوس دوسرے
جوابیہ ریمارک کا جو نور افشان کی چھہ سات نمبرون مین ایک صاحب بنام
منشی غلام مسیح صاحب فرخ آبادی کی طرف سے شایع ہوا تھا مطلق
لحاظ نہین کیا۔
کیونکہ اول تو وہ صرف اخباری مضمون ہے جسکی اشاعت محدود چند روزہ
ہوتی ہے دوئم باوجودیکہ مین اوسے پادری ٹھاکرداس صاحب کی تحریر سے
زیادہ کمزور نہین سمجھتا کیونکہ اس قسم کی تمام تحریرات بذاتہ یکسان پائداری
کی ہوا کرتی ہین مگر بوجوہ چند اوسکی قدر پادری صاحب کے رسالہ کی مقابلہ
مین نہین ہوسکتی پادری صاحب پرانے اوستاد ہین سوم غلام مسیح صاحب
خود تسلیم کرتے ہین کہ اکبر مسیح کی کل کتاب کا جواب ہمارے فخر پادری ٹھاکرداس
صاحب کی جانب سے نور افشان مین چھپ چکا ہے جس سے صاف ظاہر

ہر علم کو دوسرون سے حاصل کیا جاوے حاصل ہونے پر اپنا ہو جاتا ہے ڈاکٹر
صاحب نے میرے رسالہ کو اپنے **تحقیقات شایق** مین "لاجواب" کہا تھا
جسطرح اور لوگ ویسے ہی وہ بھی اپنے اظہار راے مین آزاد ہین مگر پادری
صاحب کو یہ بات بُری لگی اونھون نے طنزاً فرمایا کہ "میرے ایک دوست نے
مجھ سے بیان کیا کہ اکبر مسیح کا رسالہ انگریزی رسالون کا انتخاب اور ترجمہ ہے
اور اکبر مسیح کی اپنی دلیل کوئی نہین اونکی اپنی بات صرف یہ ہے کہ مین نے
یون ودان تحقیق کرلیا" جسطرح میرے دوست نے وہ کہا آپکے دوست نے
یہ کہا اور خوب کہا میرا رسالہ پبلک کے روبرو ہے اونکو اختیار ہے اوسکے نسبت
جو اندازہ چاہین کرین اہل تحقیق کے نزدیک کسی تالیف کا دوسرے رسالون کا
انتخاب یا ترجمہ ہونا اوس تالیف کو باطل نہین کرتا حق بوڑھا نہین ہوتا مضبوط [illegible]
ہو کر مر نہین جاتا آپ یہ سمجھین کہ یہ ایک شمشیر ہے انجیلی فولاد کی جو دست بدست
مجھ تک پہونچی اوسکے وار سے نہ متقدمین کو مفر تھا نہ متاخرین کو ہوگا میرا دعوی
اوسکی نسبت صرف اسقدر ہے کہ جو کچھ اوسمین لکھا گیا وہ حق ہے اوسکو کوئی
باطل نہین کرسکتا جب تک انجیل جلیل دنیا مین موجود ہے پس آپ کے کسی
گمنام دوست کا وہ سخن جسکی لیئے وہ خود ذمہ دار نہین حق ہو یا باطل میرے
لئے مُضر نہین - بہرحال پادری صاحب کی اس طعنہ سے ایک بات یہ تو
ضرور ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اپنی تالیفات خصوصاً اس تالیف کی نسبت اپنے تئین
اپنے کسی پیشین کا مقروض نہین سمجھتے اور نیز معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے

ن اپنی مصلحت ہے۔

ا اپنے ثلیثی بھائیون کی خدمت مین یہ عرض ضرور کرونگا کہ وہ مجھکو اپنا
ی خیرخواہ و نیازمند بلکہ خادم سمجھین اگر کوئی بات اس رسالہ مین اونکے
و یک سخت یا بے ادبانہ ہو تو مجھکو معاف کرین کیونکہ مخالفت مین اس
سے ہمیشہ بچنا از حد دشوار ہے مین بھی بشر ہون پر نیت میری اون کا دل
لھانا ہرگز نہین۔

اے رحیم باپ تو ہر طرح کی سخت دلی اور تعصب کی خمیر سے ہماری دلونکو
ل کرا اے نورون کے بانی اپنے بیٹے کی پاک تعلیم کی نور کو جلد چمکا جلد
وہ دن لا کہ ہم سب مل کر گا وین۔

اندھیری رات اب جاتی اور روشنی ہے نمود
صبح اب چلی آتی اور دن بھر ہے موجود

وہ گھڑی جلد لا کہ ہم پھر یہ شکایت زبان پر نہ لاین کہ نور تاریکی مین چمکتا ہے
اور تاریکی نے اوسے دریافت نہ کیا۔

مسیحی بھائیون کا خادم اکبر مسیح باند اگست سنہ ۱۸۹۳ع

(۱) نور افشان مطبوعہ ۲۰ جون سنہ ۱۸۹۳ع مین کیا یہ امر واقعی حیرت افزا ہین کہ پادری ٹھاکر داس صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کو جو ایک بالکل باہر کا آدمی ہین مسیح کی الوہیت کی مسئلہ کی بحث پر تحدی فرماوین اور انکے لیے نور افشان کے کالمون کو اس فراخ حوصلگی سے کھولدین اور ہمکو جو انجیل کی بنا پر اپنی ایمانی خدمت کے ساتھ اس سوال کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہین بالکل فراموش کردین کیا ہم آپکی اس تحدی کو قبول کرنے کیلیے مرزا صاحب سے زیادہ موضوع نہ تھے؟ خیر اگر آپکی اجازت ہو کہ اس جواب پر رسالہ پر ریمارک لکھین تو آپ کی حوصلہ سے اگر اسی سوال میں ہمکو بھی مدعو فرماتین تو نوازش سے بعید نہوگا۔ ا۔ م

ہو گیا کہ مولف صاحب کی تمام تاویلین بیکار ٹھری ہین "نور افشان مطبوعہ ۱۴- جولائی سنہ ۹۲ع پس مناسب یہی تھا کہ مین اونکے مسلہ جواب منجانب پادری صاحب کی تردید مین مشغول ہون اور منشی صاحب اوسکو خود لین مگر غلام مسیح صاحب کو مین مطلع کرتا ہون کہ اگر وہ اپنے مضمون کو رسالہ کی صورت مین کبھی شایع کرینگے جس سے مجھکو معلوم ہو کہ اونکا کلام اونکے ہم خیالون مین کیا وقعت رکھتا ہے تو گو مین بذات خود اوسکے جواب لکھنے مین قاصر ہون مگر جواب اونکو اور نیز دیگر مجیب صاحبون کو بھی جو میرے رسالہ کو آیندہ جواب کے قابل سمجھینگے وقتاً فوقتاً میرے مہربان "یونٹیرین" بھایون سے ضرور ملتا رہے گا بلکہ ہم یہ بھی ارادہ رکھتے ہین کہ اگر ممکن ہو تو اپنے رسالہ کی طبع ثانی مین اونکے جواب کی رعایت رکھین ہم افسوس کرتے ہین کہ فی الحال ہمارا اپنا کوئی اخبار نہین اور ہم غیر مسیحی اخبارون کو اپنا نہین کر سکتے ورنہ ہم ایسے ایسے اخباری مضامین کا جواب بروقت دیدیتے اور آپ لوگون کو انتظار نہ کھینچنا پڑتا یہ بھی افسوس ہے کہ آپ لوگ بغرض احقاق حق ہمکو اپنے اخبارون مین جگہہ دینے کےلیے راضی نہین ورنہ ہم لوگ آپکی خدمت کرنے کو ضرور تیار ہین برخلاف اسکے اگر ہمارے پاس کوئی اخبار ہوتا تو ہم بوجہ اسکے کہ اپنے واقعی زور وقوت کے خود معتقد ہین ہرگز تامل نہ کرتے اور آپ لوگون کو دعوت دیتے کہ آپ لوگ ہمارے مخالف مضامین ارسال کرین اور ہم سے جواب لین مگر یہ

دری صاحب ہماری اس بحث پر کوئی اعتراض نہین کرتے بلکہ ہمارے
دعوی کو پورے طور سے تسلیم کر یون فرماتے ہین۔
"یہودیون کی کتاب یعنی عہد عتیق مین وحدت الہی بے شرک صاف صاف
بیان ہوئی ہے . . . . اوس سے ظاہر ہے کہ خدا اپنی ذات مین یکسا یکتا
ہے . . . . کل عالم مین فقط خدا ہی ہے جسنے اپنا ثانی یا مانند نہ دیکھا
نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ کبھی دیکھے گا انجیل مقدس بھی اس تعلیم کی تائید
کرتی ہے (" اوسمین تعلیم توحید مقدم ہے " ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۱۹)
مسیح نے فرمایا کہ سب حکمون مین اول یہی ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند
جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے وغیرہ مرقس ۱۲ : ۲۹ اوسکے رسولون
نے بھی ایسا ہی سکھلایا دیکھو اقر ۸ : ۴ و ۶ افس ۴ : ۶ ۔ ۱ تمط
۶ : ۱۵ و ۱۶ ۔ اس توحید الہی مین کوئی کسر نہ آنی چاہیے اور اگر مسیح
کی الوہیت اس مین قصور ڈالتی ہے تو اوسکو ماننا نہ چاہیئے " یہانتک
پادری صاحب نے ہمارا ساتھ دیا آگے آپ فرماتے ہین کہ " عہد
عتیق کے اس بیان (وحدت الہی) کی بنا پر یہودیون کا مسیح کی الوہیت
سے انکار کرنا جائز تھا اور اسیطرح انجیل مقدس کے اس بیان کی تاکید کرنے کی بنا پر الوہیت
مسیح سے انکار کرنا ناجائز ہے " قبل اسکے کہ مین پادری صاحب کی
اس عجیب وغریب دعوی کی دلیل کی تردید کرون مین ناظرین کو یاد
دلاون گا کہ جب ہمنے ثابت کر دیا ۔ اور پادری صاحب نے اوسکا
جواب ندیا ۔ کہ کتاب مقدس مین " وحدت خالص " کا ذکر آیا ہے جسمین

بجواب "پہلا باب حجت توحید والوہیت مسیح"

پادری صاحب نے - باب ہمارے رسالہ تنقیح کی "باب اول وحدت الہی" کے جواب مین لکھا ہے ہماری بحث یہ ہے کہ "پرانے عہدنامہ مین خالص وحدت کی تعلیم ہوئی ہے اس وحدت مین کثرت کی تعلیم مطلق نہین نبی اسرائیل کا عقیدہ بھی اسپر شاہد ہے کسی یہودی نے کبھی خدا کی وحدت مین کثرت کا خیال نہین کیا وحدت کے باری مین خداوند مسیح نے بھی ملاکم دکاست اوسی پہلے حکم کو دہرایا کہ سب حکمون مین اول یہی ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲/۲۹) اور بہت تاکید کی ساتھ یہ تبلانے کو کہ اس واحد خدا مین کوئی امتیاز اقانیم کا نہین ہے اور یہ واحد خدا صرف باپ ہی ہے نہ بیٹا یا روح القدس اوسنے باپ کو اکیلا سچا خدا کہا اب گنجایش نہین کہ ہم سوا ے باپ کے کسی دوسرے کو بھی سچا خدا کہہ سکین - مقدس رسولون نے بھی اسی خالص وحدت کی تعلیم دی وہ خدا سواے باپ کے کسی اور کو نہ کہتے تھے ہمارا ایک خدا ہے جو باپ ہے اور کوئی خدا نہین مگر ایک (اقرنتھیوں ۸/۴،۶) " صفحہ ۱۴ و ۱۷ و ۱۸

ضرور پیش کرتے۔

اب جناب پادری صاحب دریافت کرتے ہین کہ "کیا وہ جسکو خداوند شعلے مین خدا کا لی بدلی مین اور خداوند کا جلال کوہ سینا پر کہا سچ مچ خدا تھا یا خدا کی مانند کچھ تھا؟ ۔۔۔ کیا خدا کا جلال خدا سے کوئی جدا چیز ہے اور اوسکو بھی خدا کہہ سکتے ہین؟" مین بتاون۔ یہ جو کہدیا کہ خداوند کا جلال کوہ سینا ٹھہرا یہ اسلیے کہا کہ آپکو معلوم ہو جاوے کہ خداوند شعلے مین ہوکے اوسپر اوترا اسکے کیا معنی ہین تاکہ آپ سمجھ جاوین کہ خدا کوئی مادی ہستی نہین ہے جسکی نسبت اوترنا اور چڑھنا لفظاً درست ہو تاکہ آپ پر واضح ہو جاوے کہ اصل کیفیت یہی تھی کہ خداوند کا جلال کوہ سینا پر ٹھہرا تھا اوسکی تجلی کا نمود وہان خاص طور سے ہوا تھا اسیکو خداوند کا اُترنا کہا اور خداوند مین اور خداوند کے جلال مین قریباً ایسا ہی فرق ہے جیسا آفتاب مین اور اوسکی شعاع مین جب آپ یہ سوال لکھ رہے تھے اوسوقت آفتاب کی شعاع آپ کی میز پر تھی اور اوسی شعلے سے آپنے آفتاب کے ہونے کا یقین کیا تھا اس شعاع کو مجازاً آفتاب کہین توکہین ایسا ہی خداوند کا جلال وہان خاص طور سے ظاہر ہوا جس سے موسی کو اور بنی اسرائیل کو خدا کی حضوری کا یقین ہوا اور اونھین معلوم ہوگیا کہ ایسی بڑی قوم کون ہے جس سے خدا ایسا نزدیک ہو جیسا خداوند ہمارا خدا سب چیزون کی بابت جو ہم اوس سے مانگتے ہین ہمسے نزدیک ہے استثنا ۴ آپکو تو یہ معلوم

امتیاز اقانیم نہین ،، کہ جسکو واحد خدا کہا اوسی کو باپ کہا اور باپ ہی کو اکیلا سچا خدا کہا تو اب اگر اقانیم کا وجود تسلیم کیا جاوے تو وہ مباین ومخالف "وحدت خالص ضرور ہے اور پادری صاحب برطبق عقاید وجود اقانیم ثلثہ کے قائل ہین ہان مین مانتا ہون کہ اگر کوئی صاحب یہ ثابت کر سکین کہ مسیح دراصل وہی اکیلا سچا خدا ہے جسکو باپ کہتے ہین تو ایک طور باوجود مخالفت انجیل وحدت الہی مین تو فرق نہ آوے گا یعنی بغیر تثلیث ثابت ہوئے الوہیت مسیح ثابت ہوجاوے گی مگر پادری صاحب کو یہ تسلیم نہین وہ تو مسیح کو وہ اکیلا سچا خدا نہین سمجھتے بلکہ الوہیت کا اقنوم ثانی گردانتے ہین لہذا اب پادریصاحب کا ہر دعوی حقیقی الوہیت مسیح کا مخالف تعلیم تثلیث بھی ضرور ہوگا۔

پادریصاحب پرانے عہدنامہ سے یہ آیات پسند دعوی خود پیش کرتے ہین وہ .. خروج ۱۹: ۱۸ و ۱۹۔ اور سب کوہ سینا پر زیر و بالا دہوان تھا کیونکہ خداوند شعلے مین ہوکے اوسپر اترا۔ اور خدانے اوسی ایک آواز سے جوابدیا۔ ۲۰: ۲۱ تب وے لوگ دور ہی کھڑے رہے اور موسی اس کالی بدلی کے جسمین خدا تھا نزدیک گیا۔ ۲۴: ۱۶۔ اور خداوند کا جلال کوہ سینا پر ٹھرا اور بدلی اوسے چھ دن تک ڈھاپنے رہی ،،

پادریصاحب نے صرف یہی آیات پیش کی ہین اور ہمکو مطمین رہنا چاہئے کہ اگر ان سے بہتر آیات پرانے یا نئے عہدنامہ مین اونکو مل سکتین تو وہ

جہان اوسکو اپنے تئین زیادہ صفائی سے ظاہر کرنا منظور ہو خاص طور سے
حاضر ہوتا ہے -
اور یون ایماندار اونکا اون کامون مین داخل ہونا اور اون کامون مین شریک ہونا بڑی
عظمت اور ادب کے ساتھ ہوا کرتا ہے ..... خدا مسیح مین تھا (۲ قر
$\frac{5}{19}$) جیسا وہ کہین اور نہ تھا ..... خدا سب چیزون مین ہے کلیسیا
مین ہے مسیح مین ہے انسان خواہ اوسے دیکھین یا نہ دیکھین .....''
Masons Faith of the Gospel طبع سوم صفحہ ۲۸ و ۲۹
پس پادری صاحب خواہ مخواہ الزاماً فرماتے ہین کہ '' جاے تعجب ہے
کہ یہودی - یونی ٹیرین - محمدی اور عیسائی سب عہد عتیق کے اس
احوال کو ہضم کر سکتے ہین لیکن جب انجیل مین اسطرح کا احوال پایا جاتا ہے
تو جھٹ سے حدوحدت یاد آنے لگتی ہے صاحب یہ حقیقت سے
خلاف ہے وہ دونون حوالون کو ہضم کرتے ہین مگر ایک خاص چورن سے
اور اونکو بدہضمی نہین ہوتی - اپ تردد نفرما وین اب ہم آپکے قول کو یاد
رکھینگے جو آپ نے فرمایا کہ خداوند مسیح مین الوہیت کا ہونا '' قریباً
ویسی بات ہے جیسا توریت مین لکھا ہے کہ خدا کالی بدلی مین تھا''
اور آپ اسکے ساتھ مقدس پولوس کا یہ سخن بھی یاد رکھین تم زندہ خدا
کی ہیکل ہو چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ مین اون مین رہونگا اور اون مین چلونگا
اقر $\frac{6}{16}$ آگے پادری صاحب فرماتے ہین کہ '' یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح مین

ہے کہ ساری زمین خداوند کے جلال سے معمور ہے یشعیاہ ۶ یہ جلال جو ساری عالم مین موجود تھا خاص طور سے طور پر موسیٰ اور بنی اسرائیل کو نظر آیا۔ جیسے کہ خدا کی قدرت کے آثار ساری کائنات مین نمودار ہین مگر خاص طور سے معجزہ مین ظہور پذیر ہوتی ہین۔ اب اور سنیئے خدا سارے آسمان مین اور ساری زمین مین موجود ہے وہ اسوقت بھی موجود ہے خاص طور سے خداوند شعلے مین اور خدا کالی بدلی مین بھی ظاہر ہوا تو اس سے کیا؟ اسکو خدا کے اوتار لینے سے کیا سروکار؟ آپ خود فرما رہے ہین "یاد رہے کہ بادل وغیرہ کو خدا نہین کہا لیکن بادل ہین خدا بیان کیا گیا.. پاکترین مکان کی کیفیت بھی اسکے مشابہ ہے،، دل ماشاد بس ہم بھی تو یہی کہتے ہین جس مین خدا ظاہر ہو آگ مین پانی مین پہاڑ مین بیابان مین زمین مین آسمان مین چاند مین سورج مین ستارون مین انسان مین ایماندار مین مسیح مین کسی کو خدا مت کہو یہی کہو فلان شخص مین فلان شئہ مین خدا ہے مگر فلان شخص یا شئے خدا نہین ہے اور خدا کس مین نہین اور کہان نہین کوئی ظہور عام ہے کوئی خاص مین اس مفہوم کو ایک تثلیثی عالم کے الفاظ مین ادا کیئے دیتا ہون وہ "مگر چونکہ خدا کی ہمہ جائی محض علم کی نہین بلکہ عمل اور ظہور کی بھی ہے اسلیئے اوسمین حضوری کی مدارج ممکن ہین وہ سب چیزون مین (افسی ۴) یعنی اپنے تئین ہر دیدنی شئہ مین جسکو اوسنے بنایا ظاہر کرتا ہے پس ایماندار جہان کہین ہو اوسکے ساتھ رہتا ہے لیکن وہ خاص مقامون اور خاص کامون مین

خدا کہتے ہین کہ کسی خدا کہتے ہین؟ کیونکہ نہ تو ابن امریم کی روح خدا تھی اور
نہ اوسکا جسم غرضکہ یہ ثابت ہوا کہ مسیح تو خدا نہ تھا جیسے کالی بدلی خدا
نہ تھی بلکہ مسیح مین خدا تھا جیسا کہ کالی بدلی مین خدا تھا اور کہ مسیح
مین کوئی اقنوم خدائی کا نہ تھا کیونکہ کتاب مقدس سے "خالص وحدت"
ثابت ہوئی بلکہ وہی واحد خدا تھا جو کالی بدلی مین تھا اب الوہیت مسیح کا
مسلہ حل ہوگیا یہ الوہیت الوہیت مجازی ثابت ہوئی کیونکہ مسیح کو کامل
انسان تو کہتے ہین مگر کامل خدا نہین کہہ سکتے بلکہ یون کہتے ہین کہ مسیح مین
کامل خدا تھا۔ خیر یہ تو ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ کہتے ہین اور کہہ بھی چکے
تھے دیکھو رسالہ تنقیح صـ۱۳۵ مسیح ہمارے بیچ خدا کا ظہور ہوکر رہا اور جسطرح
اسرائیل کے لیئے خیمہ یا عہد کا صندوق خدا کی حضوری تھی (زبور ۸۷ و ۹۰ و ۶۱) ہمارے
لیئے مسیح خدا کا خیمہ اوسکی حضوری اور اوسکا ظہور ہے کیونکہ وہ عمانوایل
خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تم خدا کی ہیکل ہو اور خدا کی روح تم مین بستی ہے
(اقرنتی ۳ ۱۶) کتنا زیادہ مسیح خدا کی ہیکل ہے (یوحنا ۲ ۱۲) خدا اوسمین بستا ہے
یقیناً وہ خدا کا خیمہ آدمیون کے ساتھ ہے" عیسائی بھائیو یاد رکھو اگر تم اسی
طرح الوہیت مسیح کو مانتے ہو تو تم مبارک ہو۔

پادری صاحب نے اس بات کی آغاز مین یہ ثبوت اسکے کہ "خدا بجید اور
حاضر وناظر ہے اسلاطین ۸: ۲۷ (کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت
کرے؟ دیکھ آسمان اور آسمانون کے آسمان تیری گنجایش نہین رکھتے)

الوہیت قائم کرنے سے مسیح کا جسم وہ جو ابن مریم کہا جاتا ہے اسکو الوہیت منسوب نہین کیجاتی اور اس بدن کو ہم خدا نہین کہتے لیکن اوسمین خدائی کہتے ہین جو قریبا ویسی بات ہے جیسا توریت مین لکھا ہے کہ خدا کالی بدلی مین تھا ،، یہان سے یہ بہی روشن ہوا کہ جناب پادری صاحب "مسیح کے جسم کو اوس بدن کو ،، " ابن مریم ،، کہتے ہین اور " اوسکو الوہیت منسوب نہین کیجاتی " اور مجھے یہ تو پہلے بھی معلوم تھا کہ " اوس بدن کو آپ خدا نہین کہتے " اب مین پوچھتا ہون کہ پھر آپ خدا کسے کہتے ہین ؟ اور مسیح کو کیا کہتے ہین ؟ ! مسیح فقط " جسم " و " بدن " یعنی " ابن مریم " نہین جسم و بدن تو انسان بھی نہین ہے اور آپ مسیح کو کامل انسان تو مانتے ہین اوسی " نفس ناطقہ و انسانی جسم کی ساتھ ،، تسلیم کرتے ہین اور جسم بلا " نفس ناطقہ ،، یعنی روح کے انسان نہین معلوم ہوا کہ مسیح " جسم یعنی " ابن مریم ،، اور " نفس ناطقہ ،، کی ترکیب ہے نہ کہ مجرد نفس ناطقہ یا مجرد جسم یعنی " ابن مریم ،، پس " اوس بدن کو آپ خدا کہتے نہین ،، اور اوسی قاعدہ سے اوس روح کو بھی خدا نہین کہہ سکتے اور مسیح جسم و روح ہے نہ کہ کچھ اور لہذا جناب مسیح کو خدا نہین کہہ سکتے بلکہ " جیسا توریت مین لکھا کہ خدا کالی بدلی مین تھا " ویسا ہی آپ یہ کہین کہ خدا مسیح مین تھا اور جو خدا کالی بدلی مین تھا وہی خدا مسیح مین تھا نہ کہ خدائی کا کوئی اقنوم پادری صاحب فرماتے ہین کہ " جب انجیل مین مسیح کی الوہیت بیان کی گئی ہے تو عیسائی جسم ابن مریم کو کبھی خدا نہین کہتے " پھر وہ اگر

"باب دویم نفی الوہیت مسیح - باب چہارم تحقیق اس امر کی کہ ایا مسیح سنے دعوی الوہیت کیا باب پنجم رسولون نے مسیح کے حق مین کیا تعلیم دی ایا رسولون سنے الوہیت مسیح کی کنایتاً تعلیم دی آیا انھون سنے مسیح کو خدا کہا" باب چہارم و پنجم مین اون تمام آیات پر بحث کی گئی جنکو علماے تثلیثی بہ ثبوت الوہیت مسیح پیش کرتے ہین اوران تینون ابواب کی بحث قریباً ۱۲۵ صفحہ پر ختم ہوتی ہے اگر ناظرین چاہتے ہین کہ درحقیقت واقف ہون کہ پادری صاحب نے کہانتک میری بحث کا جواب لکھا ہے تو اونکو میرا اصلی رسالہ پڑھکر پادری صاحب کی بحث پر غور کرنا چاہیے معلوم ہوجاوے گا کہ پادری صاحب صرف براے نام جواب لکھتے ہین مگر ہم پادری صاحب سے کسی دعوی کو عداً بے جواب نہ چھوڑینگے کیونکہ ہمارا ادعا مخالف سے مقابلہ کرنا ہے نہ کہ اوس سے کترانا اور بچنا انجیل مقدس ہر جگہ ہماری ساتھ ہے خدا کا کلام پاک ہماری سپر ہے -

آپ فرماتے ہین "باب دوم مین اکبر مسیح صاحب نے مسیح کی الوہیت پر یعنی اوسکے واجب الوجود - قادر مطلق اور ہمہ دان ہونے پر کلام کیا ہے اور کہتے ہین کہ مسیح نے اپنی نسبت ہرایک سے نفی کردی ہے .... اور مسیح مین ان اقوال کی بنا پر دو ذاتون کا انکار کرتے ہین اور صرف انسانیت کو قایم کرتے ہین،، پادری صاحب نے میرے کسی دعوی کی اس مقام پر تردید نہین فرمائی اور نہ میری اوس بحث پر کوئی اعتراض کیا جس سے

کو پیش کیا یہ آیت خدا کے تجسم یعنی اوتار لینے اور انسان ہو کر زمین پر سکونت
کرنے کی خیال کا قطعاً ابطال کر رہی ہے پس وہ لوگ جو مانتے ہین
کہ مسیح جسنے ساڑھے ۳۲ برس زمین پر سکونت کی خدا تھا گویا تسلیم
کرتے ہین کہ وہ خدا نے فی الحقیقت زمین پر سکونت کی" عہد عتیق[1]
خیال کو محال بتارہا ہے اور بڑی تاکید سے پوچھتا ہے کیا خدا فی الحقیقت
زمین پر سکونت کرے؟ اسکا جواب یہ ملتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین
پس ہرگز مت کہو کہ مسیح خدا تھا کہو مسیح مین خدا تھا جیسے کالی بدلی مین
خدا تھا کیونکہ انجیل بھی اون لوگون پر افسوس کرتی ہے جنہون نے
باوجودیکہ خدا کو پہچانا تو بھی اوسکی عزت و شکرگذاری خدا ہی کے لایق
نہ کی بلکہ بقول عالم جاننے احمق ہو گئے اور غیر فانی خدا کی جلال کو فانی آدمی
سے بدل ڈالا اور خالق کو چھوڑکر مخلوق کی پرستش اور بندگی کی روم
[1] ۲۱-۲۵ اسکے بعد انجیل کو قبول کرنا اور پھر کسی اوتار کو ماننا خدا کی سچائی
کو جھوٹھ سے بدل ڈالنا ہے۔

باب دوم

بجواب "دوسرا باب تنقیح القاب مسیح"

پادری صاحب نے اس باب کو "بجواب باب دوم و چہارم و پنجم" میرے
رسالہ کی لکھا ہے مضامین ابواب مذکورہ حسب ذیل ہین۔

ادا کرنے کی لئے ثابت ہوتا ہے ،، پادری صاحب کی اس رائے کو مین بالکل قبول کرتا ہون اور انکا شکریہ ادا کرتا ہون کہ وہ ایک جھوٹے خیال کی تردید خود کر رہے ہین جسکو عقیدہ اتھاناسیس نے کہ جسکے ماننے والے روی زمین کی دو ثلث مسیحون کے قریب ہین رواج دے دیا ہے پس چاہے ایک گروہ کثیر پادری صاحب کے اس تحقیق کی داد ندے مگر ہم توحیدی عیسائیونکا فرض ہے کہ اونکے مشکور ہون۔

پادری صاحب نے اپنے اوہمارے قول کی (بخلاف عقیدہ اتھاناسیس) تائید مین دلائل بھی بیان کئے ہین اور بعض عام اعتراضون کا جواب بھی دیا ہے وہ فرماتے ہین کہ "ابن خدا اور ابن آدم ایک ہی اصطلاح ہے لوقا ۲۲: ۶۹، ۷۰ یوحنا ۶: ۲۷؛ ۴۰۔ ۵: ۲۶، ۲۷ ۔۔۔۔ ان ایات مین جو کچھ بیٹے کی بابت کہا گیا وہی ابن ادم کے بابت کہا جس سے ظاہر ہے کہ لفظ بیٹا الوہیت کو ادا کرنے کے لئے نہین ہے" "جیسا بیٹے کو ویسا ہی ابن آدم کو پیش ہستی منسوب کی گئی ہے لفظ بیٹے مین ازلیت کی خصوصیت نہی"

"بیٹا اوسکی الوہیت کو ادا کرنیکے لئے استعمال نہین کیا ہے" "کوئی وجہ نہین کہ ان لفظون کو اداے الوہیت کی لیئے قرار دیا جاوے" آپنے بہت ٹھیک کہا پادری صاحب نے ایک اور نادر خیال کا اظہار کیا اور ہم اوس پر بھی صاد کرتے ہین "اکلوتا بیٹا بھی ازلی ابنیت کی لیئے نہین معلوم ہوتا

مین سنے مسیح کے دو ذاتون کی مسئلہ کو ایک قیاس مہمل وخلاف انجیل ثابت کر دکھایا اگر ایسے اہم امور مین یون سکوت اختیار کرنا تھا تو پادری صاحب نے ناحق جواب لکھنے کی تکلیف کی پادری صاحب میرے دعاوی کے مقابل فرماتے ہین "اسکے خلاف مین انجیل مین مسیح کی الوہیت اور انسانیت کی تفصیل پاتا ہون . . . . ان باتون کی بحث تیسری باب مین کی جاویگی" ہم بھی اوسی مقام پر آپکو جواب دینگے بالفعل یہان پر پادری صاحب مسیح کی بعضے اون القاب کی تنقیح فرماتے ہین "جو اسکی شخصی ماہیت کی اسرار کو ادا کرنے کی واسطے استعمال کی گئی ہین جیسے ابن آدم - ابن اللہ - ازلی کلمہ اور باپ اور خدا" چنانچہ

امر اول

آپ القاب "ابن آدم وابن اللہ" کی تشریف مین فرماتے ہین کہ "اب سوال یہ ہے کہ مسیح خود اپنے کو اور دیگر لوگ اسکو کس سبب سے خدا کا بیٹا کہتے تھے کیا الفاظ خدا کا بیٹا یہ بات سمجھانے کو تھے کہ وہ خدا کا ازلی بیٹا ہے اور الوہیت مین خدا کے ساتھ ایک ہے اور یا کہ اوسکی فوق العادت ولادت کے اظہار کی لیئے - اور اسی سبب سے بولی جاتی تہی - یہ بات سب پر روشن ہے کہ عیسائی عموماً بیٹے سے مراد "ازلی بیٹا" کہتے ہین اور یون اس لفظ کو مسیح کی الوہیت کو ادا کرنے کی لیئے سمجھتے ہین اور یہ راے اتھاناسیس کے عقیدے پر مبنی ہے مگر میرے نزدیک یہ لفظ مسیح کے نادر انسانیت کو

مین پادری صاحب کے ان اقوال کو نقل کر رہا ہون تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ کہانتک ہماری تائید کر رہے ہین کیونکہ اگر وہ یہ نہ کہتے تو ہمکو خود بھی کہنا پڑتا اور ہمنے یہی کہا بھی تھا وہ یہ بھی فرماتے ہین اور ہم اونکے مشکور ہین "مین نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ لفظ بیٹے کو مسیح کی الوہیت کا مترادف گردا ننے کے لیئے زبور ۲: ۷ کا حوالہ دیا جاتا ہے تو میرا بیٹا ہے مین آجکے دن تیرا باپ ہوا کوئی راوی انجیل اس آیت کو مسیح کی الوہیت کا مترادف کر کے استعمال نہین کرتا۔ لفظ آج سے مراد ازل کی لیئے جاتے ہین مگر انجیل مین اسکی تعبیر پائی نہین جاتی یہ مسیح کی بابت ایک پیشین گوئی تھی اور یہ لفظ کہ تو آج میرا بیٹا ہوا اوس دن پورے ہوے جسدن آپ مردون مین سے زندہ ہوا الٰہی اوس دن مسیح خدا کا بیٹا ثابت ہوا جیسا اعمال ۱۳: ۳۲ و ۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے . . . . اور بھی دیکھو رومیون ۱: ۳ و ۴ . . . غرض کہ دوسرے زبور والا بیان بھی الوہیت یا ازلیت کی لیئے نہین ہے"

ہم پادری صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ انھون نے الوہیت مسیح کے دعوی کی ایک پرانی شاخ کو اپنے ہاتھون ہماری لیئے چھانٹ دیا اور اتھاناسیس کی عقیدہ ماننے والون کو نا امید کیا آخر مین آپ یہ فرماتے ہین کہ وہ اب مین یہ یاد دلاتا ہون کہ جو اعتراض باب چہارم و پنجم مین بھی مسیح کی الوہیت یعنی اسکی قدرت اور ازلیت ہمہ دانی کے برخلاف لفظ بیٹے

کیونکہ صرف مسیح ایک ہے جو اسطور سے ہوا۔ جسطرح لوقا ۳: ۳۸ مین بیان ہوا ہے آدم بھی اوسطرح نہین پیدا ہوا تھا اور اسلیئے صرف مسیح اکلوتا بیٹا کہا جا سکتا ہے بنی اسرایل کو بھی اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے مگر وہ کسی اور خصوصیت کی سبب کہا گیا ہے مگر کسی صورت مین اکلوتے بیٹے کے یہ معنی نہین معلوم ہوتے کہ ازل سے تولد ہوا ''

آپ یہ بھی فرماتے ہین '' جب یہودیون نے لفظ خدا کے بیٹے کی سبب مسیح پر کفر کا الزام لگایا کہ ایسا کہہ کر تو اپنے تئین خدا ٹھراتا ہے (یوحنا ۱۰: ۳۳ و ۳۶) اور درحقیقت اگر مسیح نے انسان ہو کر اپنے تئین خدا کہا تو یہ خدا کے برخلاف کفر تھا نہ کہ محض ایک ناشایستہ سخن جیسا کہ اکبر مسیح صاحب صفحہ ۸۰ پر لکھتے ہین (مین نے نہ یہ مانا ہے کہ مسیح نے اپکو خدا ٹھرایا اور نہ یہ مانا کہ یہودیون نے اوسپر ایسا کوئی الزام لگایا) مگر مسیح نے اونکے نتیجہ سے انکار کیا (چونکہ پادری صاحب سمجھتے ہین کہ یہودیون نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ مسیح اپنے تئین خدا ٹھراتا ہے '' اسلیئے یہ ثابت ہوا کہ مسیح نے اپنے تئین خدا ٹھرانے سے انکار کیا اسکا اشارہ آگے بھی آوے گا) اور تبلایا کہ وہ کیون اپنے تئین خدا کا بیٹا کہتا ہے اور سمجھایا کہ بیٹا کہنے سے کفر لازم نہین آتا۔

کیونکہ جنکے پاس خدا کا کلام آیا اونکو اللہ کہا گیا ہے اور کفر لازم نہین آتا البتہ مین یہ کہتا ہون کہ میرے کامون کے سبب جانو اور یقین کرو کہ باپ مجھ مین ہے اور مین اوسمین وہ جسکو یہودیون نے انسان کہا مسیح اوسکو خدا کا بیٹا کہتا ہے''

کہا کہ مین اور باپ ایک ہین اور اسکو یون بیان کیا کہ باپ مجھ مین ہے اور مین اوسمین اور پھر یہ کہا کہ باپ جو مجھ مین رہتا ہے وہ یہ کام کرتاہے باپ کی جگہہ ان آیتون مین لفظ خدا رکھ کر دیکھو تو کچھ ضرور نہین کیونکہ نہ آپ اور نہ ہم انکار کرتے ہین کہ "باپ سے مسیح کے مراد خدا ہے" تو زیادہ صاف نظر آوے گا کہ مسیح اپنے مین خدائی کا دعوی کرتا ہے "مسیح اپنے مین خدائی کا دعوی کرتاہے" یہ آپ کیا لکھ گئے خدائی کا دعوی کیسا مسیح اپنے مین خدا یعنی باپکا دعوی کرتاہے تو وہ یہ کہتاہے باپ مجھے مین ہے باپ مجھ مین رہتاہے وہ نہین کہتا مین خدا ہون کہ جو آپ خدائی کا دعوی ثابت کرتے ہو اپنی آپ خدا کا لی بدلی مین والا مضمون یاد رکھین دوسری آیت مین اور باپ ایک ہین پادری صاحب میرے خلاف :- اسکی نسبت فرماتے ہین "اکبر مسیح صاحب نے اسکی معنی یہ لکھے ہین کہ چونکہ باپ نے اسکو بھیڑین انعام دی ہین اسلئے بھیڑون کے مالک اور قابض ہوسکے مین مین اور باپ ایک ہین اور پھر یہ کہ روحانی یگانگت ہے اور ویسے ہی سچے شاگردون کو بھی باپ کے ساتھ حاصل ہے یوحنا ۱۷: ۲۱-۲۳ اور یوحنا ۴: ۱۵.... مین اکبر مسیح کے معنون کو قبول نہین کرسکتا کیونکہ یوحنا کا مطلب صاف یہ ہے کہ قدرت مین مین اور باپ ایک ہین.... باپ قادر مطلق ہے اور مین بھی قادر مطلق ہون" مگر یادری صاحب کے معنون کو مسیح قبول نہین فرماتا اول اسلئے کہ اوسنے کبھی آپ کو قادر مطلق نہین کہا - دویم اسلئے کہ وہ کہتاہے باپ نے اونہین مجھے دیا ہے

یا ابن آدم کی بنا پر کی گئی ہین وہ سب رائگان اور ردی ہین،،
اسکی حقیقت جناب پر بعد مین کھلے گی مگر اس سے مجھکو اتنا تو معلوم ہوگیا
کہ جناب پادری صاحب جو اپنے مکان کی ایک کچی دیوار گراگئے وہ یہ
سمجھے تھے کہ اونکے ہمسایہ یونٹیرین کے مکان کی چھت بھی اوسپر قائم
تھی مگر اب اونکو معلوم ہوگا کہ یونٹیرین کے عمارت کی بنیاد چٹان پر ہے
آپکی دیوار گرنے سے اوسکو کوئی نقصان نہین پہونچا۔ کیونکہ آپکو معلوم ہو کہ ابن
آدم اور بیٹا وغیرہ مسیح کے لقب ہین اسلیئے اگر ابن آدم اور ابن اللہ کی الوہیت
کی تردید ہو تو مسیح کی الوہیت کی تردید ہوجاتی ہے کیونکہ مسیح ہی ابن آدم
اور وہی ابن اللہ ہی اور ہم یہی ثابت کرتے ہین کہ مسیح خدا نہین نہ وہ مسیح ہو کر
خدا ہے نہ ابن آدم ہو کر اور نہ ابن اللہ ہو کر پس ہماری بحث کا ایک شوشہ
یا ایک نقطہ بھی رائگان اور ردی نہین بلکہ جناب کی ساری تعمیر منہدم
ہوگئی۔

امر دوم

مین بہ تشریح القاب ،،باپ ۔ کلمہ۔ خدا،، پادریصاحب یون رقم طراز ہین
،،یہ وہ لفظ ہین جو مسیح مین الوہیت کو ادا کرنے کیلیے استعمال کئے گئے ہین
مسیح نے اپنے مین کوئی غیر شئہ بیان کی جو اوس سے وہ سارے نادر کام
کرواتی ہے اوسکو لفظ باپ سے بیان کرتا ہے کوئی یونٹیرین بھی اس
بات کا انکار نہ کرتا ہوگا کہ باپ سے مسیح کی مراد خدا ہے اب مسیح نے صاف

خدائی کا دعوی کرتا ہے " مین کہتا ہون کہ ہرگز نہین اسکے معنی کچھ اور ہین ورنہ مقدس یوحنا یہ ہرگز نہ کہتے خدا محبت ہے اور وہ جو محبت مین رہتا ہے خدا مین رہتا ہے اور خدا اوسمین (۱ یوحنا ۴ باب) ہمکو معلوم ہے کہ مسیح سب سے زیادہ محبت مین رہتا تھا لہذا سب سے زیادہ خدا اوسمین تھا اور وہ خدا مین دیکھئے یہ کتنا صاف و برجستہ مضمون ہے پادری صاحب کے دلایل اس حق دعوی کے خلاف یہ ہین۔ " خدا حاضر و ناظر ہے اس حساب سے تو بے ایمانون کے وجود بھی خدا کی روح سے خالی نہین جہنم بھی خدا کی خدائی سے باہر نہین " بھلا اس سے آپکو کیا حاصل ہوا مین تو ایماندارون کی یگانگیت اور مسیح کی یگانگیت مین مشابہت دکھلا رہا ہون آپ بے ایمانون کی مہجوری اور ایماندارون کی حضوری مین مخالفت ظاہر کر رہے ہین۔

۲۔ پادری صاحب فرماتے ہین کہ " خدا کا ایماندارون مین ہونا روح کی تاثیرون کا نمایان ہونا ہے نہ کہ لوگون کا خدا بنانا اور نہ مسیح نے یہ یگانگت شاگردون کی لئے اس لیے مانگی کہ وہ خدا بن جاوین لیکن صاف ظاہر ہے کہ اونکے پاک ہونے (یوحنا ۱۷: ۱۹) اور ایمان اور محبت مین ایک ہونے (آیت ۲۰ و ۲۱)۔

اور اوس یگانگت سے روحانیت مین کامل ہوگے (آیت ۲۳) کے لئے دعا مانگی گئی تھی "

جب اوسنے کہا میرے باپ سے سب کچھ مجھے سونپا گیا متی ۱۱ باب ۲۷ پس
جو چیزین بخشی گئین اونکے قابض ہونے کی قدرت بھی بخشی ہوئی
ہے باپ کی قدرت دی ہوئی سونپی ہولی قدرت نہین بیٹے کی
قدرت دی ہوئی ہے پس کوئی صورت مساوات کی باقی نرہی کیا آپ
مسیح کی نہ سنینگے کہ اوسنے خود کہا باپ نے اوسے سب جسمون پر قدرت دی
یوحنا ۱۷ باب ۲ سویم وہ کہتا ہے میرا باپ جسنے اونہین مجھے دیا یعنی مسیح
یہان بیٹا ہوکر کلام کرتا ہے اور آپ خود تسلیم کرچکے کہ" لفظ بیٹا الوہیت
اوا کرنے کی سلئے نہین ہے" چہارم اسلئے کہ وہ خدا باپ کی ہمسری
نہین کرتا بلکہ کہتا ہے میرا باپ مجھ سے بڑا ہے پادریصاحب اس سخن کی
کوئی معنی آپکے الہیات مین ہین یا نہین پنجم اسلئے کہ وہ خود کہتا ہے بیٹا
آپ سے کچھ نہین کرسکتا جو آپ سے کچھ نکرسکے اوسکو قادر مطلق کہنا
و ماننا ہیہات ہے پادریصاحب خوب سوچ لین کہ آپ کیسے کہتے
ہین کہ "وہ اور باپ قدرت مین ایکہی ہین"

اب پادری صاحب یگانگت الہی پر بحث کرتے ہین اور نہین مانتے کہ
مسیح اور خدا کی یگانگت ایماندارون اور خدا کی یگانگت سے مشابہت
رکھتی ہے جس یگانگت سے نہ ایماندار اور نہ مسیح خدا ہوسکتے ہین میری
دلیل تھی کہ مسیح کا قول یہ ہے باپ مجھ مین ہے اور مین اوسمین اس
کلام کے معنی پر تصفیہ ہے آپ فرماتے ہین کہ اس سے ہ مسیح اپنے مین

پادری صاحب فرق یہ جتلاتے ہین ”اولاً مسیح کے بابت یہ بیان پایا جاتا ہے کہ جسطرح خدا ایمانداروں مین رہتا ہے اوسطرح مسیح بھی اون مین رہتا ہے چنانچہ مسیح خود کہتا ہے مین اونمین اور تو مجھ مین یوحنا ۱۷: ۲۳“ ذرہ آپ یہ آیت پھر پڑھین اسمین تو صرف یہ ہے کہ مسیح ایمانداروں مین رہتا ہے اور خدا بھی ایمانداروں مین رہتا ہے اسمین رہنے کی طرح کا کوئی ذکر نہین آپ تو ثابت یہ کرنے چلے تھے کہ ”جسطرح خدا ایمانداروں مین رہتا ہے اوسطرح مسیح بھی اونمین رہتا ہے“ دوسری آیت آپکی پیش کردہ ۲ قرنتی ۱۳: ۵ ہے کیا تم آپ کو نہین جانتے کہ یسوع مسیح تم مین ہے تیسری آیت روم ۸: ۹ ہے پر تم جسمانی نہین بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خدا کی روح تم مین بستی ہے پر جسمین مسیح کی روح نہین وہ اوسکا نہین“ اسپر فرماتے ہین ”جیسا خدا کی روح کا ویساہی مسیح کی روح کا ایماندارون مین بسنا بیان کیا گیا ہے“ اسمین ”جیسا“ ”ویسا“ ”جسطرح“ اور ”اوسطرح“ کا مطلق ذکر نہین صرف یہ بیان ہے کہ مسیح کی روح بھی ایمانداروں مین بستی ہے اور خدا کی روح بھی۔ افسوس پادریصاحب استعارات کے پیچھے پڑے رہن اور حرف کو پکڑتے ہین جو مارڈالتا ہے نہین دیکھتے کہ مقدس پولوس کس معنی مین انسان کو جو جسم و خون سے بنا ہوا ہے کہتے ہین تم جسمانی نہین بلکہ روحانی ہو اس جسمانیت کو ترک کرنا اور روحانیت مین قدم مارنا خدا کا اور مسیح کا ہم مین بسنا

بہت خوب - ہم بھی یہی کہتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ یہی یگانگت بدرجہ اولی مسیح کو حاصل تھی قسم تو یہی ہے درجہ مین فرق ضرور ہے کیونکہ روحانیت کے مدارج ہوتے ہین نہ اوس سے ودلوگون کا خدا بنانا، مقصود تھا نہ اس سے مسیح کا خدا بنانا - ایماندار محبت مین رہنے کی وجہ سے خدا مین رہتے ہین اور خدا اونمین مسیح بدرجہ کمال محبت مین رہتا ہی "خدا کا ایماندارون مین ہونا روح کی تاثیرون کا بدرجہ کمال نمایان ہونا ہی" خدا کا مسیح مین ہونا بھی روح کی تاثیرون کا بدرجہ کمال نمایان ہونا ہے غرضیکہ مین اور کیا کہون جو وجہ ایماندارون مین خدا کے رہنے کی ہے وہی وجہ بدرجہ اکمل مسیح کو حاصل ہے المختصر خدا کا کسی مین رہنا اوسکو خدا نہین کردینا چاہیے وہ ایماندار ہو چاہیے وہ مسیح ہو ایک کا درجہ دوسرے پر زیادہ تو ہوسکتا ہے مگر کسی کو خدا کی ہمسری ممکن نہین -

آپ فرماتے ہین کہ "تیسری قسم کی یگانگت وہ ہی جو خدا اور مسیح یسوع مین ہی دو قسم یگانگت مذکورہ سے وہ بالکل متفرق ہے" فرق درجہ کا ضرور ہے یون تو آپ بہت قسمین یگانگت کی گنا سکتے ہین مثلاً عام ایماندارون کی اور خدا کی یگانگت - خاص ایماندارون کی اور خدا کی - مسیح کے رسولون کی اور خدا کی - ان مین بھی خاص الخاص یوحنا اور پولوس کی اور خدا کی - انبیاء پیشین کی اور خدا کی ابراہیم خدا کے دوست اور خدا کی موسیٰ کی جس سے خدا روبرو ہم کلام ہوا اور خدا کی - آپ کو چاہیئے کہ آپ کوئی ایسی یگانگت کا نام لین جو کسی غیر کو خدا کر دیتی ہو

کیون صاحب مسیح تو رحم مریم مین صورت پکڑ چکا تھا پیدا ہو چکا تھا مر چکا تھا
زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا تھا مقدس پولوس گلاتیون مین مسیح کے
از سر نو صورت پکڑنے کی کیسی امید کرتے تھے ؟ کیا تو بنی اسرائیل کا استاد
ہے اور یہ باتین نہین جانتا ؟ اسی طرح روح القدس کو جو مسیح نے ایک
جگہہ کہا اوسے باپ میرے نام سے بھیجیگا اور پھر کہا کہ اوسے مین باپ
کے طرف سے بھیجونگا پادری صاحب کہتے ہین وہ مثل خدا کے مسیح بھی
روح کو بھیجنے والا بیان کیا گیا ہے ،، حالانکہ مسیح صاف کہتا ہے
کہ مین باپ کے طرف سے بھیجونگا اگر کوئی سفیر کہا وے کہ
فلان فرمان مین شاہ کی طرف سے بھیجونگا ،، تو پادری صاحب شاید
کہدینگے کہ یہ باغی ہے اور دعوی بادشاہت کا کرتا ہے پادری صاحب
نے بعد اسکے ایک اور رد قایم کی ہے فرماتے ہین کہ در خدا اور مسیح
مین ذاتی یگانگت تھی ورنہ مسیح یہ نہ کہتا جسنے مجھے دیکھا اوس نے خدا کو
دیکھا پادری صاحب آپکا یہ طرز مستحسن نہین آپ پہلے میری
اوس بحث کی تردید فرماوین جو مین نے اس آیت پر اپنے رسالہ تنقیح کی
صفحہ ۴ ۵ ۔ ۷ ۵ تک کی ہے تب آگے بڑھین اور اس آیت سے ایسے
انوکھے معنی پیدا کرین آپ جواب لکھتے ہین اسے یاد رکھیے ۔
کلمہ کے متعلق آپ یہ بحث کرتے ہین کہ وہ یہ ایک اور لفظ ہے جو مسیح
کی الوہیت کو ادا کرنے کے لیئے اختیار کیا گیا یعنی مسیح مین جو الوہیت ہے

کہلاتاہے آپ نہ معلوم کیا سمجھتے ہین ایماندارون مین خداکے رہنے کی معنی
مقدس یوحنا بتلاچکے وہ جو محبت مین رہتاہے خدا اوسمین رہتاہے
مسیح فرماتاہے وہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا لہو پیتاہے مجھ مین رہتاہے
اور مین اوسمین یوحنا ۶ ۵۶ دیکھو مسیح کس طرح رہتاہے اور کس مین
رہتاہے آپ پولوس سے بھی سن لیجئے کہ ایماندارون مین مسیح کے
رہنے کی کیا معنی ہین اور مسیح کی روح کس طرح ایماندارون مین قیام
پذیر ہوتی مسیح تمھارے دلون مین ایمان کی وسیلے سے بسے افس
۳ ۱۷ اور اے میرے بچو جنکے سبب مجھے پھر جننے کا درد ہے جبتک کہ
مسیح تم مین صورت نہ پکڑے گلتی ۴ ۱۹ دیکھئے یہ روحانی کلام ہے اسکو کھینچنا
تاننا اچھا نہین اس کلام کے نہ سمجھنے سے آپ مجھ سے ایسے سوال کرتے
ہین وہ کہ مسیح بظاہر اور حقیقت مین ایک محدود اور جسمانی وجود تھا
اس صورت مین وہ کس طرح اورون مین رہ سکتا تھا یا رہ سکتاہے
جبکہ سیکڑون برس اوسکو وداع ہوئے کو گذر گئے ہ ،، مجھکو آپ کے
سوال کی سادگی نقودیموس کا سوال یاد دلاتی ہے جو اوسنے مسیح کی اس
قول کو سنکر کیا تھا اگر کوئی از سر نو پیدا نہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ
نہین سکتا نقودیموس نے اوس سے کہا آدمی جب بوڈھا ہو گیا تو وہ کیونکر
پیدا ہو سکتاہے کیا اوسمین یہ لیاقت ہے کہ دوبارہ اپنی مان کے پیٹ مین
در آوے اور پیدا ہووے اب مین بھی آپ سے اسی طرح پوچھتا ہون

کے منکرون کے خلاف نہین لکھی گئی کیونکہ خود اسکا مصنف منکر الوہیت مسیح تھا
اوسنے مسیح کا یہ یادگار قول میرا باپ مجھ سے بڑا ہے خوب یاد کیا تھا
اور پادری صاحب بھی یہان خاموش ہین کوئی تاویل اس کلام کی
موافق عقیدہ الوہیت مسیح نہین سوچ سکتے پھر اس انجیل کا مصنف
منکر تثلیث تھا باپ کو خداے واحد یعنی ایک اقنوم اکیلا سچا خدا جانتا تھا
یہان بھی پادری صاحب دم بخود ہین کیونکہ کوئی تاویل اس کلام کے مطابق
عقیدہ تثلیث نہین سوجھتی حقیقت مین یہ انجیل مسیح کی الوہیت کے منکرون
کے خلاف نہین بلکہ اونکے خلاف لکھی گئی تھی جو مسیح کی انسانیت کے
منکر تھے ایک مسیح کو دو مسیح بناتے تھے یسوع کی مسیحت سے اور اوسکے
ابن اللہ ہونے سے انکار کرتے تھے چنانچہ خود مقدس رسول علت غائی اپنی
تصنیف کی اسطرح بیان فرماتے ہین یہ لکھی گئی تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع
وہ مسیح ہے خدا کا بیٹا یوحنا ۲۰/۳۱ اب ذرہ آپ غور کرین کہ اگر مقدس
رسول اس انجیل کو منکران الوہیت مسیح کے خلاف لکھتے تو یون فرماتے
یہ لکھی گئی تاکہ ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح خداے بیٹا تثلیث کا اقنوم ثانی ہے
مگر نہین مقصود تو اونکی انجیل کا یسوع کو مسیح خدا کا بیٹا ثابت کرنا ہے اور جناب
خود تسلیم کر چکے کہ "لفظ بیٹا الوہیت کو ادا کرنے کے لیے نہین استعمال کیا گیا"
مقدس رسول اپنے خط مین فرماتے ہین کون جھوٹا ہے ؟ کیا وہ جو انکار
کرتا ہے یسوع خدا نہین ؟ نہین مگر وہ جو انکار کرتا ہے کہ یسوع وہ مسیح نہین

اوسکا نام کلمہ رکھا گیا‘‘۔

ابھی پادری صاحب اس بیان کے شروع مین فرما چکے ہین کہ ’’مسیح نے اپنے مین کوئی غیر شے بیان کی ہے جو اوس سے وہ سارے نادر کام کرواتی ہے اوسکو لفظ باپ سے بیان کرتا ہے‘‘ پادریصاحب تو اس سے یہ سمجھے کہ ’’مسیح اپنے مین خدائی کا دعوی کرتا ہے‘‘ مگر مین اوپر صحیح تعبیر خدا کے مسیح مین یا ایماندار دن مین ہونے کی بتلا چکا ہون۔ بہرکیف پادری صاحب کے بیان سے یہ معلوم ہوگیا کہ ’’کوئی غیر شے‘‘ جو مسیح مین تھی اور جسکو وہ لفظ باپ سے بیان کیا‘‘ وہی مسیح کی حقیقی الوہیت تھی اور اب ’’مسیح مین جو الوہیت تھی اوسکا نام کلمہ رکھا گیا‘‘ یعنی جہانتک اونکے الفاظ اونکی معنی کو ادا کرتے ہین جناب پادری صاحب باپ کو کلمہ اور کلمہ کو باپ کہتے ہین ان مین وہ کوئی ذاتی یا اقنومی تفاوت نہین سمجھتے۔ جیسر کچھ مضایقہ نہین گو پادریصاحب کے تثلیثی ہمعصر اس سے بہت چونکا ہونگے کیونکہ یہ خیال بجا سے تثلیث کے تثنیہ کو قایم کرتا ہے بعد اسکے پادری صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ ’’یوحنا رسول نے اپنی انجیل خاصکر اون بدعتیون کے برخلاف لکھی جو مسیح کی الوہیت کا انکار کرتے تھے اور کبھی اوسکی حقیقی انسانیت کا بھی‘‘ یہ واقعہ کے بالکل خلاف ہے اسی کا راوی خواہ پادری صاحب ہون یا کوئی اور بزرگ جسکا ابطال ہم خود مقدس یوحنا کے کلام سے کرسکتے ہین یہ انجیل مسیح کے الوہیت

بعد میں ڈاکٹر جیمس ڈونلڈسن اور ایمجن ویسلیس کو (جنکی مادری زبان یونانی تھی جو یونانی کے قواعد سے خوب آگاہ تھے) پیش کیا اور بتلایا کہ یہ اونکی راے ہے اور راے کی یہ دلیل ہے اور اونکی رایون کی نسبت یہ عرض کیا "بیشک یہ راین قابل غور ہین" ص ۱۳۲ پادری صاحب نے یہان کچھ نہ فرمایا نہ تو اون اپنے بھایون کے رایون کی تردید کرتے ہین اور نہ اونکو مانتے ہین یہ اس مقصود سے لکھا گیا تھا کہ جناب کو معلوم ہو کہ اگر یہ آیت ایسی صفائی سے الوہیت مسیح کو ثابت کرتی ہے تو یہ صاحبان تثلیثی یہ بحث کیسے کرتے تھے آپ ونیز سے نحوی کی سنتے نہین جو خود تثلیثی ہے اور میرے مقابل ڈاکٹر بلی ان تثلیثی کو پیش کرتے ہین جب معتبر تثلیثی کا قول اپ کے نزدیک قابل التفات نہین تو بھلا کسی اور کا قول میرے مخالف آپ کیونکر پیش کرتے ہین پادری صاحب اس فقرہ کی نسبت کلام خدا تھا کہتے ہین کہ "یونانی کے مطابق ان لفظون کو مبتدا اور خبر جاننا صحیح ہے یعنی کلام مبتدا اور خدا اوسکی خبر" مگر اس سے پادری صاحب کو کیا حاصل ہوتا ہے یہی کہ کلام اور خدا ایک ہے امتیاز شخصیت معدوم ہو گیا ایک شخص کے دو نام ہوے کلام اور خدا اور اسقدر تو ہم بھی مانتے ہین کہ مسیح خدا کا ظہور ہے ۔ مگر یہ بات یاد رہے کلام کا اصلی و حقیقی تصور غیر شخصی ہے کلام کوئی شخصی تصور نہین ہے بلکہ مثل صفت کے غیر شخصی ہے لہذا یہ بہر حال ثابت ہوتا ہے کہ کسی غیر شخصی شے کو خدا کہا ہے خود مسیح کے ساتھ

یوحنا ۱ مقدس یوحنا منکران الوہیت مسیح کی نہین بلکہ منکران انسانیت مسیح کے مخالفت کرتے ہین اور پھر فرماتے ہین ہر ایک روح جو اقرار نہین کرتی کہ یسوع مسیح جسم مین آیا خدا کی طرف سے نہین یوحنا ۱/۴ مسیح کی الوہیت کے انکار کرنے والون پر آپ دار کرتے ہین مقدس یوحنا وار نہین کرتے بلکہ وہ اونکے معاون و مددگار ہین کیونکہ وہ مسیح کو خدا کا بیٹا ثابت کرتے ہین اور "بیٹا الوہیت کے ادا کرنے کیو اسلیے استعمال نہین کیا گیا" اب آپ ہی دیکھ لین کہ یہ کتنا لاآبالی سخن ہے کہ "یوحنا رسول نے اپنی انجیل خاصکر اون بدعتیون کے برخلاف لکھی جو مسیح کی الوہیت کا انکار کرتے ہین"

انجیل یوحنا کی یہ ابتدائی آیت "ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا" ہم اسکے نسبت اپنے رسالہ صفحہ ۱۲۴ و ۱۲۵ مین بہت کچھ کہہ چکے اور پادری صاحب اوس سے تجاہل عارفانہ فرماتے ہین اونھون نے ہمارے اون چھ امور کی بابت جنکی رو سے ہمنے ثابت کیا کہ کسی طرح سے اس آیت سے الوہیت مسیح اخذ نہین کیجا سکتی بالکل سکوت کیا۔ اس سکوت کے کیا معنی؟ خیر ہم اب آپکے اعتراضون کو دفع کرتے ہین تاکہ ہم اپنی خدمت مین قصور نکرین ہمنے ۱۲۹ مین عرض کیا تھا و بعض علما جو علماے تثلیثی کے درمیان بہت مستند اور ممتاز سمجھے جاتے ہین اونکی راے ہے کہ لوگس کلام کو مجازی طور سے خدا کہا" چنانچہ مین نے ایک بہت ہی مستند معتبر تثلیثی نحوی ونیر کا حوالہ دیا

دیتا بلکہ عام معنی اسکے ایک آلہ ہین گوکہ خاص صورتون مین یہ لفظ خدا کے لئے مستعمل ہوتا ہے" اوسا سکو آپ نے نقل بھی کیا ہے جن صورتون کی مثال آپنے دی ہے وہ ایسی ہی خاص صورتین ہین جنکا مین خود معتقر ہون سیاق عبارت سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اوس لفظ کے معنی حقیقی خدا ہین وہان یہ لفظ مجرد نہین آیا اب دیکھئے کہ جس بات کا مین انکار کرتا ہون اوسکو آپ نہین ثابت کرسکے آپ فرماتے ہین " یہ کہنا کہ جب لفظ خدا حرف تعریف کے ساتھ آتا ہے تب اوس سے بجز خدا کے کوئی دوسری ہستی مفہوم نہین ہوسکتی قاعدہ کلیہ نہین ہے " ضرور قاعدہ کلیہ ہے آپنے جو دو استثنا پیش کی ہین اور اون سے زیادہ انجیل مین نہین وہ غیر متعلق ہین اور آپ اونکے پیش کرنے مین خطا کرتے ہین۔

دوئم ۲ قرنیتون ۴: ۴ امین شیطان کو اس جہان کا خدا کہا ہے" پھر اس سے کیا ؟ اس غلطی مین آپ نے ڈاکٹر وائرلینڈ کے تقلید کی ہے دیکھئے شیطان کو معاذ اللہ خدا نہین کہا بلکہ اوسکو اس جہان کا خدا کہا ہے اور یہ محدود خیال میرے بحث سے خارج ہے میرا دعوی یہ ہے انجیل کسیکو بجز خدا کے ہوتھوس نہین کہتے شیطان کو ہوتھوس نہین کہا بلکہ اس جہان کا ہوتھوس کہا ہے اپنے میری بحث کا رُخ دریافت نہین کیا۔

تھی لہسندا اوسکو خدا مجازاً کہا ہوگا۔ ہم کلام کو صفات الٰہی سے تصور کرتے ہین اور صفات موصوف کے ساتھ ہین علیحدہ نہین خدا کی صفات کو بجبر خدا کیا کہہ سکتے ہین لہذا مجازاً اونکو خدا کہا ان صفات اخلاقی الٰہیہ کا مظہر مسیح ہے اور یہ عین توحید ہے اب پادری صاحب کے اس قول کے مقابل مین کہ کلام مبتدا اور خدا اوسکی خبر ہے مین یہ امر ناظرین کے گوش گذار کرونگا کہ یہ کوئی قطعی راے نہین کیونکہ یون بھی مانا ہے اور تثلیثون نے مانا ہے کہ وہ خدا مبتدا ہے اور کلام اوسکی خبر" اور آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے "خدا کلام تھا" چنانچہ مین نے اسکی سند مین **لوتر دو کلف وایلزم کلارک** اور اور پرانے انگریزی ترجمون کا حوالہ دیا تھا ص ۱۲۹ علاوہ اسکے ٹاجور کر پادری **گنا ناپرکاشم** صاحب بی اے نے الوہیت مسیح کی اوس بحث مین جو اخبار **اپیفنی** مین مجھ سے اور دیگر تثلیثون کر ہوئی تھی آیت کو میرے مقابل اسی طرح پیش کیا تھا "کلام خدا تھا (یا خدا کلام تھا)" دیکھو اپیفنی اکتوبر یکم سنہ ۱۸۹۱ عیسوی۔

خیر ہمکو اس سے کچھ بحث نہین ہر طرح ہمارے عقیدے کی تائید ہوتی ہے ہم افسوس کرتے ہین کہ پادری صاحب نے ہمارے **تھوس** والی بحث پر خوب غور کر کے جواب نہین لکھا ورنہ اسکے ثبوت مین کہ تھوس بغیر حرف تعریف کے بھی خدا کے لیے آتا ہے آپکو خامہ فرسائی کرنے کی ضرورت نہوتی دیکھیے میرا قول ہے "مجرد لفظ تھوس خدا کے معنی نہین

مگر ایک بات قابل لحاظ یہ ہے کہ بالفرض تھوس معرض تعریف غیر خدا کے لیئے آسکتا ہے تو میرا کوئی نقصان نہین بلکہ اس سے پادری صاحب کے وقت بڑھ جاوے گی کیونکہ اوس صورت مین اگر وہ ثابت کرسکین کہ وہ لقب مسیح کو دیا گیا تو کوئی دلیل الوہیت مسیح کی نہوگی کیونکہ استعمال اوسکا غیر خدا کے لیے روا ٹھہرا اب پادری صاحب انجیل سے یہ ثابت کرنے چلے ہین کہ مسیح کو اوسمین خدا کا لقب دیا گیا ہے واضح ہو کہ مین نے اپنے رسالہ صفحہ ۹۶ مین یہ لکھا تھا "انجیل مسیح کو ایک دفعہ بھی یہوواہ یا خدا نہین کہتی،، اب مین دیکھتا ہون پادری صاحب کیونکر ثابت کرتے ہین کہ مسیح کو انجیل مین کسی جگہہ خدا کہا ہے۔

پادری صاحب فرماتے ہین کہ" یہ لفظ کئی جگہہ اپنے اصلی معنون مین مسیح پر بولا گیا ہے مگر اکبر مسیح صاحب نے بیان کیا ہے کہ یہ لفظ مسیح پر اوس معنی پر بولا گیا جسمین اور انسانون وغیرہ پر بولا گیا ہے اور اسلیئے اوسکی الوہیت کی دلیل نہین ہوسکتا،، مین تو اس بات کا قایل ہی نہین کہ انجیل مسیح کو کسی جگہہ بھی خدا کہتی ہے جیسا کہ اوپر نقل کرچکا پھر مین یہ کیون کہنے لگا کہ یہ لفظ مسیح کی نسبت اس معنی مین یا اوس معنی مین استعمال ہوا پہلے آپ یہ تو ثابت کرین کہ مسیح کو انجیل خدا کہتی ہے پھر اوسکے معنی کے درپے ہون۔

انجیل مین البتہ یہ بیان ہوا ہے اورہمین سے پادری صاحب کی غلطی کا

۲۔ "پھر اعمال ۱۴: ۱۱ مین بت پرستون کے دیوتون پر لفظ خدا بہ صیغہ جمع بولا گیا اور حرف تعریف اسلیئے ما قبل ہے یعنی دیوتے آدمیون کے بھیس مین" یہان بھی اپنے غلطی کی - اول یہ قول کسی انجیل نویس کا نہین ہے بلکہ بت پرست کے قول کا ذکر کیا گیا ہے جو سچے وحقیقی خدا سے واقف نہ تھے دوئم آپ ایک اور بات بھول گئے میرا دعوی اس لفظ کے صیغہ جمع کی نسبت نہ تھا جب اوسکی جمع حسب قاعدہ بت پرستان کی گئی وہ میری بحث سے خارج ہوا کیونکہ اب وہ خداے واحد کے لئے نہین ہوسکتا پس میرا دعوی برحق ہے جسکی کسی درجہ کی تائید مین مین چرچ آف انگلینڈ کی عالم جمیس ہیسٹین کی یہ راے بھی پیش کرتا ہون "نئی عہدنامہ مین اسم خدا یعنی خدا بطور نام کی خدا محض حرف تعریف ہی کے ساتھ ὁ θεός مطلقاً باپ کے اقنوم کے ساتھ ایک ہے وہ کبھی بیٹے یا روح القدس کے لیئے مستعمل نہین ہوا نہ وہ کبھی مبارک تثلیث کے لیئے عموماً بلا تخصیص اقنوم کے مستعمل ہوا حالانکہ خداوند سے بڑی عمومیت کے ساتھ بیٹا مراد ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی باپ کبھی کبھی روح القدس بھی مگر خدا ہمیشہ باپ ہی ہے جب کبھی یہ لفظ بیٹے یا روح القدس کے لئے آیا تو ہمیشہ بطور خبر کے یا ساتھ کسی توضیحی وتشریحی اضافہ کے" Teaching of the Church [illegible]

طبع سیوم ۱۸۹۸ء صفحہ ۶۴۔

اسکی تفصیل مین ناظرین میرے رسالہ کو مطالعہ فرماوین اب ثابت ہوگیا
اس مقام پر انجیل نے مسیح کو خدا نہین کہا تھا بلکہ یہودی دشمنان انجیل
مسیح پر یہ الزام لگاتے تھے۔

اور مسیح ذات مین الزام سے آپکو بری کیا پس دعوی ہمارا ثابت رہا دوسرا مقام اونے
سبت کو توڑا اور خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئین خدا کے برابر کیا اسمین انجیل
کی کوئی بحث نہین ہے پادری صاحب خود غلطی کرتے ہین اور اپنی غلطی مجھ سے
منسوب کر کے پند ونصایح کو کام مین لاتے ہین اور فرماتے ہین "اس آیت
مین دو دفعہ ۱۵ ۱۸ آیا ہے اور آرٹیکل اوس سے پہلے ہے سو اکبر مسیح صاحب
کی تعبیر نہین چلتی چاہیے تھا کہ اصل یونانی کا واجبی طور سے خود بھی ملاحظہ کرتے
اور صرف کسی کے کہنے پر اسطرح نہ لکھتے" بندہ پرور گو کہ بالکل بے علم
وجاہل ہونے کی سبب مجکو آپ سے عالمون سے رجوع کرنا پڑتا ہے مگر
مین اپنی بیش قیمت ایمان کی تحقیق محض دوسرے کے کہنے سننے پر
منحصر نہین رکھتا آپکی نصیحت میرے سر وچشم پر مگر آپ ایک عرض میری
بھی سنین کہ جب کسی مخالف کی تردید کرنے چلین تو اوسکی خوب سن لیا کرین
دیکھئے میری بحث اسمین یہ تھی اور آپ اسکا کوئی جواب نہ دے سکے
"یہ دونون جھوٹے الزام تھے مسیح نے سبت کو ہرگز نہین توڑا تھا اونے
مفلوج کو سبت کے روز چنگا کیا تھا سبت کے روز چنگا کرنا نادان فریسی
سبت توڑنا کہتے تھے پھر جب مسیح نے جواب دیا کہ میرا باپ ابتک کام

سراغ لگتا ہے کہ مسیح کو دو مرتبہ یہودیون نے الزام لگایا ایک طرح
کہ تو انسان ہو کر آپکو خدا بناتا ہے دوسرے اپنے خدا کو اپنا باپ کہکے
اپنے تئین خدا کے برابر کیا اب قطع نظر اسکے کہ یہودیون کی مراد
اس الزام سے کیا تھی (اور مین نے اپنے رسالہ مین اونکی مراد معہ دلیل
بتلائی ہے) اصل امر جو اس بحث کا قاطع ہو یہ ہے کہ آیا مسیح نے ان الزامونکو
قبول کرلیا یا نہین اگر قبول کرلیا تو آپکا دعوی سچا اگر قبول نہین کیا تو ہم
سچے پہلے کلمہ کا انکار مسیح نے یون کیا اول تو فوراً اونکی استعمال لفظ خدا
کی متواری استعمال کا حوالہ دیا کہ تمہاری شریعت مین لکھا ہے کہ مین نے
کہا کہ تم خدا ہو اور جب وہ جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور بتلایا
کہ وہ اصل کسی غیر خدا یعنی نبی وغیرہ کو خدا مجازاً کہنا کفر نہین بعد مین یہ فرمایا
کہ مین نے تو یہ لفظ بھی اپنے لئے استعمال نہین کیا یہ تمہارا پرداختہ الزام
ہے "تم اوسے جسکو خدا نے مخصوص کیا اور جہان مین بھیجا کہتے ہو کہ تو
کفر بکتا ہے کہ مین نے کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون" مسیح نے اوس الزام
کا صاف انکار کیا اور کہا کہ مین نے آپکو خدا تو نہین کہا بلکہ صرف یہ کہ مین
خدا کا بیٹا ہون اور مین آپکو یاد دلاتا ہون کہ جناب خود فرما چکے ہین کہ
"جب یہودیون نے لفظ خدا کی بیٹے کے سبب مسیح پر کفر کا الزام لگایا
کہ ایسا کہہ کے تو اپنے تئین خدا ٹھیراتا ہے .... مسیح نے اونکے نتیجے سے
انکار کیا اور بتلایا کہ وہ کیون اپنے تئین خدا کا بیٹا کہتا ہے" ص ۱۲ زیادہ

فرماتے ہین اور جیسا خروج ۷ مین ہے خدا نے موسے کو فرعون کے لئے
خدا سا بنایا" نوٹ ۴۴ بھلا آپ اسپر کچھ تو خامہ فرسائی کرتے آپ یہ بھی
فرماتے ہین کہ " ارٹیکل کی صحیح بحث سے معلوم ہوا کہ اکبر مسیح صاحب کا نتیجہ
درست نہین " مین بھی موقع پر عرض کرچکا ہون کہ کیونکر میری بحث درست
تھی آپ مجھکو صلاح دیتے ہین کہ " بہتر ہے کہ آپ ارٹیکل کی نسبت اپنا
پرور دہ خیال چھوڑ دین " اب امید ہے کہ آپ بلا میرے مشورہ میرے
پرور دہ خیال کو خود اختیار کرلینگے یہان سے معلوم ہوا کہ ابتک تو انجیل
نے مسیح کو خدا کہا ہی نہین کہ یہ امر دریافت کرنے کی ضرورت ہو
کہ کس معنی مین یہ لفظ استعمال کیا گیا۔

پادری صاحب " اب استعمال لفظ خدا کی بابت" فرماتے ہین کہ " ہمنے معلوم
کیا کہ آرٹیکل تو ہادی نہین ہے یہ کہنا کہ جب لفظ خدا حرف تعریف کے
ساتھ آتا ہے تب اوس سے بجز خدا کے کوئی دوسری ہستی مفہوم نہین
ہوسکتی قاعدہ کلیہ نہین پس کیونکر تمیز ہوسکے کہ الوہیم عبرانی مین کیوری اُر
اورتھی اس یونانی مین فلان مقام پر فلان شخص پر بولا گیا ہے ایسی
حالت مین موقع استعمال کو نگاہ رکھنا چاہیے کلام اللہ مین جب یہ الفاظ
سوا سے خداوند تعالے کے اور دن پر بولے گئے ہین تو ساتھ ہی اور الفاظ
سے محدود یا موصوف ہین جنسے معلوم ہوسکتا ہے کہ آیا کسی بزرگ
انسان سے یا دیوتا یا شیطان سے مراد ہے چنانچہ جب حاکمون کو اللہ کہا

کرتا ہے اور مین بھی کام کیا کرتا ہون انھون نے نہایت حماقت سے
کہدیا کہ اوسنے خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئین خدا کے مانند کہا بھلا
اس سے بیہودہ تر گفتگو کیا ہو سکتی ہے مسیح تو کہے کہ خدا میرا باپ ہے
اور وہ کہین کہ اوسنے آپکو خدا کی مانند کیا مسیح نے پھر اور بھی صفائی کے
ساتھ قرار عبودیت کیا کہ بیٹا آپ سے کچھ نہین کر سکتا" ص۲۵۰۴۴

ناظرین اسے خوب یاد رکھین کہ در اصل یہودیون نے جان
بوجھکر مسیح کو ملزام ٹھہرانا چاہتا زبان سے تو انھون نے کہا کہ اوسنے خدا کو
اپنا باپ کہہ کے اپنے تئین خدا کی مانند کیا مگر در اصل وہ جانتے تھے کہ خدا کو
باپ کہنا جیسا کہ مسیح کہتا تھا دعوی الوہیت پر دال نہین ہو سکتا چنانچہ دیکھو خود
کاہنون نے بھی فقیہون اور بزرگون کے ساتھ جب مسیح صلیب پر تھا اقرار کیا کہ
خدا کے بیٹے سے خدا کا پیارا اور چہیتا مراد ہے نہ کچھ اور اسی لیئے انھون نے اوسوقت
اس مرد غمناک اور رنج کے اشنا سے یہ کہا تھا اسنے خدا پر بھروسہ رکھا
اگر وہ اسکو چاہتا ہے تو وہ اب اسکو چھڑاوے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ مین خدا
کا بیٹا ہون متی $\frac{۲۷}{۴۳}$ اس بحث سے ثابت ہوا کہ مسیح نے اونکے الزام کی تردید
کی اوس الزام کو قبول نہین کیا کہ آپ الوہیت مسیح کا گیت گاوین علاوہ اس
بحث کے یہودیون کی اس سخن کے مفہوم کی نسبت مین نے یہ عرض کیا تھا
جناب نے تجاہل عارفانہ فرمایا "خدا کے برابر کیا غلط و نادرست ترجمہ ہے
زیادہ صحیح ترجمہ یہی ہے خدا کے مانند کیا یا خدا سا بنایا جیسا آج بشب یوم

مسیح کے حق مین یہ الفاظ محدود اور موصوف کردیے گئے ہین اگر مسیح
کو خداوند کہا تو یون فرمایا "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ"
۲ قرنتھ ۱۱ باب ۳۱ دیکھئے خداوند کا خدا موجود ہے اور لفظ کو محدود کر رہا ہے
اور سنیے "خدا نے اوس یسوع کو جسے تم نے صلیب دی خداوند اور مسیح
بھی کیا" اعمال ۲ باب ۳۶ دیکھئے مسیح کو خدا خداوند کرتا ہے جسکے کان سننے کو ہون
سنیے اب لفظ خدا کی نسبت ہ عرض ہے کہ اول تو یہ لفظ مسیح کے لیے
آیا ہی نہین کہین آپ ثابت کردین کہ آیا ہے اور ہم ثابت کردینگے
کہ محدود اور موصوف کردیا گیا عبرانی ۱ باب ۸ مین ہم آپ کا دعوی تسلیم نہین
کرتے پر اگر بحث کے لیے تسلیم کرلین تو مین تجھکو تیرے منہہ سے قایل کرتا ہون
ہم اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۰۷ اور ۱۱۰ مین عرض کرچکے کہ وہ لفظ نہایت ہی
محدود کردیا گیا ہے جس سے صاف روشن ہوتا ہے کہ اوسکا استعمال
کسی مخلوق کی نسبت کیا گیا چنانچہ اوسکے خدا کی ذکر آیا اوس خدا نے
اوسے ممسوح کیا اور سب سرفراز کیا جسکو مجازاً خدا کہا اوسکے شریکون کا
مذکور آیا ہے ان شریکون پر اوسی خدا ے قادر نے سرفراز کیا اور اوسے
ایک نام بخشا جو سب نامون سے بزرگ ہے جس خدا کا خدا موجود ہو
اوسے حقیقی خدا مان لینا غضب ہے یا نہین کہئے یہ محدود و موصوف
ہوگیا یا نہین تفصیل اسکی دیکھئے صفحہ ۷۸ رسالہ ہذا
اب پادری صاحب مسیح کی نسبت لفظ خدا کا استعمال ثابت کرنے کو چلتے

توساتھ یہ بھی کہا کہ تم بشر کیطرح مرد گی جب موسی کو خدا کہا تو یون کہا ہے کہ مین نے تجھے فرعون کے لیے خدا سا بنایا اب اگر مسیح کو خدا اور خداوند کہنے کے ساتھ ایسے قید دلازمی ہین تو ہم مان لینگے کہ انجیل مین مسیح کو جو خدا اور خداوند کہا گیا ہے اوسکی الوہیت کے لحاظ سے نہین تھا اگر آپ مان نے پر آوین تو سب کچھ ممکن ہے ہم یہان اب کی بحث قبول کرنے اور آپکا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے ہماری محنت کو زیادہ آسان کر دیا اور ایک سچے اور برحق امر کا اعتراف کیا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ کلام مقدس مین کسی شخص کو خدا کا خطاب دینا اوسکی الوہیت نہین ثابت کرتا کیونکہ در اصل یہ خطاب عام ہے چنانچہ انبیا کو خدا اس معنی مین کہہ سکتے ہین - ہماری نجات دہندہ نے خود فرمایا اوسنے اونھین جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا یوحنا ۱۰ پس گوکہ یہ حقیقت ہے کہ انجیل مسیح کو خدا کبھی نہین کہتے مگر پادری صاحب کو تسلیم ہے کہ اگر کسی مقام متنازعہ پر ثابت ہوجاوے کہ مسیح کو الوہیم یا خدا یعنی تھوس کہا ہے تو بھی مجرد یہ امر اوسکی الوہیت کی ثبوت مین پیش نہین ہوسکتا بلکہ "ایسی حالت مین موقع استعمال کو نگاہ رکھنا چاہیے" اگر موقع استعمال اجازت دے تو لفظ کو حقیقی معنی مین قبول کرینگے ورنہ نہین -

اب تھوس کی نسبت تو ہم کو اعتراف نہین کہ یہ لفظ مسیح کی یالے آیا اسیلیے پہلے کیوریاس یعنی خداوند کے لقب پر غور کرکے دکھلاتے ہین کہ کسطرح

پیش کیا کیونکہ مجھے تو اب معلوم ہوا کہ ایسے معزز تثلیثی عالم کے نزدیک یہ ایک درزن آیات ملک ہند مین بھی "الوہیت مسیح سے نسبت نہین رکھتے ہین" مین امید کرتا ہون اگر آپ اب کی دفعہ اپنی خیالات کی نظر ثانی کرینگے تو اون باقی ماندہ ۴- آیتون مین سے بھی زاوید کو چھانٹ دینگے - پہلی آیت یعنی یوحنا ۱ پر تو جو کچھ بحث تھی وہ ختم ہوچکی دوسری آیت روم ۹:۵ کا اوس ترجمہ پر "پادرئیا اوپر خدا ہے ہمیشہ مبارک ہو" پادری صاحب یون اعتراض کرتے ہین اور ہم اونکی جرات کی داد دیتے ہین "میرے نزدیک وہ ترجمے جنکو آپ قبول کرتے ہین قواعد یونانی کی رو سے صحیح نہین ٹھہر سکتے یہ پنکچو ایشن والا اختلاف گریسباخ نے اپنی طبع یونانی انجیل کے حاشیہ پر لکھا ہے اور ریوائزڈ ورشن والون نے اوسکو اطلاعاً یا مصلحتاً حاشیہ پر لکھا ہے لیکن دراصل وہ سب فرضی ترجمے ہین" ایک ایک لفظ اس تقریر کا غلط و بے بنیاد و فرضی ہے آپکے نزدیک تو میرے ترجمے صحیح نہین ٹھہر سکتے اور مجھکو اسکا کچھ افسوس بھی نہین ہے کیونکہ بہت بڑے بڑے تثلیث کے حامی جنکو آپ خوشہ چین ہین اونکے نزدیک میرے ترجمے صحیح ہین اور یہ کیا کم ہے چنانچہ آپ کو معلوم ہو اور مین صرف تثلیثی عالمون کا ذکر کرونگا کہ اکسفورڈ کے پروفیسر زبان یونانی ڈاکٹر جاوٹ کیمبرج کی پروفیسر ڈاکٹر کینڈی اور لکمان (؟) جکی سند آپنے بھی میرے مقابل پیش

ہین اور فرماتے ہین کہ "پانچوین باب مین اکبر مسیح کی ساری محنت اسی قسم کی ہے اور بہتیری آیات جو الوہیت مسیح سے نسبت نہین رکھتی آپ نے پیش کرکے آپ ہی اپ بحث کی ہے اسواسطے مین اون کا ذکر نہین کرونگا" پانچوین باب مین مین نے ١٦- آیات پیش کی ہین ممین ایک بھی ایسی نہین کہ جسکو اون علماے تثلیثی نے جنکا کلام میرے پیش نظر تھا اور جنکی تردید مجھے منظور تھی بہ ثبوت الوہیت مسیح وقتاً فوقتاً نہ پیش کیا ہو۔

اسلیئے مین پادری صاحب کا مشکور ہون کہ انھون نے ان ١٦ آیات مین سے قبول فرمایا کہ "بہتیری آیات الوہیت مسیح سے نسبت نہین رکھتے ہین اسواسطے مین اونکا ذکر نہین کرونگا" اونکی بحث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پادر صاحب نے ان ١٦ آیات مین سے صرف ۴ پر مفصل بحث کی ہے یعنی یوحنا ۱/۱ روم ۵/۹ کلسی ۲/۹ اور عبرانی ۱/۸ جس سے ظاہر ہے کہ انھون نے ١٢ آیات یعنی ایک معتدبہ حصہ کو الوہیت مسیح کی بحث سے خارج فرمایا اور ہمارے بحث پر صاد کیا کہ "یہ آیات الوہیت مسیح سے نسبت نہین رکھتی" کہو ہم پادری صاحب کے کیون نہ مشکور ہون کیونکہ اون ١٢ آیات مین سے ایک بھی نہین جسکو علماء تثلیثی نے الوہیت مسیح کے ثبوت مین زور شور سے پیش نہین کیا۔ آپ مجھے معاف کرین اگر مین نے غلطی سے اونھین

قبول کر لینا بغیر خطرہ کے نہین ہو گا - ایسی صورتون مین ہمنے
قرأت متبادلہ ہر جگہہ جہان وہ کافی طور سے ضروری و دلچسپ ہونیکی
وجہہ سے قابل لحاظ ہین حاشیہ پر درج کر دیئے ہین" فصل ۳۲ د ایک
پہر یہہ کہ وہ ہمارے حاشیہ کے نوٹ خاص توجہ طلب کرتے ہین کیونکہ
وہ بہت بڑے باغور اور علمی بحث کے نتایج سے ہین" فصل ۳۴
پس معلوم ہو کہ ریوایزڈ ورشن والے خود آپکو تبلاتے ہین کہ ہم -
۹: ۵ کے حاشیہ والے ترجمہ کو محض اس غرض سے درج نہین کرتے
ہین کہ وہ " دراصل سب فرضی ترجمے ہین" بلکہ وہ وہان اسلئے
لکھے گئے کہ ہماری ایک خدمت پہلے ایڈیشن کو نظر ثانی کرنا "تہی حاشیہ
پر وہ اسلئے لکھے گئے کہ وہ اُنکے اصول کے مطابق "کافی طور سے
ضروری اور دلچسپ ہونیکے وجہ سے قابل لحاظ تہے" اور متن کا
ترجمہ "باخراج کلی جملہ دوسری قرائیون کے (جو حاشیہ پر دیئے گئے)
قبول کر لینا بغیر خطرہ کے نہین ہو گا" پس پادری صاحب اون ترجمون
کو "فرضی ترجمہ" کہنا بہت بڑی بے ادبی و ناانصافی ہے آپسے بہی
بڑے بڑے تثلیث کی حامیون نے جو تثلیثی ترجمے کو قبول کرتے ہین
توحیدی ترجمے کو "فرضی ترجمہ" کہنے کی جراءت نہین رکہی چنانچہ ڈاکٹر
سینڈے اور ڈاکٹر فارر جو موافقین و مخالفین دونون سے اپنے
علم و فضل کی بدولت عزت کے مستحق ہین توحیدی عالم ڈاکٹر ونیس

کی ہے) اور مستند ارف رنہ گرلسیاخ تنہا جیسا آپ باور
کرایا چاہتے ہین) جو سب سے زیادہ مشہور و معروف کرٹیک کہلاتے
ہین اور جرمن کا سرگروہ مفسرین تلیشی ڈاکٹر میئر یہ سب ایک
زبان کہہ رہے ہین کہ آیت متنازعہ مسیح کی نسبت نہین بلکہ خدا
کی نسبت ہے اب اگر آپکے نزدیک میرا ترجمہ درست نہو تو آپ
ان مستند علما کے ساتھ صلح کرین یہ جواب ایک بہت ہلکی سی بات سمجھ کے
بیان کر گئے کہ "یہ پنکچوالیشن والااختلاف گرلسیاخ نے اپنی طبع یونانی
انجیل کے حاشیہ پر لکھا ہے" مین آپکو یاد دلاتا ہون کہ گرلسیاخ نے ایسا
کسی وہم کی بنیاد پر نہین کیا بلکہ وہ اسکی لیئے "بہت سی فادرس (مشایخ)
کی جنہون نے انکار کیا کہ مسیح سب کے اوپر خدا کہا جاسکتا ہے" سند لاتا ہی اور اسکا نقل بھی
پادری صاحب نے یہ بھی فرمایا ہی کہ "ریواُسڑ ورشن والون نے اسکو اطلاعاً
یا مصلحتاً حاشیہ پر لکھا ہی" پادری صاحب سے پوچھنا ہے کہ وہ اطلاع کس امر کی دیتے
ہین اور اوس اطلاع دہی کی مصلحت کیا ہی یہ ہم بتلاتے ہین ریوائزڈ ورشن
والے آپکو اس یا اوس گمان مین نہین چھوڑتے اونہون نے اپنے دیباچہ مین
صاف بیان کر دیا ہے کہ ہماری ایک خدمت "پنکچوایشن کو نظر ثانی کرنا"
بھی ہے ہدایت ہفتم وہ اپنے حاشیون کو بے فایدہ نہین پر کرتے
بلکہ حاشیہ چڑہانے کا قاعدہ یون بیان کرتے ہین کہ "بہت سے مقامات باقی
رہین جنمین فی الحال کسی ایک قرارت کو باخراج کل جملہ دوسری قراتون کے

کے لایق آیا ہے ہمیشہ شروع جملہ مین آیا ہے اور ہر حال مین لفظ
٥٤ٯ٥ سے پہلے لکھا جاتا ہے - چند مثالین اوسکی یہ ہین ۔ لوقا
۱۲ : ۱۳ الخ ،، "واضح ہو کہ پہلی مثال مین لفظ مبارک کیواسطے یونانی
٥ٯ٥٧٢٥٨٢ے نہین ہے خیر کچھ مضایقہ نہین ،،
وہ علما تثلیثی جو ہمارے ترجمہ کو قبول کرتے ہین ضرور اس اعتراض کو
نہایت ہی رکیک و بے وقعت سمجھتے ہین مگر پادری صاحب فرماوین کہ
کیا کوئی یونانی قاعدہ ہے جو مانع ہو کہ صفت مبارک اپنے موصوف
کے بعد کبھی نہ آوے ہرگز ایسا قاعدہ کوئی نہین کوئی امر مانع نہین کہ کبھی
موصوف کے بعد بھی آوے جن آیتون کو آپنے سنداً پیش کیا وہ ایک

ہوتی ہین ،، آیات متشابہات کی تاویل کوئی نہین جانتا سواے خدا کے ،،
سنّی اسکو قبول کرتے ہین اگر فی العلم پر وقف آجاے تو یہ معنی ہونگے "اونکی
تاویل کوئی نہین جانتا سوائے خدا کے اور اونکی جو مضبوط علم والی ہین" شیعہ اکثر
اس کو قبول کرتے ہین اور راسخون فی العلم سے مراد ائمہ لیتے ہین اس صورت
مین خدا کے ساتھ راسخان علم بھی متشابہات کی تاویل سے واقف ہین مگر وقف
پیچھے نہانی سے وہ لوگ اونکی تاویل سے ناواقف ہوجاتے ہین متکلمین کے
درمیان اس وقف پر بڑے بڑے مباحثے ہوئے ہین جنسے بڑے بڑے
نتیجے اخذ ہوتے ہین وقف تو دونون جگہ آسکتا ہے مگر درست کہان پر ہے
قواعد تفسیری اسکا فیصلہ ممکن ہے -

اسمتھ سے بحث کرتے وقت ہمارے ترجمے کو بلحاظ زبان و قواعد کے درست قبول کرتے ہین آپ اس آیت پر طرفین کی بحث کو EX۷۰۰ی ۹۰۰ٹے ۲۳ جلد نہم و دہم مین ملاحظہ فرمایئن چنانچہ ڈاکٹر سینڈے توحیدی رائے کی نسبت فرماتے ہین "مین کوئی شک نہین کرتا کہ یہ آیت درستی سے یعنی قواعد کے لحاظ سے اس طرح تقسیم اور تفسیر کیجا سکتی ہے" ڈاکٹر فارر فرماتے ہین "کہ ڈاکٹر اسمتھ جو کہتے ہین کہ اس جملہ کی حمدیہ تفسیر ازروی قواعد جایز ہے ڈاکٹر سینڈے اور نیز مین دونون اپنی اپنی راے ظاہر کر چکے کہ ہان ایسا ہے" جلد دہم ٭٭- کیا یہ لوگ یونانی نہین سمجھتے؟ مین جو خود نادان ہون کیون ان تثلیثی عالمون کو پادری صاحب پر ترجیح ندون - اس اصلی ترجمے کو فرضی ترجمہ کہنے کے لئے پادری صاحب کے دلایل سنئے -

اُولاً انجیل مین حمدیہ جملے ضمین [illegible] بھی مبارک یا ستایش

٭٭ اہل اسلام اس آیت کی تقسیم نقرات کو قرآن کی ایک آیت متنازعہ سے بخوبی سمجھ سکتے ہین ال عمران رکوع اول مین محکمات اور متشابہات کے ذکر مین ہے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ الخ علما کے درمیان ہمیشہ تنازعہ رہا کہ آیا وقف لازم الا اللہ پر چاہیے یا فی العلم پر اس وقف کی ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ جانے سے مغنی آیت مین زمین آسمان کا فرق ہو جاتا ہے کیونکہ اگر الا اللہ پر واقف ہے تو یہ معنی

ہین بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ پر زور دینا مقصود و منظور ہوتا ہے
اوسکو پہلے لاتے ہین جب صفت پر زور دینا منظور ہے تو صفت
پہلے آتی ہے جب موصوف پر تو موصوف پہلے و نیز یہی تبلاتا ہے
کہ جب دو مبتدا آجاتی ہین جیسا کہ اس آیت مین ہے اور جب ایک
مبتدا دوسرے کے مقابل ہوتی ہے تو خبر بطور لازمی بعد ہی مین آتی ہے
علاوہ اسکے یہان موصوف پر مقدس پولوس زور دیتے ہین نہ کی صفت
پر ہر حالت مین ترتیب الفاظ ہمارے مناسب ہے پادری صاحب
کی راے غلط ہے پادری صاحب کے قاعدہ کو ایک اور عالم تنلشی بہی
غلط کرتا ہے چنانچہ الشاسن کا قول یہ ہے کہ دیہہ خیال کہ لفظ مبارک
جب خدا سے منسوب ہوتا ہے تو ہمیشہ پہلے آنا چاہیے کسی مصرف کا
نہین ہے کلنیر کا خیال بہت درست ہے کہ الفاظ کی ترتیب کچہ کل
کی طرح نہین گہومتی ہے بلکہ ہر واحد حالت مین موقع و قائل کے
مقصد سے پیدا ہوتی ہے" تفسیر رومیون پر ترجمہ انگریزی —
اس آیت مین مقدس پولوس پہلے اسرائیل کے نفایتن سلسلہ وار یون
لکہتے ہین فرزندی اور جلال اور عہدین اور شریعت اور
عبادتین اور وعدے اور باپ دادے اور سب سے زیادہ
مسیح کا اسرائیل سے مبعوث ہونا مسیح کا مبعوث ہونا سب سے
بڑی برکت اسرائیل کے اور اہل جہان کے لئے ہے اس برکت

واقعہ تو ہے مگر یونانی صرف نحو کا کوئی قاعدہ نہین ہان یون ہوتا ہے
ہم تسلیم کرتے ہین مگر اسکے خلاف بھی ہو سکتا ہے قواعد مانع نہین چنانچہ
زبور ۱۹/۶ کے یونانی ترجمہ سپٹو اجنبت مین یہی صفت اپنے موصوف
کے بعد آئی ہے اور ثابت کرتی ہے کہ یونانی کا کوئی قاعدہ ایسا نہین
جو ایسے مواقع پر صفت کو بعد موصوف لانے کا مانع ہو اصلی قاعدہ صفت
اور موصوف کے استعمال کا کسی معتبر و مستند نحوی سے سنئے ڈاکٹر ومیتر
انجیل یونانی کا مشہور و معروف قواعد نویس دفعہ ۱۱۶ مد ۲ مین آپکے
وفرضی قاعدہ کی یون تردید کرتا ہے "صفت کا اسطرح پہلے آنا کوئی
محض اناڑی سے مفسر قاعدہ لاتبدیل سمجہہ سکتا ہے کیونکہ جب مبتدا
خاص الخاص تصور بنجاتا ہے بالخصوص جبکہ وہ دوسری مبتدا کے
مقابل آتا ہے تب خبر اوسکے بعد آسکتی ہے اور ضرور آنا چاہیے
(دیکھو زبور ۱۹/۶ سپٹو اجنبٹ) روم ۹: ۵ اگر اشارہ خدا کی طرف
تو اوسمین ترتیب الفاظ بالکل مناسب ہے بلکہ اوسکے سوا اور
ہو ہی نہین سکتی جیسا بعض کرٹکس نے بتلایا ہے" پادری صاحب
مین تو آپکو اناڑی نہین کہنا چاہتا مگر وینیر سا عالم اجل۔ نہین مانتا
وہ بتلاتا ہے کہ ترتیب الفاظ ہماری راے کے خلاف
نہین بلکہ اگر ہماری راے درست ہے تو وہ ترتیب بہت ہی مناسب
ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ قاعدہ وہ نہین جو پادری صاحب تبلاتے

مسیح بھی شامل ہوجاتا ہے اور کوی دوسری چیز باقی نہین رہتی جیسا باب
۴ افسی ہو جیسا کچھ لکھا ہی ہے ایک خدا جو سب کا باپ سب کے اوپر افسی
۴/۶ مسیح کا سر خدا ہے اقر ۱۱/۳ بیٹا آپ ہی اوسکا تابعدار ہوگا اقر ۱۵/۲۸
اب اگر آپ مسیح کو سب کے اوپر خدا کہینگے تو بالکل جھوٹھ ہے کیونکہ
اس حال مین مسیح کو خدا کی بھی اوپر ہونا چاہیے ورنہ سب کے اوپر
وہ نہین اور وہ خدا کے اوپر نہین بلکہ خدا کے نیچے سے جیسا لکھا ہے
مسیح کا سر خدا ہے اقر ۱۱/۳ خدا نے سب کچھ مسیح کے پانون تلے کر دیا ہے
مگر جبکہ وہ کہتا ہے کہ سب کچھ اوسکے تابع مین کر دیا تو ظاہر ہے کہ وہی
الگ رہا جسنے سب کچھ اوسکے تابع مین نہین کر دیا اور جب سب
کچھ اوسکے تابع مین آویگا تب بیٹا آپ ہی اوسکا تابعدار ہوجاویگا
اقر ۱۵/۲۷و۲۸ حیف ہے کہ اس پولوس رسول کے نسبت جو یہہ لکھہ
رہا ہے یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ اوسنے مسیح کو سب کے اوپر خدا کہا
اگر اسوقت مقدس رسول سے آپکی بھینٹ ہو جاوے تو وہ آپکو
کیسا آڑے ہاتھون لین پھر پادری صاحب یہ فرماتے ہین کہ دوٹانیگا
یہ ٹیکلوایشن والا بندوبست بالکل فرضی بات اور ایک بناوٹ ہے
جو روم ۹/۵ واقر ۱۱/۳ سے ناجائز ٹھہرتا ہے تعجب ہے کہ ان دونون
مقامون مین اس جملہ کو پنکچوایشن لگا کر مترجمون نے پارہ پارہ
کیون نکر دیا اور روم ۹: ۵ مین پنکچوایشن کی سوجھ آئی ع اسلئے کہ [illegible]

کا نام لیتے ہی خدا کی تعریف زبان سے جاری ہو جاتی ہے مگر آپ
فرماتے ہین کہ "یہان باپ کا کچھ بھی ذکر نہین" یہہ آپ کہئے مین کیسے
مانون کون ایماندار ہے جو ان فضیلتونکا ذکر کر گئے خدا باپ کی حمد کئے
بغیر رہسکے مقدس پولوس کا دل خدا کے خیال سے ابلتا تہا یہہ اونکے
جملے ہین پادریصاحب نے یہان اولٹی بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ "
رسول اسرائیلی خاندان کی فضیلت بیان کرتا ہے (یہہ سچ ہے)
حتی کہ مسیح جسم کی نسبت اوسی مین سے ہوا جسکی بڑی فضیلت اسبات
مین ہے کہ وہ سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے" کیا خوب یہہ اولٹی فضیلت
ہے رسول تو فضیلت بیان کرین اسرائیلی خاندان
کی تب مسیح کی فضیلت بیان کرنے کی رسول کو
اس جگہہ کوئی ضرورت نہ تھی مقصود بیان فضیلت
اسرائیلی خاندان تھا نہ کچھ اور مسیح کو سب کا خدا ہمیشہ
مبارک کہدینا مسیح کی فضیلت کو ثابت نہین کرتا بلکہ خدا ے
قادر کی نصیحت کرتا ہے اس موقع پر آپ کا مسیح کو سب کے اوپر
خدا تصور کرنا بالکل ناجائز ہے یہہ الفاظ کسیطرح سے اپنی وسعت
مین مسیح کے حق مین استعمال نہین ہوسکتے کیونکہ جب ہم باپ کو
سب کے اوپر خدا کہتے ہین تو بالکل سچ ہوتا ہے کیونکہ سب مین

ضرورت ترجمہ سے داخل کیا اصلی مین یہ فعل وہان نہین ایسا ہے
افسی ۱/۳ مبارک ہے خدا بھی فعل زاید ترجمہ مین داخل کیا گیا اور
دیکھیے آپ کے اسی آیت کی ترجمہ مین جگہہ فعل داخل کرنا پڑا حالانکہ وہ فعل اصل مین موجود
نہین "باپ دادے اونہین مین سے ہین اور جسم کے نسبت مسیح
بہی اونہین مین سے ہوا"، فعل ہین اور ہوا داخل کیے گئے آپ
اعتراض کیا کرتے ہین ذرہ پہر سوچین پادری صاحب یہہ بہی فرماتے
ہین "اگر مسیح صاحب نے دو اور باتین پسندیدہ ترجمہ کی تائید مین
پیش کے ہین (۱) یہ خطاب سب کے اوپر خدا ہمیشہ مبارک مقدس
پولوس نے کسی ایک جگہہ بہی مسیح کے حق مین اختیار نہین کیا حالانکہ
خدا باپ کو اس قسم کا خطاب مبارک اور اکیلا حاکم اکثر دیا ہے
(املطاؤس ۶ : ۱۵) (۲) آپکے دوسری بات کی پہلی جز بہی اسی
قسم کی ہے اور یہہ حوالہ دیا ہے ایک خدا جو سب کا باپ اور سب
کے اوپر (افیون ۴ و ۶)" علاوہ اسکے یہہ بہی عرض کیا تہا "اس خط
کے شروع مین مقدس پولوس خالق کے نسبت لکھتے ہین جو ہمیشہ
مبارک ہے آمین روم ۱/۲۵ دیکھو یہہ بجنسہ وہی فقرہ ہے جو روم ۹/۵
کے آخر آیا باپ جو ہمیشہ مبارک ہے (اقرا ۱۱/۳۱)" صفحہ ۱۰۱ اسپر ایک
اعتراض بہی فرماتے ہین "واضح ہو کہ املطاؤس ۶ : ۱۵ مین لفظ
مبارک کیواسطے یونانی [illegible] نہین ہے" شاید اپنے

کے روسی مسیح خدا نہ ثابت ہو جاوے" گویا یہہ نیکوایشن و الانبد و بست
غریب توحیدیون کی "جدید تجویز" ہے اسے جناب یہہ بند و بست وہ
کر رہے ہین جنکا منصب و عقیدہ اونکو تثلیثی بنا رہو نے ہے جنکی غرض
مسیح کو خدا ثابت کرنیکی ہے جنہون نے اسکا آپ سے زیادہ بیڑا
اوٹھایا ہوا ہے مگر حق پسند ہین اونکے بعض جگہہ ہینے کے کہیل پر
لات مارنا مشکل ہے دیکھیئے وہ لوگ ہین ادریجن یوسی بیس
لجمان ٹیشنڈارف۔ کینڈے۔ جاوٹ ونیرا و ر
ٹیئر وغیرہ یہ سب تثلیث کے حامی ہین توحیدی نہین آپ پھر سوچین
پادری صاحب ایک اور اعتراض کرتے ہین "یہہ ترجمہ کرنے کے
لئیے ایک اور فعل ناقص داخل کرنا ضرور ہے حالانکہ اس عبارت
مین ایک ہی فعل ناقص ہے" اس فعل ناقص کی کمی بہی ایک خاص وجہہ
اسکی جملہ حمدیہ ہونیکی ہے کیونکہ حمدیہ جملونکا عموماً یہی طرز بہی ہوتا ہے
مگر آپ دیکھین توکہ اپکے اعتراض کا رخ کیا ہے اعتراض اصل یہ
کرنا چاہئیے یہ تو ترجمہ کی ضرورتین ہین اصل مین تو ایسے کسی دوسرے
فعل کو ہم داخل نہین کرتے وہان بغیر ہونے دوسرے فعل ناقص کے
مطلب واضح ہے دوسری زبان مین مطلب واضح کرنے کے
لیئے ایسا ایک فعل داخل کرنا پڑتا ہے اور ترجمے کی ایسی بہت مثالین
انجیل مین موجود ہین دیکھئی مبارک ہے وہ خدا اقتر ۲ یہان ہے

کہتی اور ہم اور بہت دلایل اسکی تائید مین قبل دیچکے ہین پادری صاحب
اس آیت کے متوازی ایک خدا جو سب کا باپ اور سب کے
اوپر ہے مسیح کے اس خطاب کو پیش کرتے ہین یسوع مسیح سبھون کا
خداوند ہے اعمال ۱۰ پ ۳۶ کیا ناظرین اسکا خود تصفیہ نہ کرینگے کہ یہان
سبھون سے مراد صرف یہودی اور غیر یہودی ہے نہ کچھ اور نیز
مسیح کی اس خداوندی کو مقدس رسول یون محدود کرتا ہے اول
اس خداوند کا باپ اور خدا بتلایا گیا ۲ قر ۱۱ پ ۳۱ دوسرے
اس یسوع کو بتلایا کہ خدا اسنے خداوند اور مسیح بھی کیا اعمال ۲ پ ۳۶
بہتر ہے کہ آپ یہ ثابت کردین کہ مسیح خدا کا خداوند ہے اور کہ خدا
کو مسیح نے خدا اور باپ کیا تاکہ مساوات ثابت ہوجاوے پس
بے سود ہے کہ آپ اس قسم کے کلمات اوسکا جلال ابد تک ہو اور ابد
پیش کرتے ہین ہم تو یہ خود قبول کرتے ہین بات تو یہ ہے
کہ آپ روم ۹ پ ۵ والا جملہ مسیح کے لئے دکھلا دین — افسوس
پادری صاحب اپنی مشکلون کو بڑہاتے جاتے ہین اور لکھتے کہ
اگر مسیح غلط کہتا ہے کہ یہ لفظ مبارک بجز خدا کے کسی اور کے لئے
نہین آیا اور کہ مسیح کے لئے نہین آیا آپ فرماتے ہین کہ شاید اکبر
مسیح صاحب کے مطالعہ سے نہین گذرا ہوگا مین آپکو ایک مقام
بتلاتا ہون جہان مسیح پر مخاطب کرکے یہ لفظ بولا گیا ہے دیکھا

غور نہین کیا کہ مین نے ہی نہین کہا کہ وہان یہی لفظ ہے وہ آیت لفظاً
روم ۹ : ۵ کے متواازی نہین پیش کی گئی ہے بلکہ معناً اسلیلئے مینے
اسکی نسبت یہ کہا ہے کہ "یہ اس قسم کا خطاب ہے" معنی ایک ہی ہین
سب کے اوپر خدا اہم معنی ہے اکیلا حاکم کے مبارک کے لئے الفاظ
کے خاص وعام ہونے مین فرق ہے دوسری آیت کے نسبت اپنے
اعتراض نہین کیا - آپکو میری تردید مین یہ چاہیئے کہ آپ اوس خطاب
کو کسی جگہہ مسیح کے حق مین ثابت کردین تبلادین اور کس جگہہ مسیح کو
سب کے اوپر خدا اور اس خاص معنی مین مبارک مقدس پولوس
نے کہا ہے جو آپ نکر سکینگے اور پادری صاحب مشکل مین بھی پڑے
ہین جسکا اندازہ آپ کے اس کلام سے ہوتا ہے "یہ کوی دلیل
نہین ہے کہ چونکہ اور جگہہ یہ استعمال نہین کیا اسلیئے روم ۹ : ۵ مین
نہین کیا ہے "" یہ بہت بڑی دلیل ہے (اور اسکو آپ بھی دلیل
سمجھتے ہین اور اوسکے نفی مین یہ لفظ انجیل سے نکالینے کی کوشش
کرتے ہین) کیونکہ آپ امر متنازعہ کو فرض نہین کرسکتے اسکو ثابت
کیجیئے اور ہماری دلیل دیکھئے کہ جب ہم اس جملہ حمدیہ کو خدا کی طرف
تبلاتے ہین تو آپکو یہ دلیل دیتے ہین کہ بہت جگہہ انجیل خدا کی نسبت
یہ استعمال کر چکے لہذا یہان بھی کیا اور کہتے ہین کہ مسیح کے لئے یہ
نہین ہے کیونکہ کسی جگہہ مسیح کو انجیل یہ نہین کہتی لہذا یہان بھی نہین

بلکہ درمیان تثلیثون اور تثلیثون کے چنانچہ علمائے معتبرین تثلیثی ہی کا
حوالہ دیا گیا جو باوجود حمایت عقیدہ تثلیث والوہیت مسیح کے مجبوراً
قواعد و قراین تفسیر کی وجہ سے حق پوشی نہین کر سکتے اور آخر جملہ کو جملہ
حمدیہ ہی ٹہراتے ہین چنانچہ ریوائیزڈ ورشن والون نے ہم ترجمے درج
کئے بلکہ امریکن کمیٹی نے ایک اور پانچوان ترجمہ اسی قسم کا خلاف
ترجمہ مروجہ قبول کیا ہے کیونکہ یہ پانچون ترجمے ہوسکتے ہین دوسرے
عالمون نے توحیدی مطلب کو قبول کیا اور دوسرے معنی کو خلاف
بیان کرتے ہین اور ہمنے اونکے دلایل آپکو سنائے۔ بہرحال یہ
معلوم ہوا کہ کم سے کم مفہوم اس آیت کا تثلیثی میدان مین بہی متنازعہ
و مشتبہ ہے کیونکہ آپکے تثلیثی برادران مین تنازعہ ڈال رہے ہین
امر متنازعہ و مشتبہ کو ایک مطلب پر دلیل بنانا ضعیف پہلو پر دلالت
کرتا ہے دیکہئے ہم کبہی ایسی کوئی آیت اپنے ثبوت مین نہین پیش
کرتے جو اسطرح مشتبہ ہوا اسلئے کہ ہمارے پاس سیکڑون آیات
واضح و ثبوت موجود ہین آپ کا مشتبہ بات پر یون جی توڑ کے اصرار کرنا
آپکی کمزوری پر دال ہے چنانچہ تثلیثی بزرگ عالم ڈاکٹر ایرسیمس
بہی اس کمزوری کو دریافت کرکے فرماتے ہین کہ ”وہ لوگ جو اصرار
کرتے ہین کہ مسیح کو اس آیت مین صریحاً خدا کہا ہے یا تو پاک کلام
کی دوسری آیات پر بہروسہ نہین رکہتے۔ اور منکران الوہیت

یوحنا ۱۲: ۱۲ و ۱۳ ا مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے
مبارک کے واسطے یونانی مین ευλογημενος ہے" پادری
صاحب نے بڑا دہوکہا کہایا اور خود غلطی کی گو کہ غلطی مجہ سے
منسوب کرتے ہین جناب عالی یہان تو لفظ

ευλογημενος یولوگے مینا سس ہے۔

ευλογητος لولوگے تاسس نہین

میرا دعوی اس لفظ کی نسبت تہا نہ کہ لفظ اول کی نسبت اور ان
دونون لفظون مین بہت بڑا فرق ہے آپ اوس لفظ کا استعمال
دیکہین جو لفظ مسیح کے لئے ہے وہ ایک عام ہے کہ اس مقام پر بہی
آیا ہے اسے مرے باپ کے مبارک لوگوتی ۳۴/۲۵ آپنے کیونکر
دہوکہا کہایا تجنیس خطی بہی ایسی وہان نہ تہی اب مین آپکو بتلائے
دیتا ہون کہ یہ لفظ مبارک بجز خدا کے اور کسی کے لئے نہین آیا
اور انجیل کے فقط ان مقامون مین ملتا ہے یعنی (مرقس ۱۴/۶۱ یو ۹/۱۸
روم ۹/۵ و ۱/۲۵ ۲ قرنتی ۱/۳ افسی ۱/۳ ۱ پطرس ۱/۳) ان مقامون کے
سوا آپ ناحق کہین اور اس لفظ کو ڈہونڈتے ہین اور غلطی کرتے ہین اس
آیت کی بحث ختم ہوگئی اور حقیقت حال روشن ہوگیا اب مین ناظرین
کی خدمت اقدس مین یہ عرض کرتا ہون کہ (۱) اس بحث کا مفہوم
دراصل درمیان توحیدیون اور تثلیثیون کے متنازعہ نہین ہے

جلد نہم و دہم جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چوتھی و پانچوین صدی مین بھی
اس آیت کی یہ قرأت عموماً رائج تھی بلکہ اس سے بھی بہت قبل کیونکہ
یہ نسخے اور بھی قدیم تر نسخون کی نقل ہین اور کہ اوس قدیم زمانے کے
یونانی دانون کو بھی اس آیت کے اسطور سمجھنے ہین کوی تامل نہین
ہوتا تھا اور اب بھی نہین ہے۔
ناظرین اِن تمام واقعات سے اپنے لئے کوئی نتیجہ خود نکال لین۔
تیسری آیت یعنی الوہیت کا سارا کمال اوسمین مجسم ہوا تلیتی ۲ : ۹ اب
پادری صاحب یہ بحث کرتے ہین ناظرین اوسکو پڑہکر آپنے لئے خود
دریافت کر لینگے کہ اونکا منطق کیا ہے ہین اونسے یہہ بھی عرض کرونگا کہ
وہ براہ نوازش میرے رسالہ کی بحث کو پڑہین اور اوسکو بھی سمجھین
پادری صاحب میری بحث کا خلاصہ یون فرماتے ہین ” اکبر مسیح صاحب
مقدس لوگون کو بہر پیش کرتے ہین اور افسیون ۳ : ۱۹ (تم خدا
کے سارے کمال تک بھر جاو) کو قلس ۲ : ۹ کے مساوی قرار دیتے
ہین یہہ لکھکر کہ الوہیت کا کمال جیسا مسیح مین کہا گیا ویسا ہی ایماندارونکی نسبت
کہا گیا اور کہ الوہیت کا سارا کمال جو اون کو اخذ کر لینا ممکن ہے
وہ سب مسیح مین ظاہر ہوا ورنہ کیا مقدس لوگ خدا کے سارے کمال
تک بھر جا کر خدا ہو جائینگے “ ؟ (مینے یہہ بھی عرض کیا تھا کہ ” مقدس
پطرس فرماتے ہین تم ذات الہی مین شامل ہو جاو ۱ پطرس ۱ : ۴ اگر یہی آیت

مسیح کو بالکل عقل و شعور سے خالی تصور کرتے ہین۔ یا رسول کے
طرز تحریر پر مطلق توجہ نہین کرتے کیونکہ ایسی ہی ایک آیت ۲ قر
۳ ۳ ہے ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ جو ہمیشہ مبارک
ہے اخیر جملہ لاریب باپ سے محدود ہے" دعوے
مضبوط ہو تو ایسا کہ مخالفت کرتے وقت مخالف کی زبان لکنت
کھائے اور جسم پر رعشہ اوسٹے مگر یہ بزرگ عالم و قیانوسی زمانہ کے
ہین شاید کوئی صاحب انکی راے کو زنگ خوردہ تصور فرماوین اسلیے
ہین ڈاکٹر سینڈے کی راے کو سنداً پیش کرتا ہون وہ اپنے
توحیدی مخالف کے مقابلہ اس آیت کے ترجمہ کی نسبت فرماتے
ہین کہ "حقیقت یون ہے کہ طرفین کے دلایل مجھکو یقین نہین دلا سکتے
کہ یہ آیت اس قسم کی ہے جسکی نسبت کوئی بہت مضبوط اور قطعی راے
رکھنا ممکن ہو۔ دونون طرف بہت کچھہ کہا جا سکتا ہے مگر کوئی امر
قطعی مطلق نہین" ۳۲۵ آ ن ی ہ لم x E جلد نہم ف تثلیث کے لئے
اسی قسم کی ثبوت ہونا چاہیئے کہ جنکو خود تثلیثی غیر قطعی اور غیر یقینی
کہین (۲) یہ بھی واضح رہے کہ اس آیت کا ترجمہ اور تغیر کوئی "جدید
تجویز" نہین بلکہ یہ بہت قدیم بات ہے چنانچہ انجیل کے بعض قدیم
ترین نسخے مثلاً ای۔ بی۔ سی اور ڈی اس جملہ کے وہی تقسیم کرتے
ہین جو ہم توحیدی عیسائیون کے مسلم ہے دیکھو ۳ تا ۱ ی ہ ہ ۰ ۰ x E

کیا اوسکو خدا کی کاملیت سے بھر جانا کہا ہے،، تو اگر مسیح اسلیئے خدا ہوا کہ وہ خدا کی کاملیت سے بھر گیا تو جب ایماندار مسیح کی کاملیت سے بھر جاینگے تو وہ ضرور مسیح ہو جاوینگے اور اگر آپکے خیال کے مطابق مسیح خدا ہے تو پھر ایماندار مسیح ہو کر خدا ضرور ہو جاوینگے۔ مین بھی تو یہی کہتا ہون اگر یہ نتایج قبول کرو تو تمہاری بحث درست ورنہ ہماری بحث درست مگر چونکہ مسیح کی کاملیت یا خدا کی کاملیت سے بھر جا کر ایماندار مسیح یا خدا نہین ہو جاتے لہذا مسیح بھی خدا کی کاملیت سے بھر جا کر خدا نہین ہو سکتا پادری صاحب نے آگے چلکر اپنے بحث کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "اس سے خدا کی روح اور مسیح اور خدا ایک ہی ثابت ہوتے ہین،، ص۳۶ تثلیث بگوش ہوش سنو کہین باپ بیٹا یا ضمناً اصلی تثلیث سے تو انکار نہین کرتے کہ "روح اور مسیح اور خدا،، کو ایک تبلارہے ہین؟ مین تمہین اسلیئے متنبہ کرتا ہون کہ پادری صاحب نے کہین اپنی بحث مین تثلیث کے تین اقانیم کا کھلکر ذکر نہین کیا اور باپ کے واحد خدا ہونیکا ذکر کرتے رہے ہین اور نیز مسیح مین باپ کا ہونا اسکی الوہیت کی دلیل تبلایا ہے جس سے اونکا رخ سبیلین کی طرف معلوم ہوتا ہے یعنی وہ باپ کے مسیح مین مجسم ہو جانے کی قایل معلوم پڑتی ہین جیسا کہ ہم اس رسالہ کے باب چہارم مین دکھلاوینگے۔ پھر آپ فرماتے ہین وہ اکبر مسیح صاحب کہتے ہین کہ مسیح

مسیح کی نسبت ہوتے تو ضرور ہمارے تثلیثی بزرگ اسکو اثبات
الوہیت مین اول درجہ دیتے مگر یہ ایماندارون کی نسبت ہے،،
جناب نے اسکی کوئی شرح نفرمائی کیون اوس سے ایماندارون
کی الوہیت ثابت نہین ہوتی) اور اسکی تردید مین یون رقم طراز
ہین "مین کہتا ہون ہرگز نہین لیکن اگر آپ افسی ۱۹:۳ پر میرے ساتھ
غور کرین تو معلوم ہوجائیگا کہ یہ آیت مسیح کو خدا ہی ثابت کرتی ہے
اور وہ اسوجہ سے کہ جسکو قلس ۲: ۱۰ اور یوحنا ۱: ۱۶ مین مقدس
لوگون کا مسیح کی کاملیت سے بھرجانا کہا ہے اوسکو افسیون ۲: ۱۹
مین خدا کی کاملیت سے بھرجانا کہا ہے اس مساوات سے مسیح اور
خدا ایک ہی ٹھہرتے ہین،، آپکا یہہ مساواتی نتیجہ غلط ہے بلکہ اگر آپ
میرے ساتھ غور کرین تو معلوم ہوجائیگا کہ خدا کی کاملیت سے ایماندار
بھی بھرپور ہوتے ہین اور خدا کی کاملیت سے مسیح بھی پس مسیح کی
کاملیت اپنی نہین بلکہ خدا ہی کی کاملیت ٹھہری اور ایسی ہی ایماندارون
کی بھی لہذا ایماندارون کا مسیح کی کاملیت سے بھرجانا مسیح کو خدا نہین
ٹھہراتا بلکہ دونون کاملیتون کو ایک ہی قسم مین لے آتا ہے دوسرے
اب آپ یہہ بھی دیکھین کہ اگر آپکا گمان درست ہے تو جس مساوات
سے مسیح خدا ہوتے ہین اوسی مساوات سے ایماندار بھی بجنسہ خدا
ہوتے ہین کیونکہ "جسکو مقدس لوگون کا مسیح کی کاملیت سے بھرجانا

پیارے پادریصاحب اسکا جواب مین اپنے خالق کو دونگا جسکو میرے
اغراض باطنی معلوم ہین مین نہین چاہتا کہ آپ میرے طرف سے
بدگمان ہون بہتر ہے کہ آپ ایسے گمان کو اپنے دلمین جگہہ صرف
اوسوقت دین جب کوئی اور بہتر گمان آپ کے لئے بالکل ناممکن
ہو رہی شہرت ہوسے لیکے شعل جو چلے اوسکو نہ دیکھین کیونکر +
کیا عجب ہوگئی آزاد جو شہرت اپنی + —

چوتھی آیت اے خدا تیرا تخت ابد تک ہے عبرانی ۱: ۸ پر میری
بحث کی نسبت پادری صاحب فرماتے ہین "اگر مسیح صاحب
نے اس آیت مین سے الوہیت مسیح کو خارج کرنیکے لئے صفحہ ۱۰۱
۱۰ امین مختلف ترجمے اور مفسرون کی رائین پیش کی ہین" اور وہ سب
ترجمے اور رائین (اور اونکی لیئے اس احقر نے دلایل بھی عرض لئے ہین محض
ترجمہ اور رائین نہین پیش کر دین) قادح الوہیت مسیح ہین جناب کا فرض
ہے کہ انکی تردید فرماوین اگر تردید نکر سکین تو میرا دعوی مسلم رہا جاتا ہے
مین اپنے دعون کو خود بیان کرتا ہون کیونکہ پادریصاحب نے اونکا پورا ذکر نہین کیا
اور جہان ذکر کیا ہے وہان واجبی نہین۔

ا ۔ مینی یہہ کہا ہے کہ اے خدا تیرا تخت ابد تک ہے اسکا ترجمہ یون بھی ہوتا ہے
خدا تیرا تخت ہے ابد تک اسکے لیئے ڈاکٹر ولیم شرلاک ڈاکٹر
ارسمیس و کلف ۔ ٹنڈل گریساخ اور بعض" اور ترجمین کا حوالہ
دیا جنکا ذکر روزن ملر نے کیا ہے اور مترجمون کے رائے

کو بذات خاص بہ کمال الوہیت حاصل نہین ہے یہہ خدا کا ایک
انعام ہے کیونکہ صاف لکہا ہے خدا کو پسند آیا کہ سارا کمال اسمین بسے"
اسکے جواب مین آپ فرماتے ہین "مین مانتا ہون کہ بیشک یہہ خدا کی
مرضی سے ہوا" اور یہین الوہیت مسیح کے دلایل کا توڑ ہو جاتا ہے
کیونکہ اسقدر معلوم ہوا کہ ایک کمال الوہیت تو وہ ہے جو "بذات
خاص" حاصل ہو اور وہ سواے باپ کے کسی کو حاصل نہین ایک
وہ جو "خدا کی مرضی سے ہو" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ کمال الوہیت
کسی ادنی درجہ کا ہو سکتا ہے کیونکہ اصلی و ذاتی نہین ہے بلکہ بہر حال
دیا ہوا ہے اس کمال الوہیت سے خدائی نہین حاصل ہو سکتی کیونکہ
خدائی کے لئے کمال الوہیت بذات خاص حاصل ہونا چاہیئے مسیح کو
بذات خاص حاصل نہین بلکہ دوسرے کی مرضی پر منحصر ہے جسکی الوہیت
کا کمال دوسرے کے پسند و مرضی پر منحصر ہو اوسکو ہم حقیقی خدا نہین
کہتے بلکہ حقیقی خدا اوسکو کہتے ہین جسکو مرتبہ الوہیت بذات خاص حاصل
ہے اور جو اپنی ذات مین غنی ہے باپ ایسا ہے مسیح ایسا نہین
مین حیرت مین ہون کہ پادری صاحب اب کیونکر مسیح کی الوہیت
ثابت کرنے کے لئے زور دیتے ہین یہہ تو میرے دلایل ہین اسی پادری
صاحب کا یہہ فرمانا غضب ڈہاتا ہے "ایسی صاف باتون مین عبث
تاویلین کرنا سواے شہرت کے اور کسی غرض سے ہو سکتا ہے"

وکلف وٹنڈل و ارلیمیس وشہ لاک اور ریڈ ایڑ دور شن والون کو
کچہہ کیون نہ سنایا آخر اونکا نام بہی تو مینے اس زمرہ مین لیا تہا۔
آپ اپنی کمزوری کو خود دیکہہ لین تو بہتر ہوگا آپ نے یہ تو تبلایا ہوتا
کہ گریسباخ کو ہماری تائید مین قیاسی ئیکو الیشن اختیار کرنیکی کیا ضرورت
تہی جب وہ خود تثلیثی تہا آپ نے یہ بہی فرمایا ہے کہ "علماء گریسباخ
کی ئیکوایشن کی ہمیشہ پیروی نہین کرتے" خیر کبہی تو پیروی کرتے
ہین اگر ہمیشہ نہین کیا فرض ہے کہ جہان وہ اکبر مسیح کی سی بولین وہین
اونکی پیروی نکی جاوے آپ تبلا دین کیون گریسباخ کی ئیکوالیشن
کی اسجگہ پیروی نکرین اگر کہین کرتے ہین ع بلکہ یہان اوسکی پیروی
کرنا لازم آگئی کیونکہ اور تثلیثی تو اپنے اعتقاد کی سی بولا ہی چاہین اور
اور اگر کوئی کسی خاص مقام پر اوسکے خلاف بولے تو صرف حق
کے زور سے ایسا بولیگا اور یہہ ایسا ہی مقام ہے ذرہ آپ غور
کرین۔ اپنے فرمایا کہ "مفسر روزن ملر کی طرفسے جو راے پیش
کی ہے وہ اوسکی اپنی راے نہین" عرض ہے کہ مینے وہ راے
"روزن ملر کی طرفسے" خود نہین پیش کی مینے اوسکو اون رایون
کا راوی قرار دیا ہے آپ میرے الفاظ پر غور کرین "روزن
ملر کہتا ہے بعض اہل کا یون ترجمہ کرتے ہین الخ" اوسنے ہر چند
ان بعض کے دلایل کو کاٹنا چاہا مگر نہ سکا اسیطرح مینے صفحہ ۱۵ یہ

دلیل بہی رو نہ ن ملز نے بیان کے۔
ایک اور ترجمہ ہے جسکو مین قبول کرتا ہون اور میری رائے ناقص مین زیادہ درست ہے وہ یہہ ہے تیرا خدا کا تخت ابد تک ہے۔ اسکے لیئے مین نے ردا نیٹڈ ورشن عہد عتیق کا حاشیہ اور یہودی ربی ایبرکن لیزر وغیرہ کو پیش کیا ہے۔
۳۔ تیسری حجت میری یہہ ہے کہ اگر بالفرض محال تسلیم کیا جاوے کہ درا صل اوسمین مسیح کو اسے خدا کہا تو یہی لقب سلیمان کو دیا گیا ہے اور بتلایا ہے کہ زبور ۴۵ جسکا یہ آیت اقتباس ہے "بقول بیان کالون اور دیگر مفسرین حضرت سلیمان کی شان مین ہے پس اگر اس خطاب سے الوہیت ترشح ہوتی ہے تو بدرجہ اولی سلیمان خدا ہوے کیونکہ اونکو مسیح سے پہلے اسے خدا کہا۔
۴۔ مینے یہہ عرض کیا ہے اگر مان لین کہ مسیح کو اسے خدا کہا تو تمام بیان عبرانی باب ایہہ ثابت کرتا ہے کہ یہہ لقب مجازاً ایک مخلوق کو دیا گیا لہذا الوہیت ثابت نہین ہوسکتی۔
اب مین دکہلاتا ہون کہ پادری صاحب کیونکر میری بحث کو رد کرتے ہین پہلی بات درباب اختلاف ترجمہ پادری صاحب یون فرماتی ہین کہ "گریباخ کے متن کا ترجمہ اوسکی قیاسی ایمنڈیشن کے بنا پر متن مسلمہ سے مختلف ہی علاوہ گریباخ کی ایمنڈیشن کی ہمیشہ پیروی نہین کرتے" گویا اس حقیر نے صرف گریباخ پیش کیا تہا جا

بیٹے کے وسیلہ بولا" یہ بنیون پر فضیلت ثابت کرنیکا سامان
مہیا ہو رہا ہے نہ کہ خدا کے برابر کرنیکا پس جب وہ مسیح کی شان
مین اوس آیت کو پیش کرتا ہے جو ایک مرتبہ سلیمان کی شان
مین استعمال ہو چکی تو اوسکا مقصود صرف یہ ہے کہ تبلا دے کہ جو
درجہ سلیمان کو عطا ہوا وہ بدرجہ اولی مسیح کا درجہ ٹھہرا ہے ذرہ
آگے چلکر ہم اس کی تفصیل کرینگے۔
اب ہم دکھلاتے ہین کہ ہمارے فرض پر نہین بلکہ آپکے فرض پر اس
خط کی کل تقریر یہ لچر ہو جاتی ہے اگر مسیح خدا نہین جیسا کہ ہم کہتے ہین
تو بہت خوبی سے اوسکے فضیلت انبیاء پر اور بعد ہین فرشتون
پر ثابت کی جا سکتی ہے کہ خدا نے مدارج مقرر کئے ہین ایک مخلوق
دوسرے سے رتبہ مین بڑا ہے اور ایسا ثابت کرنا نہایت معقولیت
سے ہو سکتا ہے اور ہم یہی ثابت کرتے ہین مگر اب دیکھئے اگر مانا جاوے
جیسا کہ پادری صاحب مان رہے ہین کہ مصنف مسیح کو حقیقی خدا مانتا
ہے تو اب تبلائی کہ کسی فضیلت کا ثابت کرنا کتنا لچر اور ہیچ امر
ہے۔ خدا پر کسکو فضیلت ہی؟ مسیح کو خدا ماننا اور پھر یہ کہنا کہ
وہ بنیون سے افضل ہے اور "فرشتون سے اسقدر بزرگ ٹھہرا
جسقدر اسنے میراث مین اونکی نسبت بہتر خطاب پایا" کلام مہمل
و بیہودہ ہے۔ جب اوسکو خدا کہا تو اب فضیلت کی بحث

پیٹیر ڈیوڈسن کی روایت پر بعض رائین پیش کی ہین جنکا وہ
خود مخالفت ہے مگر اوسکی مخالفت ضعیف ہے رہا آپکا یہ کہدینا
"وہ اس رائے کو رد کرتا ہے" اور اوسکا یہ کہنا "فلان نے اون
دلایل کی تردید کی ہے" کسی مقلد کے لئے کافی ہو تو ہو ابتو جو کچھہ
اوسنے کہا وہ آپنے بہی کہدیا اور اوسکا جو کچھہ جواب تہا وہ یہان
ناظر انصاف پسند کے آگے ہے جسکا فیصلہ اُسکے ہاتھہ ہے - پہر
پادریصاحب فرماتے ہین کہ "حقیقت مین جاے غور ہے کہ جبکہ
مسیح نے خود کہا تہا کہ دیکھو یہان ایک سلیمان سے بزرگ ہے
تو کیا ضرور تہا کہ پولوس مسیح کو سلیمان جیسا ثابت کرے" پہر آگے
یہ فرماتے ہین "جاے غور ہے کہ رسول مسیح کو فرشتون سے
افضل ثابت کرتا ہے پر اگر مسیح والے استعارہ کی روسے وہ خدا
کے سوجد اور حامی ہونیکا ویسا ہی محتاج ہے جیسا فرشتے محتاج
ہین تو فضیلت کس بات مین ہوئی یا تو رسول کی تقریر بیجا ہے
اور یا اگر مسیح کا استعارہ غلط ہے" مصنف کا مقصود تو
اس خط کے پڑہنے سے صاف ظاہر ہے وہ مسیح کو سلیمان یا کسی
اور نبی کے ہمپایہ نہین بلکہ جملہ انبیاء سے افضل و اعلےٰ ثابت
کر رہا ہے چنانچہ وہ شروع آیت مین کہتا ہے کہ "خدا جسنے اگلے
زمانے مین نبیون کے وسیلہ کلام کیا ان آخری دنون مین ہمسے

حق مین خدا کا قول یہہ ہے "مین اوسکا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا مین اوسکی سلطنت کا تخت ابد تک قایم رکھونگا" (۲ سموئیل ۷: ۱۴ و ۱ تواریخ ۲۲: ۱۰) اب مین آپکو یاد دلاونگا کہ یہ آیت جسمین سلیمان کو بیٹا کہا اور جو دراصل سلیمان کے حق مین ہے بجنسہ عبرانی والے خط مین مسیح کی شان مین بھی لکھی گئی ہے۔ اور سننے فرشتون مین سے کسیکو کبھی کہا کہ مین اوسکا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا" عبرانی ۱: ۵ اب مین آپسے پوچھتا ہون کیون یہ مصنف ایک آیت کو جسکا سلیمان کی شان مین ہونا مسلم الثبوت ہے مسیح کی شان مین پیش کرتا ہے؟ جو جواب آپ اسکا دینگے وہی جواب مین اوسکا دونگا جسطرح کوئی اس آیت کو سلیمان اور مسیح دونون کے حق مین استعمال کر سکتا ہے بجنسہ ویسی ہی اوس آیت کو بھی اسطرح استعمال کر سکتا ہے زبور ۸ھ بیٹے کے حق مین ضرور ہے کیونکہ سلیمان کا خطاب بھی بیٹا ہے اور جسطرح سے اوسکو وہ خطاب ۲ سموئیل اور ۱ تواریخ مین دیا گیا اوسی طرح وہ خطاب مسیح کو بھی دیا گیا دیکھو عبرانی ۱: ۵ دیکھئے سلیمان کو بھی بیٹا کہا مسیح کو بھی بیٹا کہا سلیمان کی نسبت وعدہ ہوا اوسکا تخت ابد تک قایم رکھونگا مسیح کی نسبت بھی یہی وعدہ ہے اسمین فرق کیا ہے؟ فرق یہہ ہے کہ سلیمان پر یہ الفاظ اسلئے بولے گئے تھے کہ وہ مسیح کا نمونہ تھا اور ایک تمثیلی خود کرتا

بالاء طاق رکھئیے خدا کہنا مقابلہ کے امکان کو عدم کر دیتا ہے پر اگر
مسیح خدا نہین تو دوسرون کے مقابلہ مین مسیح کو افضل ثابت کر سکتے ہین۔
آپ مجہہ سے پوچھتے ہین کہ جب مسیح "خدا کی موجد و حامی ہونیکا ویسا ہی
محتاج ہے جیسا کہ فرشتے محتاج ہین تو فضیلت کس
بات مین ہوئی گویا فضیلت اسے مین ہے کہ دائرہ
مخلوقیت سے باہر ہو جائے۔ مسیح کی فضیلت یہ ہے
کہ اسکی زیادہ حمایت کی گئی اوسکا درجہ بڑہایا گیا دیکھو یوحنا اصطباغی کی نسبت
مسیح فرماتا ہے کہ اونمین سے جو عورتون سے پیدا ہوئے یوحنا سے
کوئی بڑا ظاہر نہین ہوا متی ۱۱ دیکھو یہ ایک فضیلت ہے جو یوحنا
کو بنیون پر حاصل ہے مگر آپ تو یہی پوچھینگے کہ "فضیلت کس بات
مین ہوئی وہ تو خدا کے موجد و حامی ہونیکا ویسا محتاج ہے جیسا
کہ سب جو عورتون سے پیدا ہوئے"

آپ فرماتے ہین "پہر جب رسول کہتا ہے کہ زبور ۴۵ ہم بیٹے یعنی مسیح
کے حق مین ہے تو کسی مفسر کی راے کہ داؤد یا سلیمان کی بابت ہے
کیونکر قبول کر سکتے ہین"

ہم بہی کہتے ہین کہ دراصل یہ زبور بیٹے یعنی مسیح اور سلیمان دونون
کی نسبت ہے کیونکہ مسیح کا خطاب بہی بیٹا تہا اور سلیمان کا
خطاب بہی بیٹا تہا چنانچہ اس سے تو آپ انکار نہین کر سکتے کہ سلیمان کے

رسول نے اس سے یہان بحث نہین آپ تسلیم کرتے ہین کہ یہ زبور
خدا کے حق مین نہین بلکہ بیٹے کے حق مین ہے پس آپکے خیال کے
موافق اگر بیٹے کو اسے خدا کہا تو اس سے وہ خدا تو نہین ہو سکتا ہے
کیونکہ آپ کہہ چکے کہ "لفظ بیٹا الوہیت کے ادا کرنیکے لئے نہین ہے"
یہ جو آپنے پوچھا کہ "کسی مفسر کے راے کہ یہ زبور داود یا کسی سلیمان کے
بابتہ ہے کیونکر قبول کر سکتے ہین" اسکا جواب یہہ ہے مفسر کی راے
تواریخی شہادت کی بنا پر ہے اور دلایل بہت قوی موجود ہین اور
وہ خط کے مصنف کی راے سے پوری موافقت کیا جاسکتے
ہین۔ پس بیانسے یہہ تو روشن ہو چکا کہ اگر مسیح کو خدا کہا تو اسکو
بحیثیت بیٹا ہونیکے کہا مگر پادری صاحب ابھی تک الوہیت مسیح
کے وہم مین ہونے کی وجہہ سے فرماتے ہین کہ "اگر ممسوح کیا جانا
رسولون نے اس غرض سے لکھا ہے کہ مسیح مین الوہیت کا احتمال
بھی نہ رہے اور وہ صرف ایک بندہ خدا ظاہر ہو اور لفظ خدا مسیح
پر مجازی معنی مین استعمال کیا ہے تو مابعد کی آیت یعنی ۱۰ اور ۱۱ مین پھر
اسکو یہوواہ نہ کہتا اور نہ خالقی اور ازلیت اور بے تبدیلی کی صفات
مسیح کو منسوب کرتا"
مگر آپ کو معلوم ہو کہ کوئی "مسیح کو یہوواہ نہین کہتا اور نہ خالقی و ازلیت
وغیرہ اسکو منسوب کرتا ہے" آیت ۱۰ اور ۱۱ مین اوسی خالق واحد

کیونکہ وہ زبور اپنے ابتدائی معنی مین سلیمان کی شان مین تہا مگر روح القدس نے نبی کو ایسے کلمات استعمال کرنیکا الہام کیا تہا جو اپنے اعلیٰ معنون مین ... سلیمان ... مسیح ... سے منسوب ہوسکتے تہے" ڈاکٹر ... تفسیر عبرانی ... سلیمان کو بیٹا کہا اسلئے مسیح بدرجہ اولیٰ بیٹا ہے سلیمان بادشاہ تہا مسیح بدرجہ اولیٰ بادشاہ ہے سلیمان کا تخت بڑے رونق کی ساتھہ دنیا مین قایم رہا مسیح کا تخت اقلیم کلیسا مین جو بیچ اسرائیلیون کی مملکت ہے اوس سے زیادہ رونق کی ساتھہ قایم ہے سلیمان کا تخت انجام کو پہونچا کیونکہ سلیمان کی عمر سے وفا نکی ابد تک قایم رہنا اوسکو ادنی معنی مین کہا کیونکہ محاورہ عبرانی مین ابد تک کے معنی محدود بہی ہین مسیح کا تخت لفظاً اصلی معنون مین ابد تک قایم ہے پس ہم خود کہتے ہین کہ "یہہ وعدہ بدرجہ اولیٰ مسیح ابن داود کے حق مین تہا" اور ایسی نبوتین کلام مین موجود ہین جو دو زمانون اور دو شخصون پر مختلف درجون مین صادق آتے ہین ایک پر جزاً دوسرے پر کلاً چنانچہ جناب نے خود اس قسم کے نبوت کو تسلیم کیا ہے انفصال ولادت مسیح صفحہ ۷۴ و ۷۵ اسی قسم کی تاویل منصف خط عبرانیان آیات متنازعہ کی کرتا ہے جسکو علماے تثلیثی قبول کرتے ہین۔

اب آپ خود سوچین کہ آپ فرما رہے ہین کہ "رسول کہتا ہے کہ زبور ۴۵ بیٹے یعنی مسیح کے حق مین ہے" یہ رسول نے کہا یا کسی غیر

خوشی کے تیل سے تیرے شریکون کی بہ نسبت تجھے زیادہ
ممسوح کیا اور اے خداوند تو نے ابتدا مین زمین کی نیو ڈالی الخ
دیکھئے کس خدا کا ذکر یہان آیا ع خدا تیرے خدا کا اسے خدا کی شان
مین الفاظ مابعد آسے اور اس خدا کی شان مین زبور ۱۰۲: ۲۴
وغیرہ مین کیئے اقتباس درست ہے یا نہین اسمین مسیح کو کسنے
یہوداہ کہا ع ذرہ اسپر بھی غور کیجئے کہ الفاظ ہمارے راسے کی
مطابق اسمقام پر کس مناسبت وموزونی کے ساتھ آئے مین
بعینہ اوسی مناسبت کے ساتھ جسکے ساتھ وہ زبور ۱۰۲ مین اے
ان الفاظ سے خداے قادر کے وعدون کی صداقت و پائداری
اوسکی خدائی کے بے تبدیلی اور اوسکی قدرت کا استحکام ٹپکتا ہے
داؤد خدا کی شان مین یہ الفاظ لاکر فوراً خدا کے وعدون کی
تکمیل کی نسبت اپنی امید توی کرکے کہتا ہے
"تیری بندون کے فرزند لیے رہینگے اور اونکی نسل تیرے حضور
قایم رہیگی" اس خط کا مصنف بھی جیسون ہی یہہ کہتا ہے "تیرا تخت
ابد تک ہے ... خدا تیرے خدا نے تجھے ممسوح کیا" تو ساتھ
ہی خداے قادر کی قدرت کا جو ان وعدون کے دوام کا باعث
ہے ذکر کرتا ہے " اے خداوند تو نے ابتدا مین زمین کی نیو ڈالی"
اگر آپ تو پہلے الوہیت کے معتقد ہو چکے ہین بعد مین کلام خدا سے

لاشریک کو خطاب ہے جسکو زبور ۱۰۲ مین۔ آپنے کیونکر اسے مسیح کی شان مین سمجھا مین نہین سمجھہ سکتا ہون۔

اس خط کا مصنف جب پرانے عہدنامہ سے کوئی اقتباس مسیح کی شان مین کرتا ہے تو اوسکو یون شروع کرتا ہے "بیٹے کی بابتہ کہتا ہے کہ" آیت ۸ یا "اور پھر یہ کہ" آیت ۵ و ۶ یا "اور یہہ بہی" ۱/۲ مگر برخلاف اسکے جب وہ ۱۰ و ۱۱ آیت کو لکھتا ہے تو ایسے کوئی الفاظ نہین لاتا بلکہ صرف "اور اے خداوند نے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل ایک نیا اقتباس کر رہا ہے اردو ترجمہ مین جو یون بڑہا کر لکھا ہے "اور یہ کہ اے خداوند" اس مین "یہ کہ" زاید ہین اور آپنے اضافہ مین بہی اضافہ کیا ہے اور اس آیت کو یون لکھا "بیٹے کی بابتہ کہتا ہے اے خداوند الخ" یہہ بہت بہاری تصرف اور غلطی ہے ایسے کوئی الفاظ اصل مین نہین دیکھو دونون انگریزی ورشن اور رسالہ ندا ۱۵۴/۱۔ اب زبور ۱۰۲- آیت ۲۵ و ۲۷ کو دیکھو کہ نبی جب کہتا ہے تو نے قدیم سے زمین کے نیو ڈالی الخ تو ان الفاظ مین خدا سے واحد ہو واہ کو نہ تثلیث کے کسی اقنوم کو خطاب کرتا ہے اب آپ اور ملاحظہ فرماوین کہ یہ کلمات کس سلسلہ مین آئے ہین اسکے پہلے یون لکھا ہے "خدا تیرے خدا نے

ہین کہ "خدا کو ڈھال اور قلعہ کہنا بسبب اوسکی حمایت اور حفاظت کی زیب دیتا ہے اور خدا کی شان کو کم نہین کرتا مگر اس امر مین معاملہ دگرگون ہے تخت کی شان بادشاہ کی خصلت اور حکومت کی وجہ سے ہوتی ہے جو اسپر بیٹھتا ہے اب ازلی خدا کو ایک مخلوق کا تخت کہنا خالق کی کسر شان ہے" حقیقت یون ہے پادری صاحب نے ایک ضعیف پہلو کو اختیار کر کے اپنی شان مین دہبا لگایا نہ وہ ایسی غیر انجیلی مسئلہ کے معتقد ہوتے نہ اونکو ایسی رکیک وخفیف باتین کرنے کا اتفاق ہوتا ہم افسوس کرتے ہین کہ پادری صاحب اس مشکل مین پڑے مگر اے ناظرین ذرا حقیقت کو دیکھو کلام الہی مین حضرت داؤد فرماتے ہین خداوند (یہوواہ) میرا تکیہ تھا زبور ۱۸/۱۸ "خدا پر تکیہ کرنا" "خدا کو تکیہ بناتا" ہماری زبان اردو کا بھی عام محاورہ ہے مگر پادری صاحب یہ کہین گے کہ تکیہ سن کا یا روئی کا یا اون یا سیل کے گھوے کا ہونا ہے اور چونکہ تکیہ کی شان اوس شخص کی خصلت اور حکومت کی وجہ سے ہوتی ہے جو اوسپر ٹیک لگا کر بیٹھتا ہے اب ازلی خدا کو ایک مخلوق کا تکیہ کہنا خالق کے کسر شان ہے" مین اسکا جواب کچھ نہ دونگا صرف یہ کہ آپنے شاید استعارہ کی اصول پر توجہ نہین کی ہے بھلا صاحبو خدا کو تکیہ تو کہین اور پادری صاحب کو اعتراض نہ سوجھے مگر خدا کو اگر تخت کہین تو یہ اعتراض سنین شاید پادری صاحب اپنا ترکش خالی کر چکے اب مین مکرر کہتا ہون جناب پادری صاحب کا

پاس آئی آپکو ہر جگہہ ہرا ہرا نظر آتا ہے للہ اس رنگین عینک کو اُتار دیئے منی فتوی کیا تہا کہ اس آیت کا ای خدا تیرا تخت ابد تک ہی یون بہی ترجمہ ہو سکتا ہی خدا تیرا تخت ہی ابد تک اور اسکے لئی معتبر مترجمون کی سند بہی لا یا تہا غیر زبان محاورہ و تصور کا دوسرے زبان مین ترجمہ کر دینا اور امر ہے اور بعد مین اوس تصور پر اعتراض کرنا اور امر یہان صرف اسقدر دعوی تہا کہ اصل زبان کا ترجمہ یون بہی ہو سکتا ہے پس اگر ترجمہ درست ہے تو اوس قیاس پر اعتراض کرنا مصنف پر اعتراض کرنا ہے مگر باوجود تسلیم الہام مصنف بعض لوگ اوس قیاس پر جو ترجمہ سے پیدا ہوتا ہے اعتراض کرتے ہین کہ خدا کو تخت کیونکر کہہ سکتے ہین ؟ اب اسکا جواب اگر مترجم نہ دیسکے تو ترجمہ تو غلط نہین ہو سکتا کیونکہ اوسکا کام صرف اصل کے مطابق دوسرے زبان مین مضمون ادا کر دینا ہے یہہ اعتراض تو اصل پر وارد ہوتا ہے نہ کہ ترجمہ پر مگر مترجم اوس اعتراض کو بہی ہٹا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جس استعارہ سے کلام نے خدا کو چٹان اور قلعہ اور ڈہال وغیرہ کہا اوسی استعارہ سے وہ خدا کو تخت بہی کہہ سکتا ہے اور جاننا چاہیے استعارمین ہمیشہ کسی خاص امر مستحسن کا تصور الگ کر کے لیا جاتا ہے مگر یادریہ استعارونکے اصول پر توجہ نفرما کر عجیب غریب اعتراض کر کی ہنسانے

آٹھوین آیت کی تفسیر مین آپ فرماتے ہین "زبور کے اصلی الفاظ کی ترکیب پر اس مقام مین بالتفصیل کوئی بحث کرنا ضروری نہین ہے سپٹواجنٹ (یونانی) کے دو ترجمے ہوسکتے ہین **خدا** دونون جگہہ تیرا تخت اے خدا
اسلیے اے خدا تیرے خدانے) منادی بھی لیا جا سکتا یا وہ
بتدا (یا خبر) لیا جاسکتا ہے پہلی جگہہ (خدا ہے تیرا تخت یا تیرا تخت ہے خدا اور دوسرے جگہہ اسم ثانی بمقابلہ تیرے خدا کی (اسلیئے خدا تیری خدائی)
یہ ممکن نہین کہ اصلی زبان کا الوہیم بادشاہ کے خطاب مین داخل کیا جاوے اسلیے گمان غالب خلاف اس قیاس کے ہے کہ یونانی مین خدا منادی ہے پس کل وجوہ یہی بہترین نظر آتا ہے کہ پہلے جملہ مین تو اسی ترجمہ کو قبول کرین۔
خدا ہے تیرا تخت (یا تیرا تخت ہے خدا) یعنی تیری سلطنت کی بنیاد محکم چٹان ہے اور دوسرے جملہ مین خدا کو اسم مقابلہ تصور کرین۔
جملہ خدا ہی تیرا تخت فی الحقیقت کہین اور نہین ملتا مگر کسی صورت مین یہ زیادہ نزالا جملہ نہین معلوم ہوتا بہ نسبت انکے زبور ۴۲-۲ یشعیا ۲۶-۴ و زبور ۹۰-۱ و ۹۱ (۱و۲و۹) استثنا ۳۳-۲۷ بمقابلہ یشعیا ۲۲-۲۳ خدا تیری خدا
کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ پہلے لفظ خدا کو منادی لین بخلاف یقینی معنی اصل کے بجز اسکے کہ اوسکو پہلے جملے کی اوس مفہوم سے مطابق کرین

ایسا گمان کہ ترجمہ خدا تخت ہے ابدتک غلط یا خلاف محاورہ
ہے غلط ہے کیونکہ زمانہ حال کے اول درجہ کی تثلیثی عالمون اور
مفسرون نے اس ترجمہ کو نہ صرف صحیح اور دوسرے ترجمہ کے
ہم پلہ بنایا ہے بلکہ دوسرے ترجمہ کے مقابل اسکو قبول بھی کیا ہے
چنانچہ عالم بشپ **ایلیکٹ** صاحب اپنی تفسیر انجیل مین (طبع ششم)
اس ترجمہ کی بابت ان الفاظ کو دخل دیتے ہین "یہ ترجمہ ہر دو قرات
یونانی سے مطابقت کہاتا ہے اور اسی طور سے عبرانی کا بھی یہ
ترجمہ قابل قبول ہے اور نہ در اصل یہ اوس موقع کی نامناسب
حال ہے جسمین یہ آیت یہان پر آئی ہے" بشپ صاحب بلکہ
لارڈ بشپ صاحب پادری صاحب کے اعتراض کی نسبت بھی اپنی
رائے ظاہر فرماتے ہین کہ "اسکے خلاف یہ اعتراض کہ ایسا قول خدا
تیرا تخت ہے خلاف تشبیہات کتابی زبان کی ہے بمقابلہ زبور ۱:۹
اور ایسی ہی اور آیات کے بہت مضبوط نہین"۔
موجودہ علما مین سے بشپ **وسٹکٹ** صاحب جو آج تثلیثی علما کے
درمیان یورپ بھر مین باعتبار اپنے علم و فضل کی کسی سے کم نہین ہین
اپنی نئی تفسیر خط عبرانیان (۱۸۸۹ع) مین اسی ترجمہ کو قبول کرتے
ہین یونانی متن کی اونھون نے یہ دو ترجمے دیئے ہین۔
خدا تیرا تخت ہے ابدتک (یا تیرا تخت اے خدا ہے ابدتک) " اور اس

کی تائید نہین کرتا بلکہ فی الحقیقت سپتو ایجنٹ والے یونانی عبارت
کی مختلف ترجمے ہو سکتے ہین پھر آپ یون بھی ارشاد فرماتے ہین کہ
یہ ترجمہ کہ تیرا خدا کا (دیا ہوا) تخت ابدتک ہے یونیٹرین لوگون کی
اپنی جدید تجویز ہے "آپنے غضب ڈھایا کیونکہ مین نے آپنے رسالہ
ف ۱۰۹ مین عرض کیا تھا کہ اس ترجمہ کو "ریوایزڈ ورشن کے مترجمان تسلیم
کرتے ہین وہ زبور ۴۵-۶ کا ترجمہ مروجہ متن مین لکھکر اوس عبارت کا
دوسرا ترجمہ حاشیہ پر یہ لکھتے ہین "یا تیرا تخت خدا کا تخت ہے" پادری صاحب
انصاف وحق یہ ہے کہ یہ ترجمہ دراصل ریوائزڈ ورشن کے تثلیثی مترجمان
کی تجویز ہے جدید ہو یا قدیم حاشا یہ "یونیٹیرین لوگون کی اپنی جدید تجویز"
نہین بلکہ اس کو یونیٹیرین لوگون کی جدید تجویز کہنا صرف جناب کی جدید
تجویز ہے آپ ہی کچھ طبع آزمائی فرماوین کہ جب یہ ترجمہ "صرف ایک
فرضی بات ہے نہ کہ عبرانی کا ترجمہ" تو پھر ان ریوائزڈ ورشن والے تثلیثی
عبرانی والون نے عبرانی زبور کے حاشیہ پر عبرانی عبارت کا یہ ترجمہ کیون لکھدیا؟
کوئی وجہ تو بتائے خیر گذری آپ یروشلم چیمبر مین موجود نہوے
کہ ان تثلیثی مترجمون کا قلم توڑ دیتے کہ یہ اکبر مسیح کی تائید کرے دیتے
ہین - اتنی کثیر التعداد مترجمین تثلیثی اوس عبرانی عبارت کا ترجمہ
یون کرین "یا تیرا تخت خدا کا تخت ہے" اور اوسکو حاشیہ مین دوسرے
ترجمے کے ساتھ لفظ "یا" لگا کر درج کرین اور پادری صاحب اوسکو

جوڑ دیا گیا۔ اسم الٰہی کی تکرار مین ایک عجیب زور ہے یعنی خدا جسنے
اپنی تئین تجھکو اپنے برکتون کی بھرپوری عطا فرملکر تیرا خدا ثابت کیا"
مین نہین سمجھ سکتا کہ مین اب اپنے خیال کی تائید مین ان لارڈ بشپون سے
بڑھکر اس دنیا مین کسکو گواہ لاسکتا ہون اگر کوئی پادری ان بشپون کی نسبت
اور خواہ مخواہ ان ترجمون کو قیاسی اور خیالی و غلط کہی جاسے تو اوسکو بہت
جلد اپنے قیاس اور خیال کا علاج کرنا چاہیے ایک اور ترجمہ جو ہمنے
اس آیت کا علما کی سند سے پیش کیا تھا یعنی تیرا خدا کا تخت ابدتک ہی
اسکی نسبت پادریصاحب بلا تامل فرماتے ہین "جو درست ترجمہ آپ نے پیش
کیا ہے صرف ایک فرضی بات ہے نہ کہ عبرانی عبارت کا ترجمہ کیونکہ
سپٹواجنٹ یعنی عہد عتیق کا یونانی ترجمہ اور پولوس رسول کا اقتباس
باہم بلفظ مطابق ہین اور عہد عتیق کے اور سب ترجمے بھی اونکے مطابق
ہین اور یہ ترجمہ کہ تیرا خدا کا (دیا ہوا) تخت ابد تک ہے یونی ٹیرین
لوگون کی اپنی جدید تجویز ہے" اگر پادری صاحب کو میری دلایل سے
پرن ہلنا چڑانا تھا تو اونھون نے ناحق میدان پکڑا کیونکہ ہمتو خود
سمجھے بیٹھے ہین کہ ہماری انگو رکھٹے ہین پہلے تو آپ نے فرمایا کہ میرا ترجمہ
ایک فرضی بات ہے" اور اس امر کی دلیل کہ عبرانی عبارت کا ترجمہ
نہین ہوسکتا آپ یہ دیتے ہین کہ سپٹواجنٹ وغیرہ یونانی ترجمہ اس
طور سے نہین ہے حالانکہ جیسا اوپر بیان کیا گیا وہ ترجمہ خواہ مخواہ پادریصاحب

کل تقریر کو معہ اسلئے کہ مسیح کو اس آیت مین اے خدا کہا ہے فرض کرلو اور اب ہم پادری صاحب کے اصول کی موافق ثابت کرتے دیتے ہین کہ مسیح کو جو خدا ور خداوند کہا گیا اوسکی الوہیت کے لحاظ سے نہین ہے،،

لفظ خداوند کی نسبت تو ہم اس اصول پر اس رسالہ کے صفحہ ۴۷ پر بحث کر چکے اب لفظ خدا کے بحث یون کرینگے -

۱- آیت یون وارد ہوی ہے کہ بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ اے خدا تیرا تخت ابد تک ہے" اے خدا بیٹے کو کہا نہ کسی الوہیت والے کو اور آپ کہہ چکے" لفظ بیٹا الوہیت کو ادا کرنے کے لیے نہین "

۲- اسی بیٹے کو جسے اے خدا کہا آیت ۹ میں کہا ہوا ہے اسلئے خدا تیرے خدا نے تجھے تیرے شریکون سے زیادہ ممسوح کیا جسکا اس خدا کا کوئی خدا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ حقیقی خدا نہین ورنہ خدا کا خدا چہ معنی دارد -

۳- جسکو خدا کہا اوسکی شریکون کا ذکر آیا خدا کے شریک کون؟ معلوم ہوا کہ بیٹا شریکون والا ہے اسلئے حقیقی خدا نہین حقیقی خدا لاشریک ہے

۴- جسے خدا کہا اوسے خدا زیادہ ممسوح کرتا ہے اگر حقیقی خدا ہے تو پھر اوسمین اضافہ فضیلت کا امکان کہان اور جو زیادہ اور کم ممسوح کیا جاوے اوسکی خدائی کا خیال محال ہے-

دو صرف ایک فرضی بات نہ کہ عبرانی عبارت کا ترجمہ" کہین، اور ذرہ نہ قدرین غضب ڈہاتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ اصل عبارت کا ترجمہ ہے "فرضی بات نہین" بلکہ جائز بات ہے جس سے انکار کرنا خفیف ہوتا ہے مگر چونکہ پادری صاحب ڈٹے بیٹھے ہین کہ بیٹے یعنی مسیح کو اس آیت مین اسے خدا کہا ہے لہذا ہم بحث کی لیئے پادری صاحب کی قول کو ذرہ تسلیم کرکے دکھلاتے دیتے ہین کہ کسی طرح یہ لفظ اگر مسیح کی شان مین بولا ہی گیا تو حقیقی طرح سے استعمال نہین کیا گیا۔

پادری صاحب یہ تسلیم کر چکے ہین کہ "کسطرح معلوم ہوسکے کہ فلان موقعہ پر لفظ خدا دیوتا یا شیطان یا کسی بزرگ، انسان یا خدا کے لیے بولا گیا ہمنے معلوم کیا کہ ارٹیکل تو ہا دی ضمین ہے پس کیونکر تمیز ہوسکے کہ الوہیم عبرانی مین کبہی آسس اور نہی اس یونانی مین فلان مقام مین فلان شخص پر بولا گیا اس حال مین موقع استعمال کو نگاہ رکھنا چاہیے کلام الہہ مین جب یہ الفاظ سوا سے خداوند تعالی کے اور دن پر بولے گئے ہین تو ساتھ ہی اور الفاظ سے محدود یا موصوف ہین... اب اگر مسیح کو خدا اور خداوند کہنے کے ساتھ ایسے قیود لازمی ہین تو ہم مان لینگے کہ انجیل مین مسیح کو جو خدا اور خداوند کہا ہے اوسکی الوہیت کی لحاظ سے نہین" ملک ٢٨ کچھ دیر کی لیے پادری صاحب کی

نکرون ذرا سوچو کیا ایک خدا اپنے برابری والے خدا سے یہ کہہ سکتا ہے!
اور کیا ایک خدا دوسرے خدا کی حمایت کرکے اوسکو مطمئن کر رہا ہے کیا تم نے
خدا کو کمزور سمجھ لیا ہے جسکی یون حمایت کی جاوے اوسکو حقیقی خدا تصور کرنا [illegible]
۱۰۔ دوسرے باب مین مسیح ابن اللہ کی نسبت اور اضافہ کرکے بیان ہوا ہے کہ
خدا نے جسکی لیے سب چیزین ہین اور جسکی وسیلہ ساری چیزین ہین ہماری نجات کی
پیشوا کو اذیتون سے کامل کیا ۲/۱۰ دیکھیے مسیح کامل کیا جاتا ہے کیا خدا کے کمال پر
اضافہ ہو سکتا ہے کیا اوسکی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ وہ کامل کیا گیا!
۱۱۔ مسیح اپنی زبان سے خدا کو یون خطاب کرتا ہے مین مجمع مین تیرا ثناخوان ہونگا
۲/۱۱ کیا ایک خدا دوسرے خدا کی حمد کی گیت گاوے گا!
۱۲۔ وہ یہ بھی کہتا ہے مین تجھ پر بھروسہ رکھونگا ۲/۱۳ کیا خدا خدا پر بھروسہ رکھتا ہے
دیکھیے یہ ایک پوری ورزن بہر واقعات ہمنے آپکو سنائے اگر آپ [illegible]
اپنے وعدے پر ثابت ہین کہ وہ اگر مسیح کو خدا اور خدا [illegible] کے ساتھ
یہ الفاظ اور الفاظ سے محدود اور موصوف ہین تو ہم مان لینگے کہ انجیل نے مسیح
کو جو خدا کہا الوہیت کی لحاظ سے نہین" نواب دیر کیا ہے اگر خدا توفیق عطا کرے
اس باب کی بحث ختم ہوئی معلوم ہوگیا کہ جو تین الفاظ "باپ - کلمہ - خدا"
مسیح کی الوہیت ثابت کرنے والی پادری صاحب نے قرار دئے تھے اون تین مین سے باپ اور
کلمہ" سے تو کسی طرح الوہیت ثابت نہین ہوئی۔ ہان لفظ خدا وہ تمام انجیل
مین ڈھونڈھا گیا کسی جگہہ انجیل اوس لقب سے مسیح کو ملقب نہین کرتی

۵- آیت ۲ مین جسے خدا کہا اوسکی نسبت یون فرمایا خدا نے اوسے
ساری چیزون کا وارث ٹھہرایا حقیقی خدا اپنی ذات واجب الوجود کی وجہ سے ساری
چیزونکا مالک ہے مگر یہ تو خدا سے وارث ٹھہرایا جاتا ہے دیکھئے تو یہ خدائی کیسی اگر مجازی نہیں

۶- جسے خدا کہا اوسکی نسبت یہ کہا وہ فرشتون سے اسقدر بزرگ ٹھہرا جسقدر
اوسنے میراث مین اونکی نسبت بہتر خطاب پایا " آیت ۴ میراث مین خطاب پایا
اور بہتر خطاب پایا اور فرشتون سے بزرگ ٹھہرنا اوسکا رشتہ مخلوقیت ثابت کرتا
جیسی نومقابلہ ہو رہا ہے مشابہت دی جاتی ہے ورنہ اسکے کیا معنی اگر وہ مخلوق
نہ تھا بلکہ خود خالق ہوتا تھا

۷- جسکو خدا کہا اوسکو یون خطاب دیا جاتا ہے تونے راستی سے الفت اور بدی سے عداوت رکھی
اسی سبب سے خدا اتیرے خدا نے خوشی کی تیل سے تیری شریکون کی نسبت تجھے زیادہ ممسوح کیا
جای غور ہے کہ یہان مسیح کے علو مراتب کا سبب بیان کیا گیا ہے اگر وہ خدا ہے تو اوسکی
خدای کا سبب بجز اوسکے خدائی کے اور کوئی نہین مگر یہان اخلاقی سبب بتایا گیا کہ چونکہ
اوسنے راستی سے الفت اور بدی سے عداوت رکھی اس سبب سے خدا اسکے خدا نے اوسے زیادہ ممسوح کیا

۸- واضح ہو کہ خدای قدوس کی ذات امکان گناہ سے بری ہے مگر یہان ضمناً تسلیم کیا کہ
مسیح امکان گناہ سے بری نہ تھا بلکہ گناہ کر سکتا تھا تب تو بوجہ فاعل ذی اختیار ہونے کے جب اوسنے
بدی سے عداوت اور راستی سے الفت رکھی تو اوسنے انعام پایا یہ دلیل اوسکے خدا نہونے کی ہے

۹- آیت ۱۳ مین خدا اوس سے جسے اسے خدا کہا گیا تھا یون خطاب کرتا ہے
تو میری دہنے بیٹھ جب تک کہ مین تیرے دشمنون کو تیرے پاؤن کی چوکی

جب کہا کہ کلام مجسم ہوا تو کلام جسم سے نکل چہ گیا ایسا کہ مسیح ایک جسم ہی جسم رہگیا
نہین۔ لیکن کلام خود ہی مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا پس مسیح مین کلام اور
جسم دو جدا چیزین ہین" اب اس سے روشن ہوتا ہے کہ پادریصاحب کا
عقیدہ دربارہ مسیح کی دو ذاتون کے وہ ہرگز نہین جنکا عقائد مروجہ کو اقرار ہے
اور جنکا حوالہ مین نے اپنی بحث مین دیا بلکہ مسیح کی دو ذاتون سے پادریصاحب
کی مراد جسم اور کلام سے ہے کلام کو تو آپ "غیر مجسم حالت مین خدا" فرماتے ہین
یعنے کلام کی حقیقی الوہیت کے آپ قائل ہین اور جب یہی کلام مسیح مین ہوا
تو آپ مسیح کی حقیقی الوہیت کے بہی قائل ہوے مگر پادریصاحب مسیح کی
حقیقی انسانیت کے قائل مطلق نہین کیونکہ مسیح مین آپ صرف "کلام اور جسم"
کے قائل ہین اور جسم کو کوئی کبھی انسان نہین سمجھتا کیونکہ انسانیت کا تصور
محض جسم تو نہین بلکہ روح مخلوق اور جسم مادی مسیح مین جسم انسانی تو ہے مگر
بجاے روح مخلوق کے جسکی اتحاد سے انسان بنجاتا ہے اسمین کلام یعنے
خدا ہے پس مسیح گو کہ پادریصاحب کے خیال کے مطابق کامل خدا ہو مگر وہ
کامل انسان نہین پادریصاحب کے اس عقیدہ کے لوگ بہی کلیسا مین رہ
چکے ہین اور اب بہی ہین جو عمانوئیل سویڈنبارگ کے پیرو کہلاتے ہین۔
اب یاد رکھنا چاہیے کہ اسکی تردید کر دینا ہمارے لیے کچھ مشکل نہین کیونکہ جسم
انسانی شخصیت پیدا نہین کر سکتا اور روح مسیح مین تہی نہین لہذا بحیثیت
انسان ہونے کے مسیح آپکو مین کبھی نہین کہہ سکتا اب جہان کہین مسیح نے

باب سوم

بجواب "تیسرا باب الوصیت مسیح کے صریح ثبوت"

فصل اول

بجواب "پہلی فصل مسیح مین دو ذاتون کی صاف تمیز کی گئی ہے"
پادری صاحب کو لازم تھا کہ اس امر پر بحث کرتے وقت وہ پہلے میرے رسالہ باب دوم فصل دوم کی تردید کرتے جو اس مسئلہ کی ابطال مین ہے مگر آپ نے اوسپر مطلق التفات نہین فرمایا۔ یہ کیون ناظرین وہ باب پڑہین اور جواب دین پہر انکی بحث مین ایک اور بڑا نقص یہ رہگیا ہے کہ اونہون نے قبل اسکے کہ اس مسئلہ کے ثبوت مین کلام الہی کو شاہد لاوین اپنے عقیدہ کے مطابق اس مسئلہ کی کوئی واضح تعریف نہین کی اور جس امر کی تعریف نہ کیجاوے اوسکی نسبت بعد مین کیونکر معلوم ہو سکے کہ آپکا دعوی کیا تہا اور اُس دعوی مین سے کسقدر آپ ثابت کر سکے؟ پادری صاحب نے یوحنا ۱:۱ وغیرہ اکی شرح مین یہ الفاظ استعمال کیے ہین انسے جو نتیجہ نکلے وہ ان آیات مین مسیح کی دو ذاتون کا ارادۃ بیان کیا گیا ہے کلام ایسی حالت مین تھا کہ مجسم نہ تھا اور اس غیر مجسم حالت مین وہ خدا تھا مگر پہر مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا انسانی جامہ اختیار کرکے انسانون مین رہا بغیر اس جامہ کے وہ خدا کے ساتھ تھا

خدا کی وحدت مین فرق نہین آتا کیونکہ ذات اور صفات کا تصور الگ تو
کرسکتے ہین مگر دراصل ذات و صفات الگ نہین ہوسکتے۔
اور جب کہا "اور کلام خدا تھا" تو بھی بہت درست ہے کیونکہ صفات
آلہی کا تصور ذات سے علیحدہ کیا گیا تو اُن صفات کو بغیر خدا کے اور کیا
کہہ سکتے ہین کیونکہ ظہور ذات کا صفات ہی سے ہوا کرتا ہے۔
اُور کلام مجسم ہوا" اسکے معنی کیا ہین صفحہ ۱۳۵ مین لکھا ہے کہ اس عبارت کے
لفظی معنی ہین "کلام گوشت یا جسم بنا" پس اسکے صرف دو معنی ہوسکتے
ہین یا تو لفظی یعنی جو کلام تھا وہ "گوشت یا جسم بنا" جیسے کہین وہ پانی یخ
ہوگیا" یعنے جو پانی تھا پانی نہ رہا بلکہ مسلّم یخ سے تبدیل ہوگیا اس معنی مین
کلام گوشت یا جسم بنا" بالکل مہمل ہوا جاتا ہے کیونکہ صفات الہی کا محض گوشت
ہوجانا محال ہے یا اسکے معنی یہ ہین (اور ہم یہی کہتے ہین) کہ کلام کا جس سے
مراد صفات الہی ہے ظہور مسیح مین ہوا اور یہ بول چال معروف ہے خدا کی
صفات الہی کا ظہور تمام کائنات مین ہے اسلیئے کہ اوسکی صفتین جو دیکھنے
مین نہین آتین یعنے اوسکی ازلی قدرت اور خدائی دنیا کی پیدایش کے
وقت سے خلقت کی چیزون پر غور کرنے مین صاف معلوم ہوتی ہین
رومیوں ۱ باب ۲۰ مگر بالخصوص انسان مظہر صفات الہی ہے کیونکہ اُسکو خدا نے
اپنی صورت پر بنایا مسیح خداوند مین یہ ظہور اپنی انتہا کو پہونچ گیا دیکھیے
یہ کل مفہوم جو بادی النظر مین اس سے پیدا ہوتا ہے وحدت الہی کے

مین کا استعمال کیا وہ جسم کی طرف سے ہو نہین سکتا لہذا اُس سے ہمیشہ
مراد کلام یعنی خدا ہونا چاہیے جب مسیح کہتے ہین میرا باپ مجھ سے بڑا ہی
تو مراد یہ ہوئی کہ باپ خدا کلام خدا سے بڑا ہی جب مسیح خدا سے دعا مانگتا ہی
تو اُسوقت کلام خدا باپ خدا کی آگے سربسجود ہوتا ہی جب وہ آپکو اُس گھڑی
سے ناواقف بتلاتا ہی تو گویا کہتا ہی کلام خدا ہمہ دان نہین اور اسی طرح
اور سمجھ لیجیے یعنی کلام کی الوہیت کی بہی نفی ہو گئی - اور مسیح خدا ثابت
نہین ہوا - یہ شرح ہے پادری صاحب کی بحث کا پادری صاحب نے
انجیل سے اپنے دعوے پر شاہد پیش کیے ہین -
پہلا شاہد یوحنا ۱ باب ۱ و ۱۴ - ابتدا مین کلام تہا اور کلام خدا کے ساتھ تہا اور
کلام خدا تہا اور کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بہرپور ہو کر ہمارے
درمیان رہا" - پادری صاحب کو چاہیے تہا کہ آپ ثابت کرتے کہ کلام کوئی
شخصی ہستی رکہتا تہا اور کہ وہ خدا حقیقی معنی مین تہا - مین نے اپنے
رسالہ صفحہ ۱۳۳ مین لکہا تہا کہ "مقدس یوحنا نے صفات الٰہی مثل حکمت و
قدرت کا جنکا ظہور خلقت کائنات مین ہوا بطور استعارہ ذات سے علٰحدہ
تصور کر کے اونکو لوگس کہا اور چونکہ وہ خدا کی صفات ہین اسلیئے مجازاً
اونکو بہی خدا کہا" دیکہی آیت کا مطلب ہمارے تفسیر کے موافق تو با معنی
ہے ورنہ مہمل نظر آتا ہے کیونکہ جب کہا "کلام خدا کی ساتھ تہا" تو اگر اُن
معنی مین کہا کہ کلام (صفت) خدا (کی ذات) کی ساتھ تہا تو بہت درست ہی

حمل ہوتے ہین ہم اوپر بیان کر چکے اب ناظرین ان دونون معنون پر غور کر کے خود جسکو پسند کرنا چاہین پسند کر لین جو جو خرابیان اس آیت کی تثلیثی تفسیر سے پیدا ہوتی ہین اونکو مین نے اپنے رسالہ مین بشرح و بسط ظاہر کیا ہے پادری صاحب نے اونمین سے کسی ایک کا بھی جواب نہین دیا۔

دوسرا شاہد فلپ ۲: ۶-۷ اوسنے خدا کی صورت مین ہو کے خدا کے برابر ہونے کو کوئی گرفت کر رکھنے والی چیز نہ جانا لیکن اوسنے آپ کو ہیچ (خالی) کیا کہ خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا" ان آیات مین رسول مسیح کی دو حالتون کا مقابلہ کرتا ہے کہ وہ انسان بنا اور انسان بننے سے پہلے وہ خدا کی صورت مین تھا" ۔ اب مین دیکھتا ہون کہ پادری صاحب نے میری بحث کی تردید کی یا نہین ۔

مین نے اس آیت کا ترجمہ موافق ریوائزڈ ورشن کے یون کیا تھا" اوسنے خدا کی صورت مین ہو کر خدا کے ساتھ ایک برابری پر ہونے کو انعام نہ جانا" اور یہی عرض کیا تھا کہ ڈاکٹر میکنائیٹ کے مطابق اور زیادہ درست ترجمہ اسکا یہ ہو خدا کے مشابہ ہونا غنیمت نہ جانا ڈاکٹر موصوف فرماتے ہین کہ ۲۵۷ کے درست معنی مشابہت ہین نہ کہ برابری اور کہ سپٹو اجینٹ مین یہ لفظ اس معنی مین مستعمل ہوا ہے ڈاکٹر ڈاڈرج اور ڈاکٹر وہٹبی اپنی اپنی تفسیرون مین اس آیت کا ترجمہ خدا سا ہونا کرتی ہین پس ہمکو اردو زبان مین

منافی نہین بلکہ جملہ تعلیم کلام الٰہی کے عین موافق ہی ذرہ آپ اوس
لفظ کلام کے تصور پر غور کرین "کلام بغیر متکلم کے ہو نہین سکتا" کلام
غیر شخصی ہے متکلم شخص کلام کا رکھنے والا - یہ کون کلام ہے وہی جسکی نسبت
داؤد فرماتے ہین خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور اوسکے سارے
لشکر اوسکے منہ کے دم سے اُسنے کہا اور ہو گیا - اُسنے فرمایا اور برپا ہوا
زبور ۳۳ ۶ و ۹ مسلمانون نے اسکو اپنی اصطلاح مین کلمہ کُن کہا ہے اس کلمہ کا
ظہور مسیح مین ہوا اگرچہ معنے اسکے اور لوگ پیدا کرتے ہین وہ درکہ ضلالت
مین لیجاتے ہین اور کلام الٰہی کے جملہ مطالب کو تہ و بالا کرکے خدا کی صورت
کو ہمسے چھپا دیتے ہین - کیونکہ اگر یہ معنی نہین تو اس آیت مین نہ صرف
دو خداؤن کی تعلیم دیجاتی ہے ایک کلام اور ایک خدا اگر وہ بھی مباین
خیال کے ساتھ -

جب کہا کہ "کلام خدا کے ساتھ تھا" تو اگر کلام علیحدہ شخصی ہستی رکھتا ہے
تو ایک کلام اور ایک خدا دونون شخص باہم ازل سے ایک دوسرے
کے ساتھ رہتے تھے اس سے ایک دوسرے سے غیر ہے "کلام خدا تھا"
بالکل مہمل سا ہوا جاتا ہے کیونکہ جو خدا سے غیر ہوا اور خدا کے ساتھ ہوا پھر
اوسے خدا کیونکر کہہ سکتے ہین خدا سے غیر بھی ہوا ور خدا بھی ہو یعنی عین بھی
ہو اور غیر بھی یہ کیا ہے؟ -

"کلام مجسم ہوا" اسکے دوسرے معنی جو ہمارے معنی کے سوا ہے ہین کسطرح

ہین اس سے کیا غرض ہم خود جانتے ہین کہ جسوقت اُسنے وہ الفاظ تصنیف
کیے تھے وہ تثلیث پرست تہا۔ مگر آپ اوسکی دلیل کو نہین ردّ کر سکتے
وہیٹی اپنی دلیل کو خود ہی رد نہ کرسکا اور آخر کو توحیدی ہو گیا۔ آپ سنے
ہمین سکوت کیون کیا آپ تبانے کہ میری بحث مین اسقام ہین اور
وہیٹی کی دلیل یون باطل ہے آپ نے نہین تبایا لہذا میرا دعوی قبول کرنا
پڑیگا پادریصاحب نے اس آیت کو مسیح کی دو ذاتون کے ثبوت مین پیش
کیا اور فرماتے ہین کہ "ظاہر ہے کہ مسیح مین وہ جسکو خدا کی صورت کہا ہے
اسکی انسانیت سے غیر شے تہی،، بندہ پرور ابہی آپ کو یہ کہنے کا کوئی منصب
نہین ملا ابہی آپ ثابت تو کرلین کہ خدا کی صورت سے خدا مُراد ہے آپ
بھول گئے کہ انسان خدا کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے اور خدا نہین ہو سکا
خدا کی صورت سے آپ کیونکر خدا سمجھ لیتے ہین ہمکو تو تبائیے خدا کی صورت
انسانیت سے غیر شے نہین بلکہ اصلی انسانیت ہے کیونکہ خدا نے انسانیت کو
اپنی صورت پر پیدا کیا پس یہان سے بھی مسئلہ مسیح کی دو ذاتون کا ثابت
نہوا مسیح ایک ہی شخص اور ایک ہی ذات ہے۔

پادریصاحب کو میری تحریر مین ایک مشکل درپیش آئی ہے اُسکو بہی حل
کرے دیتا ہون مین نے لکہا تہا کہ مسیح نے برضا و رغبت خود یہ پستی اختیار
کرلی تھی آپ پوچھتے ہین کہ "یہ رضا و رغبت کِسکو ہوئی ہے؟ اگر مسیح فقط
انسان تہا تو مثل اور انسانون کے وہ اپنی انسانی ہستی سے پہلی ہستی مین

اِس مطلب کو درستی کے ساتھ یون ادا کرنا چاہیے اوسنے خدا کی صورت
مین ہوکر خدا سا ہونا انعام نہ جانا ایسا ہی خروج ۴ کا ترجمہ ہے فرعون کے
لیئے موسیٰ کو خدا سا بنایا ص۶

”اب ملاحظہ فرمائیے ان آیات مین الوہیت کی کہان گنجایش ہے اُوس
غلط ترجمہ سے یہی الوہیت مسیح اخذ نہین ہوسکتی تھی مگر اب تو درست
ترجمہ اور اصل یونانی نے اِس خیال کا پورا ابطال کر دیا۔ یہ کہنا کہ ایک
شخص دوسرے کی صورت مین ہے یہ نہین کہتا ہے کہ دونون شخص برابر
یا ایک ہین بلکہ مراد ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ بعض خاص اُمور مین ایک دوسرے
کے شابہ ہے کیونکہ دیکھیے بعینہ یہی الفاظ آیت مین یون آئی ہین اسنے
خادم کی صورت پکڑی ص۵،،

بعد اِسکے مین نے ڈاکٹر وہٹبی کی دلیل نقل کی جس سے وہ ثابت کرتا ہے
کہ ”خدا کی صورت سے ماہیت الٰہی ظاہر نہین ہوتی،، پادری صاحب کی بحث کو
پڑھکر مین دریافت کرتا ہون کہ جناب اِن اُمور مین سے کسی ایک کی بھی تردید
نہین کرسکتے اِس کل بحث کو ایسا بڑا گئے گویا کتاب مین اِسکا کہین ذکر نہین
وہٹبی کی دلیل کو چاہیے تہا کہ رد کرتے دلیل کسی عقیدہ باطلہ سے موثر نہین
ہوا کرتی بجاے اِسکے کہ دلیل کو رد کرتے آپ فرماتے ہین ”ڈاکٹر وہٹبی مسیح
مین الٰہی ذات کا انکاری نہین اور جو کیفیت اونہون نے خدا کی صورت
کی لکھی ہی وہ جب تک کوئی خدا نہو محض مخلوق کی ہو ہی نہین سکتی ،،۔

الوہیت کی حیثیت سے کلام کرتا تھا ۔ کسی اور دو ذاتون کی تردید میرا مقصود تھا
اُسکو آپ ثابت نہ کر سکے دعویٰ میرا ثابت رہا ہم مسیح کو ایک شخص مانتے ہین
جو مین وہ قبل انسان بننے کے تھا وہی مین وہ بعد انسان بننے کے رہا
اور جب کبھی اوسنے آپکو مین کہا وہ اپنی پوری کامل وغیر منقسم شخصیت
کی طرف جسکو مسیح کہتے تھے اشارہ کرتا تھا پس ”بہرحال مسیح مین دو ذاتین
ثابت ہین“ اس سے تو جناب کی مطلب براری نہین ہوتی کیونکہ بہرحال
تو مین انسان کی بھی دو ذاتون کا قائل ہون وہ روحانی ہے اور جسمانی وہ
فانی ہے اور غیر فانی مگر ان دو ذاتون سے وہ دو مین نہین ہو سکتا اور نہ
مسیح دو مین ہو سکتا ہے ذرہ آپ غور کرین تب اس نازک مسئلہ مین کلام
کرین ”بہرحال“ پر بحث ختم نہ کرین اور صرف ایک حال پر متوجہ ہون ۔
اب پادری صاحب کو ایک نیا اعتراض سوجھا ہے کہ ”مسیح کے بابت یہ
کبھی نہین کہا گیا کہ وہ خدا کی صورت پر بنایا گیا جیسا کہ آدم کی بابت لکھا ہے
اور یا جیسا ایمانداروں کی بابت لکھا لیکن مسیح کی بابت کہا ہے وہ خدا کی
صورت مین تھا انسان بنا پس مسیح کسی خاص معنی مین خدا کی صورت ہے
جسمین مقدس لوگ خدا کی صورت نہین ہو سکتے“ پادری صاحب کو ہم پھر
یاد دلاتے ہین کہ آپ یہ ثابت کرنے کو نہین چلے کہ مسیح مقدسون کی طرح
نہین بلکہ کسی خاص معنی مین خدا کی صورت ہے بلکہ آپ یہ ثابت کرین کہ
مسیح کس ایسے معنی مین خدا کی صورت ہے کہ جس معنی مین خدا کی صورت

نہ تھے۔" آپ کو واضح ہو کہ مین خداوند مسیح کی پیش ہستی کا معتقد ہون اسی
پیش ہستی کو مین نے جلالی ہستی" کہا تھا بیت مجھے اس جلالی ہستی کا کچھ بیان
نہین تبلایا" کیونکہ کلام مقدس مین اسکا کوئی اور بیان نہین بجز اسکے کہ وہ
ایک جلالی ہستی تھی "آپ فرماتے ہین" اگر بات یہی ہے تو ظاہر ہے کہ
مسیح ہمیشہ انسان نہ تھا مگر ایک جلالی ہستی تھی جو انسانیت سے غیر تھی" مسیح
ہمیشہ انسان نہ تھا مگر اتبو ہے قبل دنیا مین آنے کے وہ روح مخلوق تھا
وہ روح انسان نہی انسان کا تصور یہی ہے نہ کچھ اور کہ روح مخلوق
جسم سے متحد ہوکر علائق دنیاوی اور جسمانی کا تجربہ کرے۔ یون تو
ایک طور پر انسان کو یہی کہہ سکتے ہین کہ وہ ہمیشہ انسان نہین کیونکہ مرنے
کے بعد روح جسم کو چھوڑ دیتی ہے اوسوقت اوسکو انسان کس معنی مین
کہتے ہین ہان پس جب روح مخلوق نے جسم کو اوس طور پر قبول کر لیا جسطرح
ہر انسان کی روح جسم کو قبول کئے ہوئے اُسوقت موجود ہے تو مسیح
بہی انسان ہوگیا یہی انسانیت کا سچا تصور ہے اور یہی پورے طور پر
مسیح پر صادق آتا ہے بعد مین آپ فرماتے ہین کہ "آپ کی بات سے
بہی ظاہر ہے کہ خدا کی صورت ایک جلالی ہستی ہے اور وہ انسان نہ تھی
کیونکہ انسانیت کو اوسنے اختیار کیا بہرحال مسیح مین دو ذاتین ثابت
ہین"۔ جناب عالی آپ بہک گئے مین نے اس بات کی تردید کی تھی کہ مسیح
کامل انسان اور کامل خدا ہے اور کہ وہ کبھی اپنی انسانیت اور کبھی اپنی

یعنی باعتبار جسمانی رشتہ داری کے مسیح خاندان بنی اسرائیل سے ہے
اور یہ باعث فخر اسرائیل کا ہے کیونکہ روحانی رشتہ داری سے مسیح کا
تعلق صرف بنی اسرائیل سے نہین پولوس اسی خط کے ۱ باب مین کہا گئے ہین
کہ "مسیح جسم کی نسبت داؤد کی نسل سے ہے مگر قدوسی کی روح کی نسبت
خدا کا بیٹا ثابت ہوتا ہے" اور یہ لفظ بیٹا مسیح کی الوہیت کے ادا کرنے
کے لیے استعمال نہین کیا گیا" یعنے نہ وہ جسم کی نسبت خدا ہے اور نہ روح
کی نسبت پس نہ معلوم آپ مسیح کی کس چیز سے خدائی منسوب کرتے ہین
پھر اسی خط مین اور اسی باب مین جسطرح کہ مسیح کو جسم کی نسبت بنی اسرائیل سے
قرار دیا اوسی طرح وہ جسم کی نسبت بنی اسرائیل کو اپنا قراتبی قرار دیتا ہے
اور کہتا ہے بنی اسرائیل جسم کی نسبت میرے قراتبی ہین ۳ تو کیا پادری یقینا جب
مقدس پولوس اور اوسکے قراتبیون کی بھی دو ذاتین قرار دینگے کیونکہ مقدس
رسول پھر مکرر یہ کہتے ہین او نپر جو جسم کی نسبت اسرائیلی ہین نظر کرو
اقرنتیان ۱۰ مگر پادری صاحب تو یہ کہتے ہین کہ "سوائے مسیح کے ایسے محاورے
کسی پر جم نہین سکتے" دیکھیئے ہمنے ایسے محاورے پولوس اور بنی اسرائیل
کی نسبت دکھلا دئے آپ اپنے خیال کی اصلاح کر لین۔
آپ کا جو دوسرا دعوے ہے کہ مسیح کو سب کا خدا ہمیشہ مبارک کہا اوسکی
تردید ہم گذشتہ بحث صفحہ ۹۳ مین بخوبی کر چکے اوس دعوی کو آپ واپس
لے لین۔

خدا ہو جاتی ہے اور دیکھئیے ہمین صرف اِس سے انکار ہے اور آپ
اِسی کو نہین ثابت کر سکتے کیونکہ جیسا مین اوپر عرض کر چکا ہون یہ کہنا کہ ایک
شخص دوسرے کی صورت مین ہے یہ نہین کہتا ہے کہ دونون شخص برابر
یا ایک ہین آخر اِس عبارت مین کہ مسیح خدا ہے اور اِسمین کہ مسیح خدا کی
صورت ہے کچھہ تو فرق ہے ورنہ رسول پہلی عبارت کو مسیح کی شان مین
کیون نہ لاتا آپ یہ بھی یاد رکھین کہ جب آپ مسیح کو کامل انسان کہہ رہے
ہین تو مسیح بھی اوسی کلیہ مین آیا ہوا ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت
پر بنایا پس مسیح کے بنائے جانے سے آپ کیونکر منکر ہو سکتے ہین
کیونکہ انجیل ایک ہی ساتھ کہتی ہے وہ اندیکھے خدا کی صورت اور ساری
خلقت کا پہلوٹہا ہے قلسی ۱ ۱۵ یہان تو مسیح کو مخلوق بنا کر خدا کی صورت
بنایا جب مسیح مخلوق ہوا تو جو کچھہ مسیح مین ہے وہ بھی مخلوق ہے مگر پہلا
مخلوق ہے کیونکہ ساری خلقت کا پہلوٹہا ہے۔

تیسرا شاہد رومیون ۹: ۵ اور جسم کے نسبت مسیح بھی اونہین مین سے ہوا
جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے۔ الفاظ جسم کی نسبت ظاہر کرتے ہین کہ
اُسمین دوسری ذات بھی تھی جو انسانیت سے نسبت رکھتی تھی اور اُسکا
ذکر بھی ساتھہ ہی ہوا ہے کہ وہ سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے سوا اسے
مسیح کے ایسے محاورے کسی اور پر ہم نہین سکتے" پولوس رسول نے
یہان صرف یہ کہا ہے کہ جسم کی نسبت مسیح بھی بنی اسرائیل سے ہے

اوس سے کہا اے یہ بے خداوند اور اے میرے خدا مگر وہ ایک حرف بھی ہماری
اوس بحث کا مال نہین سکتے جو ہمنے ان آیات تثلیثی دعوون کی تردید مین
کی تھی دیکھو صفحہ ۳۳ وصفحہ ۱۱۵ ۱۲۴ -
اس دو ذاتون والے مسئلہ کی تائید مزید مین پادریصاحب فرماتے "مسیح کی
دو ذاتین ہونے کے سبب سے حسب موقع اوسمین انسانی عرضات اور
خدائی کام اور نام اور صفات تبلائے جاتے ہین کیونکہ باوجود دو مختلف
ذاتون کے وہ ایک ہی شخص ہے ایک ادنی مثال جسکی یہ ہے کہ جیسا ہر
انسان مین روح اور جسم دو مختلف چیزین ہین تاہم ہر ایک آدمی ایک ہی
شخص ہے روحانی اور جسمانی کام ایک ہی شخص کو منسوب کیے جاتے ہین
ایسا ہی مسیح یسوع مین کامل انسانیت اور کامل الوہیت گو دو جداذاتین
ہین مگر مسیح شخص ایک ہی ہے،، ہمنے ان ہی دو ذاتون کی نسبت کہا تھا کہ
مسیح نے انکا اظہار اپنے کسی قول مین بھی نہین کیا انجیل سے اس مسئلہ کی
کوئی سند نہین ہے،، ہماری بحث سے عیان ہو گیا کہ ہمارا دعوی کتنا حق
تھا ! - پادریصاحب جو کچھہ اس مسئلہ کی تعریف مین کہہ رہے ہین یہ نہ مسیح کا
قول ہے اور نہ کسی رسول کا ہم اونسے پھر پوچھتے ہین کہ اگر مسیح ایسا تھا تو
اوسنے کہین خود کیون نہ کہہ دیا کہ مجھہ مین کامل الوہیت اور کامل انسانیت
دو جداذاتین ہین مگر مین شخص ایک ہی ہون +
نیز ہم پادریصاحب کی تعریف کو پرکھتے ہین - انسانیت کی تعریف اونہون نے

چوتہا شاہد اگر مسیح صاحب صفحہ ۲۳ پر لکہتے ہین "مسیح نے دو ذاتون کا اظہار اپنے کسی قول اکبر مین بہی نہین کیا انجیل سے اس مسئلہ کی کوئی سند نہین" مین عموماً دو ذاتون کا منکر نہین کیونکہ یون تو انسان مین دو ذاتین یعنے روحانی اور جسمانی ہین جن دو ذاتون کا مین مسیح مین منکر ہون وہ "دو خاصیتین پوری اور کامل یعنی الوہیت اور انسانیت ہین" صفحہ ۲۴ اسکی تردید مین آپ فرماتے ہین "مسیح نے فرمایا کہ مین آسمان پر سے اسلیے نہین اُترا مین خدا سے نکلا اور آیا ہون کیونکہ مین آپ سے نہین آیا پر اوسنے مجھے بہیجا تم میری عبارت کیون نہین سمجہتے ان قولون سے ظاہر ہوا کہ مسیح انسانیت کے سوا کچہہ اور تہا" پر یہ نہ ثابت ہوا کہ مسیح انسانیت کے سوا خدا تہا اور آپ بجز خدا کے جو کچہہ اور چاہین مسیح کو ثابت کرین ہم مزاحم نہین مگر مسیح کو کامل خدا آپ ثابت نہ کر سکینگے کیونکہ اس آیت مین وہ فرماتا مین آپ سے نہین آیا پر اُسنے مجھے بہیجا ہے تم میری عبارت کیون نہین سمجھتے وہ صاف کہہ رہا ہے مین خدا نہین مجہہ مین الوہیت نہین کیونکہ مین آپ سے نہین آیا خدا باپ نے مجھے بہیجا ہے خدا کو کون بہیجے گا؟ بہلا خدا کیون آپ سے نہین آتا! اور صاحب آپ اسے بہیجے ہوے کی جو آپ سے نہین آتا الوہیت و کامل خدائی کے قائل نہین ہ

پہر پادری صاحب نے بڑی جرات سے ہمارے مقابل یہ آیتین پیش کر دین جسنے مجھے دیکہا اُسنے باپ کو دیکہا اور یتو مانی جواب مین

اوسکی کوئی شخصیت صرف جسم اور روح سے بنتی نہین اور نہ وہ رہا کیونکہ وہ خالص الہی شخصیت نہین رکھتا بلکہ وہ تو دو ذاتون انسانی اور الٰہی سے مرکب ہوا۔

یہ ہتی چاہیے کہ انسانیت سے کچھہ زیادہ ہو کیونکہ انسانی شخصیت مین الہی شخصیت کا اضافہ ہوا اور چاہیے کہ الہی شخصیت سے بھی کچھہ زیادہ ہو کیونکہ الہی شخصیت پر انسانی شخصیت کا اضافہ ہوا اور الٰہی شخصیت یعنی الوہیت سے زیادہ ہونا خیال فاسد ومحال ہے پس ہم اب اِس دو ذاتون والے مسئلہ کی نسبت کیا کہین جب پادری صاحب اس کے ثبوت کے لیے انجیل سے رجوع کرتے ہین تو وہان سے وہ جواب ملتا ہے جب انجیل کے باہر اپنا قیاس ومنطق لڑاتے ہین تو عقل سے یہ جواب سُنتے ہین۔

مگر ایک بات مین ہم اور پادری صاحب دونون متفق ہین اور مسیح کی الوہیت کے مسئلہ کا تصفیہ وہین سے چاہینگے وہ یہ ہے کہ چاہے مسیح مین کئی ذاتین ہون وہ "ایک ہی شخص ہے" اور ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ وہ شخص

کسی طور سے خدا نہین ہے۔ جب مسیح نے کہا میرا باپ مجھ سے بڑا ہے تو صاف روشن ہے کہ مجھہ مسیح اپنی شخصیت کو کہتا ہے یہ شخصیت نہ فقط انسان ہے اور نہ فقط خدا بلکہ آپ یون کہتے ہین کہ کامل انسانیت اور کامل الوہیت، سے بنی ہے پس معلوم ہوا کہ مسیح کہتے ہین میرا باپ مجھہ (کامل انسان اور کامل خدا) سے بڑا ہے آپ نہین کہہ سکتے کہ یہ حرف

یون کی ” انسان مین روح اور جسم دو مختلف چیزین ہین تاہم ہرایک آدمی
ایک ہی شخص ہے ،، پس جب مسیح بہی انسان ہوا اور کامل انسان تو اُسمین
روح اور جسم دو مختلف چیزون سے ایک شخص ضرور ہونا چاہیئے ورنہ اُسکو
انسان نہ کہینگے۔ مگر مسیح انسان ہی نہین آپ کہتے ہین کہ وہ کامل خدا بھی ہے
اور خدا کی تعریف معروف ہے خدا ہی ایک شخص ہے پس لازم ہوا کہ مسیح
مین کامل آلہی شخصیت بہی ہو اور آلہی شخصیت انسانی شخصیت سے غیر ہے
لیکن جب مسیح کامل انسان اور کامل خدا ہے، تو اُسمین دو شخصیتین کامل انسان
اور کامل خدا کی ہونا چاہیے یعنی ایک شخص وہ جو روح اور جسم دو مختلف چیزون سے
ہے دوسرے وہ جو خدا کی شخصیت ہے۔ لہذا مسیح کو کامل انسان اور کامل خدا
کہکر صرف ایک ہی شخص ؛ ماننا مہمل اور بے معنی ہے کیونکہ مسیح خدا جب ہی ہے
جب اوسمین حقیقی آلہی شخصیت ہو کیونکہ خدا شخص ہے اور وہ انسان جب
ہی ہے جب اُسمین حقیقی انسانی شخصیت ہو کیونکہ انسان بہی شخص ہے۔
پر اگر پادری صاحب کی خاطر مان لین کہ کسی طور سے جسکی وہ تعریف نہین کرسکتے
دو شخصیتین یعنی آلہی اور انسانی ایک بنگیئن جسکا نام مسیح رکہا تو دوسرے وقت
پیدا ہوتی ہے جسکا اندازہ غالباً پادری صاحب نے خود نہین کیا یعنی اس شخصیت کو
نہ انسان اور نہ خدا کہہ سکتے ہین بلکہ اسکے لیے کوئی نیا نام وضع کیجیے۔
کیونکہ انسانی شخص تو خالص ” جسم اور روح ، کی یگانگت سے بنتا ہے اور
الہی شخص جسم اور روح مخلوق کی شخصیت سے غیر ہے اب مسیح نہ یہ رہا کیونکہ

وہ ایک طرح درست ہین کیونکہ مسیح محض انسان ہوکر ایسا نہین ہوسکتا ؟
ف ۔ مین یہ کچھ نہین کہتا کہ وہ مسیح محض انسان ہوکر ایسا نہین ہوسکتا ،،
یا ہوسکتا ہے مین صرف یہ کہتا ہون کہ وہ مسیح ہوکر نہ تو قادر مطلق ہے اور
نہ قائم بالذات اور نہ ہمہ دان ،، پس وہ مسیح ہوکر خدا نہین ہوسکتا ۔
آپ تسلیم کرچکے کہ مسیح ایک شخص تہا یعنی وہ ایک مین تہا اسی مین اور اسی
شخص کی نسبت میرا دعوی ہے کہ اوسمین لازمی صفات الوہیت نہین اب
اگر آپ مسیح مین کوئی دوسرا مین ثابت کردین تو فرماوین کہ ایک مین تو
اوسمین ماسوا اللہ ہے اور ایک مین اللہ اور اگر نہین تو آپ کو اختیار ہے
آپ مانا کرین کہ مسیح قادر مطلق بہی ہے اور نہین بہی کہ وہ ہمہ دان ہے
بہی اور نہین بہی ۔ آپ شخص اور مین کی تعریف پر خوب غور کرلین اور
تب فرماوین کہ مسیح نے یہ انسانیت کے اعتبار سے اور وہ الوہیت
کے اعتبار سے کہا مسیح سب کچھ باعتبار مین اور شخص واحد ہونے کے
کہتا ہے اور یہ شخص غیر منقسم ،، ہے کیا مسیح بٹ گیا ؟ ۔۔
اب جو انجیلی بحث پادری صاحب کی ہے اوسکی نسبت ہم عرض کرتے ہین
ا ۔ کلام جو مجسم ہوا ازلی ہے جب مسیح کو الوہیت منسوب کیجاتی ہے تو بلحاظ
اوسکی الوہیت کے کیجاتی ہے چنانچہ مسیح اپنی واقعی پیش ہستی کا یون بیان
کرتا ہے پیشتر اوس سے کہ ابراہام ہو مین ہون یوحنا ۸ : ۵۸ اے باپ اب
تو مجھے اوس جلال سے جو مین دنیا کی پیدایش سے پیشتر تیرے ساتھ رکہتا

انسانیت سے متعلق ہی کیونکہ یہ مجہولیت شخص سے متعلق ہی اور مسیح کی کوئی علیحدہ انسانی شخصیت بلکہ وہ جو کچھ تھی اس مجہ مین شامل تھی - اسی طرح جب وہ کہتا ہی مین آپ سے کچھ نہین کر سکتا تو وہان بھی مین اور آپ یسوع کی پوری شخصیت کے لیے آئے ہین جو آپ کے خیال مین، کامل خدا اور کامل انسان، تھی پس مسیح کا مفہوم یون ہوا کہ میری کامل انسانیت اور کامل الوہیت آپ سے کچھ نہین کر سکتی اور آپ خود غور کرلین کہ وہ کیسی کامل الوہیت، ہے جو خدا سے کمتر ہو اور وہ کیسا کامل خدا، ہی جو آپ سے کچھ نہ کرسکے ہمارا دعوے صرف اسی قدر تھا کہ وہ شخصیت جو مسیح مین ہے خدا نہین اور جو ثابت کرنا تھا وہ ہمنے ثابت کردیا آپ خوب طبع آزمائی کرین اور خوب زور لگائین ہم آپ سے دعوی سے کہہ رہے ہین کہ آپ مسیح کے اس سخن کی کوئی تاویل کرین کہ میرا باپ مجھسے بڑا ہے جو آپ کے خیال الوہیت مسیح کو پاش پاش نہ کردیتا ہو

فصل دویم

بجواب " دوسری فصل مسیح مین الوہیت کی لازمی صفات کا بیان "

پادری صاحب نے میری اوس بحث کی نسبت جو باب دوم فصل اول مین ثابت کرتی ہے کہ " نہ مسیح قائم بالذات ہے نہ قادر مطلق اور نہ ہمہ دان " یہ فرمایا ہے کہ " جو اعتراض اکبر مسیح نے باب دوم مین مسیح کے قائم بالذات قادر مطلق اور ہمہ دان ہونے پر کیے ہین -

اور خلقت کا پہلوٹا کہتی ہے پس مسیح مخلوق ہوا گو سب مخلوقوں سے اول مخلوق
پس وہ حادث ہے نہ کہ قدیم اور ازلی - قدیم و ازلی کو تو خلقت کا شروع اور پہلوٹا
نہیں کہہ سکتے چیزوں کا شروع بھی ہوتا ہے اور آخر بھی انسان کے پہلوٹے یعنے
خلقت انسان کے شروع حضرت آدم تھے اور کوئی آخر بھی ہوگا پس جب مسیح
خلقت کا شروع اور پہلوٹا ٹھہرے تو ازل اُس کے بھی پیشتر ہوا (اگر ایسا محاورہ
جائز رکھا جاوے) اور مسیح کے قبل کو ازل کہو -

مگر اس مقام پر اِس آیت کا کوئی اور ہی منشا ہے اور پادری صاحب نے
پیش بینی بھی فرمائی ہے آپ کہتے ہیں "میں نہیں مان سکتا کہ مسیح کا ازل سے
کفارہ ہونے کے لیے مقرر کیا جانا اوسکی ازلی ہستی کی دلیل نہیں ہے جیسا کہ
ایمانداروں کا ازل سے مسیح میں چنا جانا اونکی ازلی ہستی کی دلیل نہیں ہے"
آخر کوئی وجہ تو بتائیں آپ کیوں نہیں مان سکتے ہیں؟ آپ کو ماننا پڑیگا اور اسکے
لیے ہم آپ کو انجیل کا محاورہ دکھلاوینگے - خدا نے ہمکو بناء عالم کے پیشتر
مسیح میں چن لیا افسی ۱ باب ۴ - خدا نے ہمیں پاک بلاہٹ سے بلایا نہ ہمارے کاموں
کے سبب بلکہ اپنے ارادے ہی اور اُس نعمت سے جو یسوع مسیح کے واسطے ازل سے
ہمیں دی گئی ۲ تمط ۱ باب - مقدس پولوس فرماتے ہیں کہ خدا اُن چیزوں کا جو موجود
نہیں یوں ذکر کرتا ہے گویا کہ موجود ہیں رومیوں ۴ - اب آپ خود بتلاویں کیونکر
خدا نے ایمانداروں کو جو بناء عالم کے بعد ہست ہوے - بناء عالم کے پیشتر
چن لیا کیونکر ازل میں ہمیں نعمت دی گئی جب ہم موجود نہ تھے کیونکر خدا کا تبرہ

بزرگی دے یوحنا ۱: ۵ اور سمرنا کی کلیسا کو یون لکھ کہ وہ جو اول اور آخر ہے اور موا تھا اور جیا ہے یہ باتین کہتا ہے مکا ۲: ۸"

ہمکو بار بار یہ شکایت کرنا پڑتی ہے کہ پادری صاحب اونہین دعوون کو جنکی تردید ہم ایک مرتبہ کر چکے بغیر جواب دیے از سر نو ہمارے مقابل پیش کرتے ہین اول و سوم آیت پر ہمارے رسالہ سابق ص ۴۲-۵۳ و ص ۹۰-۹۵ مین بحث ہو چکی پادری صاحب کو لازم ہے کہ پہلے اوسے رد کر لین ۔

دوسری آیت اے باپ تو مجھے اپنے ساتھ اوس جلال سے جو مین دنیا کی پیدایش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے مسیح کی ازلیت پر

دال نہین ہو سکتی اور آپکا یہ فرمانا "جو کچھ پیدایش سے پیشتر ہے وہ ضرور ازلی و خود ہست ہے" غیر متعلق ہے کیونکہ اول تو مسیح یہان صرف دنیا کی پیدایش سے پیشتر کا ذکر کرتے ہین نہ کہ پیدایش مطلق سے پیشتر کا دوم انجیل خود مسیح کو پیدایش کے اندر یعنی مخلوق تسلیم کرتی ہے مگر چونکہ پہلے ہونا اور پیچھے ہونا ترتیب خلقت مین لازمی ہے اسلیے بعض جگہ اوسکو

خدا کی خلقت کا شروع (انگریزی مکا ۳: ۱۴) اور ساری خلقت کا پہلوٹا (قلسی ۱: ۱۵) کہا ہے مگر اوسکو خلقت ہی مین شمار کیا دنیا کی پیدایش سے پیشتر کو ازل مان لینا بہت بڑی خطا ہے ازل نہ ابراہیم سے پیشتر ہے اور نہ آدم سے نہ زمین سے پیشتر اور نہ آسمان سے اور انجیل مسیح کو خلقت مطلق سے پیشتر کہتی نہین بلکہ اوسکو خلقت مین شمار کرکے خلقت کا شروع

ابہی تک ملا نہ تہا یہ وہ جلال تہا جو بطور انعام مسیح کی اون خدمتون کے صلہ مین ملنے والا تہا جو وسنے انسان ہوکر اور صلیب کی موت سہکر انجام دین وہ مرنے تک فرمانبردار رہا اسواسطے خدانے اوسے بہت سرفراز کیا اگر یہ جلال مسیح کو مل چکا ہوتا تو پہر اُسکے مانگنے کی کیا ضرورت تہی۔

اب اگر اس آیت پر اور غور کیا جاوے تو معلوم ہو کہ اِس جگہ مسیح عابد ہین خدا باپ معبود مسیح دعا مانگتے ہین اور بتلاتے ہین باپ اکیلا سچا خدا ہے اور مسیح اوسکا بہیجا ہوا مسیح جلال اور بزرگی خدا سے مانگتے ہین کیا یہ بہی کوئی صفت الوہیت سمجہی جاتی ہے۔ یوحنا کی پہلی آیت کی نسبت جو ہمنے کہا تہا "اس آیت سے کیونکر الوہیت مسیح اخذ کیجاتی ہے اسمین تو یہ نہین کہا کہ مسیح خدا تہا خدا اوس کلام کو کہا ہے مسیح جسکا ظہور ہے" پادری صاحب فرماتے ہین "یہ بہی آپ کو خوب سوجہی ہاتہ گہما کر ناک تبلائی انجیل مین یہ نہین لکہا کہ کلام مجسم ہونے سے پہلے مسیح تہا کلام مجسم کا خطاب مسیح ہے ہمکو تو الوہیت مسیح مین کلام ہے نہ کہ الوہیت کلام مین آپ مان چکے کہ انجیل" کلام غیر مجسم کو خدا کہتی ہے" پہر اب آپ کلام مجسم یعنے مسیح کو کیون خدا کہتے ہین" اور ہم کلام مجسم کے معنی تبلا چکے دیکہو ہم سیدہے ناک پکڑ کر تبلائے دیتے ہین کہ کلام مجسم کو خدا مت کہو اور آپ نہین مانتے۔

۳۔ "وہ سب چیزون کا خالق اور سنبہالنے والا ہے"

اس بحث مین اس بات کا لحاظ رکہنا چاہیے کہ کوئی قدرت جو کسی کو دوسرے کے

جو بعہد پلاطوس مصلوب ہوا بناء عالم سے قتل ہوا حقیقت مین اسطرح
کہنا غلط ہوگا اگر مقدس پولوس کا قول صحیح ہو کہ خدا اون چیزون کا جو موجود نہین
یون ذکر کرتا ہے گویا کہ موجود ہین کیونکہ خدا کے نزدیک کوئی ماضی و استقبال
نہین اسی طور حضرت یرمیا کی نسبت خدا کا کلام یون مرقوم ہے پیشتر اس سے
کہ مین نے تجھے پیٹ مین خلق کیا مین تجھے جانتا تہا اور رحم مین سے تیرے
نکلنے کے پیشتر مین نے تجھے مخصوص کیا اور قومون کے لیے تجھے نبی ٹھہرایا
یرمیا ۱ باب بائبل کا محاورہ ہے اور بالخصوص عبرانیون کا کہ ان چیزون کے
وجود کی نسبت جو بالکل یقینی ہین یون کہتے ہین کہ اونکا وجود ازل سے تہا
کیونکہ خدا کے علم اور ارادے مین وہ مقدم تہین مسیح کا مرنا یقینی تہا ایماندارونکا
برگزیدہ ہونا بہی یقینی تہا اسلیے کہا گیا کہ بناء عالم سے پیشتر یہ واقعات وقوع پذیر
ہو چکے تالمود مین ربی الیزر کا قول ہے کہ "سات چیزین دنیا سے پیشتر خلق کی گئین
باغ عدن شریعت ایماندار بنی اسرائیل عرش یروشلم اور مسیح" تفسیر اسکی یون
کی گئی ہے کہ یہ خدا کے ارادہ مین مقدم تھے ان ہی کے لیے تمام عالم پیدا ہوا
گویا کائنات کی علت غائی یہ ہوئی۔

پس جب مسیح یہ کہتا ہے اے باپ تجھے اپنے ساتھ اوس جلال سے جو مین
دنیا کی پیدائش کے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تہا بزرگی دے تو وہ اُس جلال کا
طلبگار ہوتا ہے جو خدا نے دنیا کی پیدائش کے پیشتر اپنے ارادے قدیم مین
مقرر کر رکہا تہا کیونکہ انجیل سے ظاہر ہے کہ دراصل یہ جلال مسیح کو ملنے والا تہا

اور ساری چیزین اوس مین پیوستہ ہین مانند اسمین مسیح خلقت کا پیدا
کرنے والا ٹھہرتا ہے اور وہ سنبھالنے والا ملکہ سب چیزین اوس مین اوسکے
وسیلہ پیدا کی گئین یہ سب چیزین کیا ہین؟ ہم سمجھتے ہین کہ یہ سب چیزین جسمانی
و مادی خلقت نہین بلکہ روحانی اور اخلاقی خلقت ہی رسول اپنے الفاظ کی
آپ ہی توضیح کرتا ہے سب چیزین پیدا کی گئین یہ کون چیزین ہین؟ یعنے
وہ جو آسمانون مین اور زمین پر ہین۔ یہ کیا ہین؟ دیکھی اور ان دیکھی۔ یعنے
آسمانون پر (ان دیکھی) اور زمین پر (دیکھی چیزین)۔ یہ دیکھی اور ان دیکھی کون
چیزین ہین؟ کیا وہ یہ ہین۔ آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ اونمین ہے
جنہین زندہ خدا نے پیدا کیا (اعمال ۱۴:۱۵) نہین بلکہ وہ تخت و حکومتین و ریاستین
اور مختاریان ہین یعنی مدارج روحانی جو آسمان پر ہماری آنکھون سے
ان دیکھے اور زمین پر آنکھون سے دیکھے ہین اور وہ خدا کی بادشاہت اور
کلیسیا ہے جو نئی روحانی اور اخلاقی خلقت ہی جو مسیح مین اور مسیح کے وسیلہ
پیدا کی گئی اور جو مسیح کا بدن ہے جسکا سر خود مسیح ہے آیت ۱۸ خدا نے
ساری چیزون کو کیا وے جو زمین پر ہین اور کیا وے جو آسمان پر ہین اوسکے
وسیلہ اپنے سے ملا لیا آیت ۲۰ جس سے ظاہر ہے کہ سب چیزین جو آسمان پر
ہین یا زمین پر جنہین خدا نے مسیح کے وسیلہ اپنے سے ملا لیا روحانی و
اخلاقی چیزین ہین نہ مادی و جسمانی اسی لیے مقدس پولوس فرماتے ہین
اگر کوئی مسیح مین ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پرانی چیزین گذر گئین دیکھو

ہاتھ سے ملے وہ اُسکی اپنی ذاتی قدرت نہین جو قدرت ذاتی ہے وہ دی
نہین جا سکتی جو دی جاتی ہے وہ ذاتی نہین ہوسکتی۔ قدرت تخلیق خدا کی
ذات کو حاصل ہے پس اس طور یہ قدرت کسی کو حاصل نہین پر اگر خدا
تخلیق کی کوئی قدرت کسی مخلوق کو دے دے تو وہ خدا نہین ہوسکتا
انجیل مین مسیح کو کوئی ذاتی قدرت تخلیق منسوب نہین کی گئی مگر بعض آیات
ہین جنکی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ خدا نے کوئی قدرت تخلیق مسیح کو عطا کر دی ہے
مگر اس سے تو الوہیت ثابت نہین ہوسکتی جب تک کہ آپ یہ نہ ثابت
کرین کہ مسیح مخلوق نہین اور قدرت تخلیق اوسکی ذاتی صفت ہے اور
یہ آپ ثابت نہ کرسکینگے جبتک کہ انجیل مین مسیح کا یہ قول مندرج رہے گا
مین آپ سے کچھ نہین کرسکتا۔

پادری صاحب نے اپنے دعوی پر ایک تو یوحنا ۱ سب چیزین اوس سے
موجود ہوئین پیش کی ہے مگر یہ آیت کلام کی نسبت ہے نہ کہ وہ کلام غیر مجسم
کی نسبت اور ہم تبلا چکے کہ کلام کوئی شخصی ہستی ماسوا اللہ نہین ہے۔

دوسری آیت قلسی ۱ ۱۵ و ۱۶ ہے ہم اسکو موافق ریوائز ڈورشن کے درست
ترجمہ کے پیش کرتے ہین وہ پیارا بیٹا اندیکھے خدا کی صورت اور ساری خلقت کا
پہلوٹا ہے کیونکہ اوسمین سب چیزین پیدا کی گئین آسمانون مین اور زمین
پر دیکھی اور اندیکھی کیا تخت کیا حکومتین کیا ریاستین کیا مختاریان سب
چیزین اوسکے وسیلہ پیدا کی گئین اور اُسکے لیئے وہ سب چیزون کے آگے ہے

مسیح خود فرماتا ہے خلقت خدا نے پیدا کی مرقس ۱۳/۱۹ اوسنے کب کہا کہ مین
خلقت کا خالق ہون ہم پادری صاحب کی پیش کردہ آیت کی نسبت ۔ خدا
پھر یاد دلاتے ہین کہ یہ آیت بیٹے کے حق مین ہے اور آپ خود مانتے ہین
کہ "لفظ بیٹا الوہیت کے ادا کرنے کے لیے نہین ہے" پھر آپ یہ بھی یاد
رکھین کہ یہان مسیح کو ساری خلقت کا پہلوٹا کہکر اوسکے مخلوق ہونے کو
مانا ہے اب اوسکی خدائی اور الوہیت کا خیال کیونکر جم سکتا ہے کیا آپ
کسی مخلوق کے خدا ہونے کے قائل ہوا چاہتے ہین ۔

۳۔ "وہ بے تبدیل ہے"

صفت "بے تبدیل" مختلف درجون کے معنی مین استعمال کی جا سکتی ہے
پس یہ تو کچھ ضرور نہین کہ سواے خدا کے کوئی اور بے تبدیل نہو۔ ہم مانتے ہین
کہ خدا کی شریعت بھی بے تبدیل ہے قانون اخلاق بے تبدیل ۔ نیکی کی جزا
اور بدی کی سزا مین کوئی تبدیلی نہین ہو سکتی ۔ پس مسیح بھی کسی معنی مین بے
تبدیل ہو کر خدا نہین ہو سکتا ۔

پادری صاحب نے عبرانی ۱۳/۸ کے پیش کرنے مین غلطی کی ہے یسوع مسیح
کل اور آج اور ابد تک یکسان ہے تم رنگا رنگ بیگانہ تعلیمون سے ادھر اودھر
دوڑے نہ پھرو کیونکہ یہ بھلا ہے کہ دل فضل سے مضبوط ہو کیونکہ ڈاکٹر
ہمنڈ نیو کوم ۔ اور پی کلرک وغیرہ تثلیثی مفسرین بجا کہتے ہین کہ یہان
یسوع مسیح سے مراد یسوع مسیح کا پاک دین ہے جسکو رنگا رنگ بیگانہ تعلیمو سے

ساری چیزین نئی ہوئین - ۲ قرنتھی ۵ باب ۱۷ اس معنی مین مقدس پولوس نئی انسانیت کا ذکر کرتے ہین جو خدا کی موافق راستبازی اور حقیقی پاکیزگی مین پیدا ہوئی افسی ۴ باب ۲۴ -

واضح ہو کہ کتاب مقدس کی یہ کوئی مشتبہ تعلیم نہین ہے اوسمین ہر جگہ شروع سے آخر تک خلقت کائنات خدا باپ سے منسوب کی گئی ہے وہی اکیلا خالق و مالک و پروردگار عالم ہے ابتدا مین خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا کلام الٰہی یون شروع ہوتا ہے تو ہان تو ہی اکیلا خداوند ہے تو نے آسمان کو اور آسمانون کے آسمان کو اور اونکی ساری آبادی کو اور زمین کو اور جو کچھ اوسپر ہے اور سمندرون کو اور جو کچھ اونمین ہے بنایا تو سبھون کا پروردگار ہے اور آسمانون کا لشکر تیرا سجدہ کرتا ہے نحمیا ۹ باب ۶ اسمین کسی دوسرے خالق و پروردگار کی گنجایش نہین رہی جب اسنے آسمانون کے آسمان کو اور اونکی ساری آبادی کو خلق کیا تو مسیح بھی اونکی ساری آبادی کے ساتھ خلق ہوا جب وہ سبھونکا پروردگار ہے تو مسیح کا بھی پروردگار ہے اور جب آسمانون کا لشکر اوسکا سجدہ کرتا ہے تو مسیح سب پر سبقت لیجاتا ہے وہ اپنے خالق اور پروردگار کو اون سب سے پہلے سجدہ کرتا ہے سب کچھ اوسی زندہ خدا نے پیدا کیا مسیح جسکا بیٹا کہلایا اعمال ۱۴ باب ۱۵ کیا ہم سبھونکا ایک ہی باپ نہین کیا ایک ہی خدا نے ہم سبھون کو پیدا نہین کیا ملاکی ۲ باب ۱۰ اب کیا ضرورت ہے کہ کسی دوسرے کو خالق و پروردگار سمجھکر کلام خالق و پروردگار کی مخالفت کیجاوے

اے۔ متی ۱۱: ۲۷ کوئی بیٹے کو نہین جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہین جانتا
مگر بیٹا اور وہ جسپر بیٹا اوسے ظاہر کرے "۔ شاید آپ بیٹے کو اسلیے ہمہ دان
سمجھتے ہین کہ وہ باپ کو جانتا ہے مگر اول بیٹا خود کہتا ہے کہ باپ کو وہ بہی
جانتے ہین جنپر بیٹا اوسے ظاہر کرے تو اس صورت مین ایماندار بہی ہمہ دان
ہوسے جاتے ہین مگر پادری صاحب اس سے بچنا چاہینگے پر وہ منطق ہی
ایسا ہے ہم کیا کرین اور وہ کیا کرین۔
دوم۔ آیت بیٹے کے حق مین ہے اور پادری صاحب بیٹے کی ہمہ دانی کا
دعوی کرتے ہین حالانکہ یہ بہی آپ کو تسلیم ہے کہ "لفظ بیٹا الوہیت کے ادا
کرنے کے لیے نہین "۔ اور اگر اس بات نے آپکو شبہ مین ڈالا ہے کہ
کوئی بیٹے کو نہین جانتا مگر باپ تو آپ مقدس پولوس سے رجوع کرین
جو کوئی خدا سے محبت رکہتا ہے وہ اوس سے پہچانا جاتا ہے افرنہ شاید
آپ نے مسیح کے کلام کو بہی مقدس رسول کے اس کلام سے مقابلہ نہین فرمایا
اب جو تمنے خدا کو پہچانا بلکہ خدا نے تمکو پہچانا گلتی ہیخدا کا کلام اپنا مفسر آپ ہے
۲۔ مسیح کہتا ہے مین وہی ہون جو دلون اور گردون کا جانچنے والا ہون مکا
۲۳ پادریصاحب نے ہمہ دانی کے حلقہ کو ایسا محدود سمجھ لیا ہے کہ اوسکو
دلون اور گردون پر منحصر کر دیا اے صاحب ہمہ دانی دلون اور گردون سے
بہی کہین آگے ہے دل اور گردے اوسکی عملداری مین ایک ذرہ سے
کمتر ہین۔ آپکا تصور ہمہ دانی بہت ہی تنگ ہے ہمہ دانی سے کوئی علم باہر نہین

الگ کیا ہے شارع کا نام شریعت کے لیے محاورہ مین استعمال ہوتا ہے
چنانچہ مسیح نے اپنی تمثیل مین خود اس محاورہ کو استعمال کیا اُنکے پاس موسیٰ
اور انبیاء ہین چاہیے کہ اونکی سُنین لوقا ۱۶ باب ۲۹ مراد موسیٰ کی شریعت اور انبیاء
کی شریعت ہے اسی طرح مسیح کے دین اور شریعت کے لیے مسیح کا نام لیا
وے یسوع مسیح (یعنی اوسکا دین) سکھلانے اور منادی کرنے سے باز نہ آئے
اعمال ۵ باب ۴۲ (دیکھو انگریزی)
دوسری آیت کو پادری صاحب کچھ اضافہ کرکے پیش کرتے ہین اور اسلئے
غلطی مین پڑتے ہین وہ بیٹے کی بابت کہا ہے اے خداوند تو نے ابتدا مین
زمین کی نیو ڈالی عبرانی ۱ باب ۱۰ ،، حقیقت مین یہ آیت بیٹے کے حق مین نہین
اور نہ یہ اس طرح شروع ہوئی "وہ بیٹے کی بابت کہتا ہے" مین اس آیت پر
صفحہ پر پوری بحث کرچکا ہون ۔
یاد رکھنا چاہیے کہ تمام انجیل شاہد ہے کہ مسیح دراصل بے تبدیل نہ تھا جسطرح
کہ خدا ہے مسیح اون تمام تبدیلات کا مطیع ہوا جو مخلوقی اور انسانی فطرت
کے لیے لازمی ہین ۔ مسیح اسلئے تھا ادنی ہوا پیدا ہوا مرا اور زندہ ہوا دنیا مین
درد و مصیبت برداشت کیے پھر اس سب کے صلہ مین خدا نے اُسے بہت
سرفراز کیا اور وہ اوس مرتبہ پر پہونچ گیا جس تک وہ کبھی نہ پہونچا تھا ۔ پھر بھی
مسیح کو بے تبدیل کیا جائیگا!

یہ ۔ وہ وہ ہمہ دان تھا ،،

۵ ”وہ حاضر و ناظر ہے“

پادری صاحب اسکے ثبوت مین متی ۱۸ باب ۲۰ اور ۲۸ باب ۲۰ پیش کرتے ہین۔ افسوس پادری صاحب کی کمزوری اونکو ذلیل کر رہی ہے ناحق اونہون نے ہمارا جواب لکھنے پر کمر کسی ہم اپنے رسالہ صفحہ ۶۵ مین اونکے جملہ دعاوی کی نسبت ”وہ حاضر و ناظر نہ ہونے کی تردید کر چکے ناحق اونہون نے پیٹنے کی کیل پر لات ماری

اب تو پادری صاحب غضب ڈھا چلے ہماری ایک نہین سنتے صرف اپنی کہتے ہین کہ ”مسیح نے یوحنا ۱۵ /۱۷-۳۰ مین نہایت صفائی سے اپنی الوہیت کا بیان کیا“ ہم اونکے اس بے بنیاد دعوی کا ابطال رسالہ تنقیح صفحہ ۲۲-۲۴ مین کر چکے ہم وہی شکایت پھر کرتے ہین کیونکہ وہ یوحنا ۵ باب ۲۲ کو پیش کرتے ہین اور ہمارا جواب نہین دیتے جو صفحہ ۳۳-۳۶ مین مرقوم ہے دیکھو مسیح کیا کہتا ہے ”باپ نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی“ دیکھو بیٹا عدالت کریگا اور نفقہ بیٹا الوہیت کے اظہار کے لیے نہین آیا، پھر عدالت باپ سونپتا ہے سونپی ہوئی چیز ذاتی و اختیاری چیز نہین بلکہ اوس قسم کی ہے جو دی جا سکتی ہے خدا کو کسی نے عدالت دی نہین ورنہ وہ خدا کیسا اب ہم کیا کہین عیسائی بہائیو اگر تمکو حق اور انصاف مدنظر ہے اگر تمکو خدا کا خوف ہے اگر تم اپنے لیے آپ سوچتے ہو اگر تمہارے دل مین انجیل کی عظمت ہو اگر تم خداوند مسیح کو سچا جانتے ہو تو تمکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ نہ مسیح ازلی ہے نہ قادر مطلق

نہ ہمہ دان اور نہ حاضر و ناظر وہ ایک رفیع الشان مخلوق ہے جو باپ سے زندہ ہے

مسیح فرماتا ہے مجھکو اوس گھڑی کا علم نہین مرقس ۱۳ باب ۳۲ ہمہ دان کو اوس
گھڑی کا علم نہو! بہلا کچھ تو اوسکی تفسیر کیجیے اور ڈگمگاتے دلون کو تہامیے
یہان مسیح کی الوہیت کے ایمان کی کشتی ڈوبی جاتی ہے - ہمہ دان خدا اور
پہر قیامت کی گھڑی سے ناواقف - رہا دلون کے خیالات جانچنا اِس
قسم کی قوت انسان کو عطا ہو سکتی ہے مسیح کے ہمعصر بہی قائل تہے کہ
انبیا کو ایسی قوت حاصل ہوا کرتی ہے دیکہو لوقا ۷ باب ۳۹ اور یوحنا ۴ باب ۱۹ و ۲۹
و ۳۴ - اے خداوند تو سب کچھ جانتا ہے یوحنا ۲۱ باب ۱۷ آپ اِس آیت پر میرے
رسالہ صفحہ ۶۳ و ۹۱ کو دیکہین کیونکر آپ اِس سے چشم پوشی کر گئے مین حیرت مین
ہون - آپ تو جواب لکہتے ہین - یہ سچ ہے کہ جو جو اختیارات اور طاقتین مسیح کو
باپ کی طرف سے عطا ہوئین ہم اونکا شمار نہین کر سکتے مگر ہمکو خدا کا کلام
تبلاتا ہے کہ اوس قسم کی طاقتین مسیح کے سوا اَور مخلوقون کو بہی عطا ہو چکی
ہین چنانچہ یوآب داؤد بادشاہ سے کہتا ہے کہ تو دانشمند ہے جسطرح خدا کا
فرشتہ دانشمند ہے کہ جو کچھ زمین پر ہوتا ہے اوسے دریافت کرے -
۲ سمو ۱۴ باب ۲۰ مقدس پطرس کو حنانیا اور صفیرا کے دل کا حال معلوم ہو گیا تہا
اعمال باب ۵ مسیح کے قدیمی شاگردون کو روحون کے پہچاننے کی قدرت تہی
اقرنتی ۱۲ باب ۱۰ مسیح کو یہ قدرت سب سے اعلے درجہ پر حاصل تہی یہ ہمہ دانی ہرگز
نہین یہ سب اسلیے تہا کہ خدا نے یسوع ناصری کو روح قدس اور قدرت
سے ممسوح کیا اعمال ۱۰ باب ۳۸ -

دیکہو یوحنا ۱۷: ۲-

۲- ”یوحنا ۱۷: ۳ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وے تجہکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تونے بہیجا ہے جانین،، اگر کوئی اپنے کان بند نہ کرلے تو اوسکو اس آیت کے ہر لفظ سے یہ صدا سنائی دیگی کہ مسیح خدا نہین سچا خدا اکیلا باپ ہے اور اُس اکیلے سچے خدا مین ایک اقنوم ہے یعنے باپ نہ تین اقنوم مجہے یقین ہے کہ اگر کوئی ایماندار تنہائی مین دعا کے ساتہ خوف خدا سے غور و فکر سے عقیدون کی طرف پشت کرکے آسمان کی طرف آنکہ اُٹہا کر صرف ایکبار اوس آیت کو پڑہے تو وہ ضروری توحیدی ہوجاوے یہ وحدت الٰہی و رسالت مسیح کی واضح تعلیم ہے اسے حیات ابدی کے بہوکہو اور پیاسو اس ایمان کو قبول کرو۔

۳- ”۱ یوحنا ۵: ۲۰ مین بیان کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح کو خدا سے برحق اور ہمیشہ کی زندگی جانین،، سو بس ہو چکی نماز مصلے اوٹہائیے۔ ایسے جواب لکہنے کی ضرورت کیا تہی پادری صاحب کو اس قسم کے جواب لکہنے کا یہ پہلا موقع ہے اگر آپ کو یہ کہنا تہا تو آپ نے ہماری بحث مرقومہ ۱۲ الی ۱۸ کو پہلے رد کیا ہوتا پہر اس آیت کو ثبوت الوہیت مسیح مین پیش کرتے۔

۲ ”کل عالم کا اختیار و انتظام،،

۱- ”متی ۲۸: ۱۸ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجہے دیا گیا،، بہلا دیے ہوے اختیار کو رکہنا اور خدائی کا دعوے کرنا یہ تو آپ ہی کے ذہن مین آسکتا ہے

(یوحنا ۵ باب ۲۶) جو خدا کی قدرت سے جیتا ہے (۲ قرنتیوں ۱۳ باب ۴) اور بیشک خدا تعالی
قادر مطلق نے اسکو اپنی کل کائنات پر مرتبہ عطا کیا ہے اگر کوئی دیدہ و دانستہ
اسمین کچھ بڑھاوے تو خدا اون آفتون کو جو اس کتاب مین لکھی ہین اسپر
بڑھاویگا اور اگر اوسمین سے کچھ کم کرے تو خدا اوسکا حصہ کتاب حیات سے
نکال ڈالیگا خدا نہ کرے کہ ہم مین سے کوئی اوس ہولناک خطرہ مین جا پڑے
اے مسیح ہم تجھکو خدا نہین مانتے کیونکہ تو نے آپکو خدا نہین کہا بلکہ باپ کو
اکیلا سچا خدا کہا ہم تجھکو خدا کا ہمسر اور خدا کے برابر نہین مانتے کیونکہ تو نے
خود فرمایا کہ میرا باپ مجھسے بڑا ہے۔

اب پادری صاحب ایک اور دعوی کرتے ہین کہ مسیح کو وہ کام منسوب
کیے گئے ہین جو خدا کے سوا اور کوئی مخلوق کر نہین سکتا،، مگر جبکہ ہم یہ
ثابت کر چکے کہ مسیح "قایم بالذات،، نہین کہ وہ مخلوق ہے تو اب جو کام
مسیح سے منسوب کیے جاتے ہین وہ ضرور مسیح سا مخلوق کر سکتا ہے اور
اسمین تکرار کی گنجایش نہین پر ہم آپ کی ہر ایک دلیل جانچتے ہین۔

ا "ہمیشہ کی زندگی،،

ا۔ "یوحنا ۱۰: ۲۸ مین اونہین ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہون،، مگر مسیح اپنے
ذاتی اختیار سے یہ زندگی کسی کو نہین بخش سکتا یہ اختیار بھی اسے خدا نے
دیا ہے وہ دعا مین باپ سے عرض کرتا ہے تو نے اسے سب جسمون پر
اختیار دیا تاکہ وہ اون سب کو جنہین تو نے اسے بخشا ہمیشہ کی زندگی

مگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کونسا خیال درست ہے ؟ جملون کا حقیقی ترادف
تو اوسی شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے جسکی طرف اس سے پہلے جملہ اوسکی
ماہیت کے بین کرتا ہے مگر عہد جدید مین اسمار اشارہ کے مرجعون کی نسبت
اس قسم کے ترادف و تناسب کا لحاظ نہین کیا جاتا - ایسی ہر حالت مین مرجع
کا تعین سیاق عبارت مضمون سے ہو سکتا ہے تاہم اوسی خیال کو قبول
کرتے ہین جو جملون کے حقیقی ترادف سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ سیاق عبارت
اور مضمون ہر دو سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے ترجمہ مین دو جگہ اوسکا
مرجع باپ ہے تیسری جگہہ بھی ویسا ہی کیون نہین -
پر اگر پادری صاحب خواہ مخواہ اپنے خیال پر اڑے رہین تو ہم اونکو یاد
دلائینگے کہ کوئی قدرت اپنی اصل مین مسیح کی ذاتی اور اپنی نہین ہے بلکہ
خدا کی طرف سے بخشی ہوئی - جتنی قدرتین ہمکو حاصل ہین وہ سب ہماری ہین
کیونکہ ہمکو حاصل ہین مگر اونکا ماخذ ہماری ذات نہین بلکہ خدا کی مہربانی ہے
کیونکہ ہر ایک کامل انعام اوپر ہی سے ہے ایسا ہی مسیح کا حال ہے وہ
کہتا ہے سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے پس حقیقی الوہیت مسیح کی کیونکر
ثابت ہو سکیگی -

۳ " دنیا کی عدالت "

پادری صاحب بصد آرزو آتیین پیش کرتے ہین مگر خود نہین دیکھتے کہ :
وہی آتیین ہین جنسے الوہیت مسیح کا ابطال ہوتا ہے -

مسیح تو یہی کہتے رہے میرا باپ مجھسے بڑا ہے۔

۲۔ "دفلس ۱: ۱۷، اوہ سب کے آگے ہے اور اُس سے ساری چیزین بحال رہتی ہین" اس آیت پر صـ۱۱۲ـ مین بحث ہو چکی۔

۳۔ "عبرانیون ۱: ۳ وہ اوسکے جلال کی رونق اور اوسکی ماہیت کا نقش ہوکے سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے" کچھ بحث اس آیت پر تنقیح صـ۳۳ـ مین ہوئی یہان ہم یہ تبلاتے ہین کہ قطع نظر اس امر کے کہ مسیح کی ہر قدرت باپ کا عطیہ ہے پادری صاحب کا اُردو ترجمہ بھی غلط ہے اصل کا ترجمہ یون ہے اور انگریزی کی بالکل مطابق "وہ اوس کے جلال کی رونق اور اوس کے ماہیت کا نقش ہوکے سب کچھ اوس کی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے" اپنی ہی قدرت نہین بلکہ اوس کی قدرت یعنی باپ کی اسکے لیے ڈاکٹر ڈاوسج وغیرہ کی سند موجود ہے یہ معاملہ ترجمہ کا نہین بلکہ تفسیر کا ہے جو تبا سکتی ہے کہ اوس کا مرجع کون ہے وہی جسکا جلال اور جسکی ماہیت کا نقش مسیح کو کہا یا خود مسیح چنانچہ کالون جو اوس کا مرجع مسیح کو مانتا ہے تسلیم کرتا ہے کہ ترکیب کے لحاظ سے اوسکا مرجع دونون ہو سکتے ہین ڈاکٹر ہنری الفورڈ اپنی تفسیر مین دونون خیالون کو پرکھ کر اوس کا مرجع ضعیف نبیاد پر مسیح کو سمجھتے ہین مگر مخالف قول کی تائید مین وہ فرماتے ہین "اوسکی قدرت کے کلام سے (اوسکی قدرت کسکی؟ خود اپنی یا باپ کی؟) اخیر خیال سکندریا کے سائرل کا ہے اور نیز گروشیش کا۔۔۔

[illegible] ہین اور ہم اپنے بہائیون کی توجہ اِس طرف مبذول کرنا چاہتے ہین
کہ وہ بیگناہی مسیح کی عظمت کا سبب نہین ہے بیگناہی نے کسی انسان یا
فرشتے کو خدائی درجہ نہین دیا اور نہ یہ ہو سکتا ہے نہ اِس جہان مین اور
نہ آنے والے جہان مین چنانچہ دیکھو جب آدم کو خدا نے بنایا تو وہ پاک
اور بیگناہ تہا مگر اوس بیگناہ آدم کو ویسے اختیار و قدرت اور علم دیے
جانے کا کوئی ذکر نہین جیسے مسیح کی بابت مرقوم ہین" ہم بہی اسپر صاد
کرتے ہین بیگناہی کسی کو خدائی درجہ نہین دے سکتی۔
اِسکے بعد پادری صاحب نے دو چار آیتین بے ٹہکانے پیش کر دی ہین
جنکا صحیح مفہوم ہم عرض کرتے ہین۔
ا۔ مسیح کو بادشاہون کا بادشاہ اور خداوندونکا خداوند کہا مکا ۱۹: ۱۶۔ دنیا کے
بادشاہون کو یہ لقب دیے گئے ہین شاہنشاہ بادشاہون کے بادشاہ کو
کہتے ہین پوپ صاحب کا لقب وہ بادشاہونکا بادشاہ اور خداوندونکا خداوند
ہے کیونکہ کسی وقت دنیا کے بادشاہ حاکم اور خداوند اوسکے مطیع تھے۔
سیاسٹرس شاہ مصر کا یہی لقب تہا نبوخدنصر کو بادشاہون کا بادشاہ کہا ہے
ڈانیل ۲: ۳۷ میں بادشاہ کو یہ بادشاہی اور خداوندی اوس بادشاہ نے
دی ہے جو الٰہون کا الٰہ اور بادشاہون کا خداوند ہے (دانیل ۲: ۴۷) ان
اوس بادشاہ نے جسکا نام رب الافواج ہے (یرمیاہ ۴۶) خدا نے اوسی
[illegible] بادشاہ اور خداوند مسیح بہی کیا گیا ہے مگر یہ تمام جاہ و جلال جو مسیح کو حاصل ہے

اورساری عدالت بیٹے کو سونپ دی گئی (یوحنا ۵: ۲۲) یہ وہی ہے جو خدا کی طرف سے مقرر ہوا کہ زندون اور مردون کا انصاف کرنے والا ہو (اعمال ۱۰: ۴۲) بہلا خود دیکھو تو مسیح عدالت کے لیے مقرر کیا جاتا ہے عدالت اسکو سونپی جاتی ہے اور آپ اسکو خدا ثابت کرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ جو خدا سے انعام پاوے اور اختیار حاصل کرے اوسکی خدائی کا اعتقاد کرنا کیسا دل ودماغ کو ذلیل کرنا ہے عدالت کرنے کا اختیار مسیح کے شاگردون کو بہی ہوگا وہ تمسے مسیح کہتا ہے کہ جب نئی خلقت مین ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تم بہی بارہ تختون پر بیٹھوگے اور اسرائیل کے بارہ گروہون کی عدالت کروگے متی ۱۹ کیا تم نہین جانتے کہ ہم فرشتون کی عدالت کرینگے اقرنتی ۶۔

علاوہ اس آیت کے پادریصاحب دو (زبور ۴۵: ۶) کو بہی مسیح کی شان مین پیش کرتے ہین ہم پادریصاحب کے اضطراب پر ترس کہاتے ہین اس بحث مین ناظرین ہمارا رسالہ تنقیح مسئلہ دیکہین دیکہو پادری صاحب کیسی چپ سادہے ہین مگر ہماری کتاب کا جواب بہی لکہنا فرض ہے۔

مگر بزرگ پادری صاحب نے اس مقام پر جو بیگناہی مسیح کی نسبت بہی اپنے محققانہ خیالات کا اظہار کیا ہے عام عیسائی اپنے ذہن کی غلطی سے مسیح کی بیگناہی کو بہی کوئی دلیل الوہیت مسیح کی سمجہتے ہین مگر پادری صاحب

[illegible] باپ نے جسکا خدا کو کوئی [illegible] بیان کیا۔

باب چہارم

بجواب "چوتھا باب تثلیث فی الوحدت"

پادری صاحب نے اس باب مین اس درجہ اختصار کو روا رکھا کہ تثلیث کے مسئلہ پر تین کالم بھی نہ لکھے۔ جو کچھ ہمنے رسالہ کے باب ہفتم مین عرض کیا تھا اوسکی کسی بات کی تردید مین دم نہ مارا حالانکہ وہ ایسی اہم بحث تھی کہ اگر اوسکی تردید نہ کیجاوے تو تثلیث کا ایمان بحال ہی نہیں رہ سکتا۔ منجملہ اور دلائل کے ہمنے یہ بھی عرض کیا تھا اور پادری صاحب خاموش رہگئے کہ "جب ہم اس مسئلہ کے لیے انجیل پر مجموعی نظر ڈالتے ہین تو دیکھتے ہین کہ جسطرح توحید کی تعلیم سے انجیل جلیل پر ہے اوسی طرح اس تعلیم کثرت فی الوحدت سے خالی ہے یہ مسئلہ اس حد تک غیر انجیلی ہے کہ اوسکے اظہار کے لیے جو الفاظ و تصورات لازمی ہین اونمین سے ایک بھی انجیل کے نورانی ورقون مین نہین ملسکتا "تثلیث" "اقانیم کی یگانگت" "خدا بیٹا اور خدا روح القدس" وغیرہ اسی قسم کے ہین کیا ممکن کہ جسطرح ہم توحید الٰہی کی تعلیم کو انجیل ہی کے الفاظ مین بیان کرسکتے ہین "خداوند تیرا خدا ایک خداوند ہے کوئی خدا نہین مگر ایک ہمارا ایک خدا ہے یعنی باپ جسکو اکیلا سچا خدا جانین" اوسی طرح تثلیث کی تعلیم کو بھی بیان کرسکو ہرگز نہین" [illegible] پادری صاحب بیان چپ ہین ایک

کیا ہے ... کچھ نہین مگر ایک ادنیٰ سی تعظیم اوس شہنشاہ عرش نشین کی
ہے جو فرماتا ہے آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے پاؤن رکھنے کی چوکی

۲- وہ خدا اور برے کا تخت اوسمین ہوگا اور اوسکے بندے اوسکی بندگی
کرینگے اور وے اوسکا منھ دیکھینگے اور اوسکا نام اونکے ہاتھون پر ہوگا
مکا ۲۲: ۳ و ۴ ۔ پادری صاحب نے عجلت مین بغیر غور کیے ہوے اِس
آیت کو مسیح کے شان مین سمجھ لیا پر حقیقت مین یہ سب خدا کی شان مین
ہے نہ کہ برے کی کیونکہ وہ بندے اوسی کے ہین جسکا منھ دیکھینگے اور جسکا
نام اونکے ہاتھون پر ہوگا اور اوسی کی بندگی کرینگے مگر دیکھو اور پڑھو کہ
اونکے ہاتھون پر کسکا نام لکھا ہوا ہے مکاشفہ کا مصنف کہتا ہے اونکے
ہاتھون پر برے کے باپ کا نام لکھا تھا ۱۴: ۱ پس برے کے باپ کی بندگی
کرو نہ کہ برے کی۔

۳- برہ جو ذبح ہوا اوس لائق ہے کہ قدرت اور دولت اور حکومت اور طاقت
اور عزت وجلال اور برکت پاوے مکا ۵: ۱۲ و ۱۳ - یہ سب سچ ہے ہم بھی
اسپر آمین کہتے ہین برہ اسکا مستحق ہے کیونکہ اوسنے سب سے زیادہ
فرمانبرداری کی اپنے تئین سب سے زیادہ پست کیا اسی واسطے
خدا ہی نے اوسے بہت سرفراز کیا اور اوسے ایسا نام جو سب نامون سے
بزرگ ہے بخشا تا کہ ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے
خدا باپ کا جلال ہووے فلپی ۲ باب ... مگر مسیح خدا نہین کیونکہ یہ اعلیٰ مرتبہ

صاف طور سے نہین معلوم ہوا کہ پادری صاحب کا اصلی عقیدہ تثلیث کے بارے مین کیا ہے مگر اونکے مضمون "دیسی یونیٹیرین" مطبوعہ نور افشان ۶- اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء کو پڑھکر متفرق و مشتبہ کلمات رسالہ کا اصلی مقصود عیان ہوجاتا ہے چنانچہ آپ اوسمین "باپ بیٹا اور روح القدس" کی نسبت فرماتے ہین کہ "انجیل مین انکو ملاکر تبلایا نہین گیا کہ یہ تینون خدائی مین کیونکر ایک ہین واحد خدا مین تین جداگانہ شخص ہین یا کہ یہ واحد خدائی کے تین جداگانہ ظہور ہین" جس سے معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک انجیل مین واحد خدا کی تعلیم تو موجود ہے اور ہم بہی اسے مانتے ہین مگر باپ بیٹا روح القدس کی نسبت انجیل سے نہین معلوم ہو سکتا کہ وہ فرداً فرداً خدائے واحد کے ظہور ہین یا الوہیت کے جداگانہ اشخاص۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ واحد خدا کا کوئی ظہور جداگانہ شخص نہین ہو سکتا بلکہ وہ اوسی واحد شخص کا ظہور گردانا جائیگا اور یہ نفی شخصیت اقانیم ثلثہ کرتی ہے جسکی رو سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ الوہیت و خدائی "باپ بیٹا و روح القدس" سے ورے ہے یہ تینون خدا نہین بلکہ واحد خدا کے مختلف ظہور و تعین ہین مگر پادری صاحب "باپ بیٹا اور روح القدس" کو ظہور نہین کہہ سکتے اور نہ وہ ان تینون کو یا اونمین سے کسی کو "جداگانہ شخص" کہہ سکتے ہین کیونکہ "انجیل مین یہ تبلایا نہین گیا کہ یہ واحد خدا مین تین جداگانہ شخص ہین یا کہ واحد خدائی کے تین جداگانہ ظہور ہین" پس جب پادری صاحب انجیل کی بناپر

لفظ منھہ سے نہین نکالتے ہمارے چیلنج کے قبول کرنے کی جرأت
نہین رکھتے کیونکہ جیسا وہ قبول فرما چکے "انجیل مین تعلیم توحید مقدم ہے
اور اِس امر مین توریت وانبیاء سابق کو قائم کرتی ہے" (ریویو براہین ص۱۹۱)
پس کیونکر کسی غیر مقدم تعلیم مثل تثلیث کے لیے انجیل کے الفاظ لائے
جا سکتے ہین دیکھو ہم مقدم تعلیم انجیل و توریت و انبیاء پر جاندادہ ہین تم بھی
اسی پر کیون فدا نہین ہوتے -
یہ تو مسئلہ تثلیث کی مجموعی حالت تھی پھر باب ششم مین ہمنے روح القدس پر
بحث کر کے دکھلایا تھا کہ روح القدس نہ شخص ہے اور نہ خدا ہے اقنوم ثالث
پادری صاحب وہان بھی چپ ہین مگر ہماری کتاب کا جواب لکھتے ہین پادریو
یہ جواب کیسا ہے عیسائیو انصاف کرو منصفو ذرا داد دو -
مسیح کی الوہیت کی نفی مین جو جو دلائل ہمنے پیش کیے تھے وہ پادری صاحب
کے ٹالے نہ ٹلے پس تثلیث کا دعوی کیسا رہا اور ہم پھر کہتے ہین جیسا پہلے
کہا تھا کہ ہمنے ثابت کر دیا کہ نہ خدا ونہ مسیح خدا ہے اور نہ روح القدس اِس
بحث سے مسئلہ تثلیث کا پورا ابطال ہوجاتا ہے کیونکہ تثلیث کا دوسرا
اقنوم مسیح کو مانتے ہین اور تیسرا اقنوم روح القدس کو تو اب صرف توحید
مطلق کے ایک اقنوم یعنی باپ کی الوہیت انجیل سے ثابت رہی ہم اُسی کو
اکیلا سچا خدا مانکر مقدس پولوس کے ہمزبان اقرار کرتے ہین کہ ہمارا ایک خدا
ہے جو باپ ہے ۱ اکر ۶:۸ ہمنے پادری صاحب کے رسالہ کو پڑھا مگر اُس سے

اونکے کلام کو مین درک کرسکتا ہون مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باپ اور کلمہ
ایک ہی شخص سمجھتے ہین اور روح القدس بہی وہی شخص ہے یعنی وہ ایک شخص
واحد کے جسکو وہ خدا سمجھتے ہین تین ظہورون کے معتقد ہین نہ کہ ایک ماہیت
آلہی مین تین آلہی شخصون کے - اور اس طور وہ کسی ادنے درجہ کے توحیدی
مین ثلیثی جامہ مین وہ کہ اعلی درجہ کے ثلیثی جیسا لوگ اونکو فرض کرتے ہین
مین امید کرتا ہون کہ پادری صاحب اگلی مرتبہ اپنے عقیدہ تثلیث کو ذرہ زیادہ
کہل کر بیان فرمائینگے اور اپنے اقوال کی موافق تفسیر بہی سنائینگے اور اگر
میرا قیاس اونکی بابت غلط ہو تو وہ اوسکی مناسب اصلاح بہی فرمائینگے -
مین افسوس کرتا ہون کہ پادری صاحب اپنے خیالات درباب تثلیث ایسے
گول گول بیان کرنا پسند کرتے ہین (یا تثلیث کے خیالات کے اظہار کے لیے
گول گول بیان لازمی ہے) کہ ایک خیال دوسرے کی ضد مین پیش کیا جاسکتا ہے
حقیقت یون ہے کہ انجیل کی سادگی کے باہر جہان انسان نے قدم رکہا
وہان اوسنے اپنے دینی خیالات کے اظہار کے لیے بجاے انجیلی الفاظ کے
اپنے وضعی و مصنوعی الفاظ اختیار کیے وہین ہر قدم پر ٹہوکر لگتی ہے
ٹہاکر داس صاحب کی تحریر جسپر شاہد ہے - یہ تثلیث کے حامی خواہ کسی
قسم کی تثلیث کیون نہ مانین ظہوری یا شخصی کیون اپنے اعتقادات
کے لیے انجیلی الفاظ اور انجیلی عبارت مثل توحیدیون کے نہین لاتے
اسلیے کہ اونکا عقیدہ انجیلی نہین بلکہ " اونہون نے کونسلین کرکرکے اوس

باپ بیٹا اور روح القدس،، کو نہ وہ تین جداگانہ ظہور،، کہہ سکتے اور نہ وہ تین
جداگانہ شخص،، اور کوئی تثلیث جسکی عقائد مروجہ کو ضرور ہے بغیر تعین وہ تین
جداگانہ شخص،، کے نہین بن سکتی ہو تو معلوم ہوا کہ نہ پادری صاحب کسی
ایسی تثلیث کے قائل ہین جسکی تصریح عقائد مین ہو اور نہ کسی ایسی تثلیث کے قائل ہین
جسکا ذکر انجیل مین ہو کیہی اگر وہ اب بہی کس تثلیث کی قائل ہون تو ایسی تثلیث کی قائل
ہونگی جو نہ عقیدہ مین ہو اور نہ انجیل مین اور یہ حالت بدترین ہی۔ مگر پادری صاحب کی اس
اضطراب سے اہل تحقیق پر اسقدر تو روشن ہو جائیگا کہ انجیل مین خدائے
واحد کی تعلیم تو بیشک بصراحت آئی ہے مگر تثلیث کی تصریح یا اوسکی توضیح
اوسمین ندارد ہے پس کیون وہ لوگ جو انجیل کو اپنی بناء ایمان تسلیم کر چکے
ہین تثلیث سے انکار کرکے توحید کو اختیار نہ کرین۔

پادری صاحب اس آخری باب مین فرماتے ہین کہ وہ خدا نے اپنے تئین
باپ بیٹا اور روح القدس کرکے ظاہر کیا اب اگر وہ تینون مین خود ہی ہو یا کہ
وہ خود ہی یہ تینون نہووے تو یہ اوسکے ظہور نہین ہو سکتے،، یعنی ان تینون مین سے
کوئی بہی خدا نہین انہین سے ہر ایک اور یہ تینون خدائے واحد کے ظہور
ہین۔ قبل اسکے پادری صاحب یہ بہی فرما چکے تھے کہ وہ خدا کی روح اور مسیح
اور خدا ایک ہی ثابت ہوتے ہین،، صفحہ ۳۳ اور یہ کہ وہ مسیح نے اپنے مین کوئی
غیر شے بیان کی ہے اوسکو لفظ باپ سے بیان کرتا ہے،، صفحہ ۱۱۰ اور پھر یہ کہ
وہ مسیح مین جو الوہیت ہے اوسکا نام کلمہ رکہا گیا،، صفحہ ۱۱۹ جس سے جہان تک

بھی مانین کہ ایک خدا ہے جو باپ ہے اگر مسیح اور پولوس سچ کہتے ہین کہ باپ
اکیلا سچا خدا ہے تو آپ سچ نہین کہتے کہ ''باپ بیٹا اور روح القدس ایک خدا ہی''

باب پنجم

بجواب سید رسالہ مسیح عمانوئیل

ہمین ناصری فرقے کی تاریخ پر مختصر بحث اور پادری صاحب کے ثیالاثا غیر تاریخی
کی تردید ہے -

پادری صاحب نے اپنے رسالہ کے شروع ہی مین ہم پر طعن کیا ہی کہ ''مسیح
کی الوہیت سے انکار کرنا یہودیون کی عادت رہی ہی اور جن جن لوگون مین انکا
یہ خمیر پڑا انھون نے بھی ویسی ہی مخالفت دکھائی '' مسیح کی الوہیت کا انکار یہود کا
خمیر سے منسوب کرنا ایک حقیقت ہی جسکو ہم فخریہ تسلیم کرتے ہین کیونکہ سچی تعلیم توحید
کی یہودیون نے پائی جبکہ گرد نواح کے بت پرست اوتارون اور تثلیثون پر
گرویدہ ہورہی تھے - انکا مورث اعلے ابراہیم اس کا پیرو تھا اونکا پہلا الہی صحا
شریعت موسی اسکا واعظ تہا مسیح بھی یہودی تہا اُسنے بھی توحید کی حمایت
کی اور بڑے زور شور سے کی جب باپ کو اکیلا سچا خدا کہا اور خدا کی وحدت کو
سب حکمون مین اول حکم تبلایا اوسکے رسول یہودی تھے اسکے پہلے شاگرد
یہودی تھے جو ہمیشہ اس توحید کا نعرہ بلند کئے رہے کوی خدا نہین مگر ایک
خدا ہی جو باپ ہی پھلا کہو ہم اپنے عقیدہ کے اس باعظمت نسبت نامہ سے کیون شرمانے
لگے وہ ہم قبول کرتے ہین کہ ہم مین ''یہ یہودی خمیر'' خوب سرایت کر گیا ہے

خداے واحد کی پرستش کے ساتھ (اقانیم ثلثہ) کی پرستش کو روا کر لیا" ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۰ جسکی بدولت وہ خواہ مخواہ اپنے عقیدے کے منبع کی طرف عود کرنے پر مجبور ہوتے ہین - اسپر بہی پادری صاحب مجہکو فہمایش کرتے ہین "جو کچھ مسیح اکبر نے تثلیث فی الوحدت کے برخلاف لکہا ہے وہ خود ہی اوسکی تردید کرین" پادری صاحب بامذاق آدمی ہین مین اونکی خوش طبعی کی داد دیتا ہون - اے حضرت اگر روے زمین پر اسکی تردید ممکن ہوتی تو آپ ہی کیا کم تہے آپ فرماتے ہین "اگر باپ بیٹے اور روح القدس مین کوئی الہی ذات کا بھید نہ ہوتا تو اونکو علیحدہ کرکے ایک ایک کو الوہیت منسوب نہ کی جاتی اور نہ یکسان اکٹھے بیان کیے جاتے (متی ۲۸ و ۲ قر ۱۳) " یہ آپکا محض دعوٰے ہے جسکی دلیل نہ آپ کی پاس ہے اور نہ آپ سے پہلے کسی کے پاس تہی آپ کے اس قول کے ابطال مین اور رد متی ۲۸ و ۲ قر ۱۳) کی تفسیر صحیح مین آپ میرا رسالہ صفحہ ۱۴۵-۱۵۱ ملاحظہ فرماوین اور اگر اب بہی اوسکا کوئی جواب حیطہ امکان مین ہو تو پیش کرین اور یہ جو آپ فرما رہے ہین کہ "یہ تو ضرور ماننا ہے کہ باپ بیٹا اور روح القدس ایک خدا ہے" یہ ضرورت آپکے سر پر کسنے رکہی انجیل پر تو یہ اتہام لگا نہین سکتے رہے عقیدے تو ہان آپ پادری ہین او ر تثلیثی پادری ماننا ہی پڑینگے مگر اسمین آپ آزاد ہو سکتے ہین بشرطیکہ آپ مسیح کی سنین اور صرف باپ کو نہ کہ بیٹے اور روح القدس کو اکیلا سچا خدا جانین اور مقدس یوحنا

اوّل پادری صاحب کہتے ہین کہ فرقہ ناصری "دوسری صدی عیسوی مین جاری ہوا"، یہ بالکل غلط ہی بینے موافق صحیح تاریخ کے رسالہ تنقیح صفحہ ۱۱ مین اِس فرقہ کو "یہودی عیسائیون کا ایک بہت قدیم فرقہ" کہا تہا اور بہت قدیم اسلیے کہا کہ اُس فرقہ کا کوئی شروع بجز شروع عیسویت کے پیدا نہین اور نہ اُنکی موجد و ہادی کا نام بجز یسوع ناصری کے تاریخ بتلاتی ہی۔ اونکی قدامت پر اونکے سچے عیسائی ہونے پہلی سند ہم انجیل کی تاریخ یعنی رسولون کے اعمال سے لاتے ہین ۔

۱۔ انکا یہ نام ناصری انکو ابتدائی اور اصلی یہودی عیسائی شاگردان مسیح ثابت کرتا ہی۔ کل عیسائی رسولی زمانے مین ناصری کہلاتے تہے کیونکہ یسوع ناصری کے شاگرد تہے۔ یعنی یسوع ناصری کے انکا دوسرا ہادی انجیل مقدس پولوس کو نامزد کرتی ہو کیونکہ یہی رسول تہا جسکو ناصریون کے فرقہ کا سردار قرار دیا تہا اعمال ۲۴ اور مقدس رسول نے اسکو خود بہی قبول کیا آیت ۱۴۔

۲۔ پادری صاحب تسلیم کرتے ہین کہ "وہ موسیٰ کی شریعت کی دائمی پابندی کے موید تہے اور قربانیون اور ختنہ وغیرہ کی ضرورت کی تاکید کرتے تہے"، یہ دعوےٰ باستثناء لفظ "دائمی"، درست ہی۔ اب غرض ہی کہ اگر یہی نشانات مخصوصہ ان ناصریون کے ہین تو اُنکا وجود ہم رسولون کے زیر سایہ آپ کو دکہلائے دیتے ہین تاکہ آپ خواہ مخواہ انکو "دوسری صدی" کا نہ کہین۔ کتاب اعمال باب ۲۱ شاہد ہی کہ مقدس رسول "یعقوب اور سب بزرگ" یروشلم مین مقدس پولوس سے بولے کہ "اے بہائی تو دیکہتا ہی کہ یہودیون مین

اور اس خمیر سے ہمکو بڑی بڑی اُمیدین ہین جنکی بعض صورتون کا نقشہ مسیح نے خود خمیر والی تمثیل مین کھینچ دیا ہے متی ۱۳ باب ۳۳ پادری صاحب فرماتے ہین ،، دوسری صدی عیسوی مین ایک یہودی فرقہ جاری ہوا جو ناصری کہلاتا تہا برائے نام انکو عیسائی کہا جاتا تہا اوسکا سٹر اکبر مسیح نے اپنے رسالہ صفحہ ۱۹۰ مین ذکر کیا ہے مگر آپ کے بیان کو مین قبول نہین کرسکتا کیونکہ اپنی فانیر اس فرقہ کی بابت لکہتا ہے کہ وہ موسی کی شریعت کی دائمی پابندی کے موید تہے اور یہودیون سے صرف اس بات مین فرق رکہتے تہے کہ مسیح کے نام کا اقرار کرتے تہے اور قربانیون اور ختنہ وغیرہ کی ضرورت کی تاکید کرتے تہے مسیح کو ایک محض انسان کہتے اور اُسکی الوہیت کا انکار کرتے تہے اور اوسکو راستباز اور نیک آدمی مانتے تہے اور اپنے تئین نہ عیسائی کہتے اور نہ عیسائی کہلانا چاہتے اور بہرصورت یہودی تہے صرف مسیح کا اقرار کرتے تہے اور متی کی انجیل عبرانی استعمال کرتے تہے ،، اور پہر ،، اس موقعہ پر اس بات کا بیان کرنا کچھ بیجا نہوگا کہ وہ فرقہ جو دوسری صدی مین ناصری نام سے جاری ہوا انجیل مروجہ کو نہین بلکہ ایک کتاب کو مانتا تہا جو عبرانی مین تہی اور جسکو متی رسول کی تصنیف کہتے تہے اور وہ ایک اور جعلی کتاب کو مانتے تہے جو پطرس کا وعظ کہلاتا تہا سو اس ایک فرقے کو پیش کرنا اور اوسے سچا کہنا درست نہین کلیسا جامع اوسکو سچا نہ مانتے تہے ،، جہانتک یہ بیان توحیدیون کے یا ناصریون کی عیسویت کے خلاف ہے وہ بالکل غلط ہے پس مین پادری صاحب کی ہر ہر بات کا جواب عرض کرتا ہون

اور خود تو اونکے پابند ہین مگر غیر قومون کی آزادی مین خلل انداز نہین ونکی
نسبت رسولی فتوے ہے ہو کہ وے ایسی ایسی باتین نہ مانین اور ناصری بہی
یہی کہتے ہین ذرا صبر کرو۔

دویم ۔ پادری صاحب نے اپنے فائنیر اپنے مورخ کا قول یون پیش کیا کہ
ناصری متی کی انجیل عبرانی استعمال کرتے تہے " مگر ساتہہ ہی ساتہ اپنے فائنیر کے
کلام کو ماننا بہی نہین چاہتے بلکہ یون فرماتے ہین " ناصری انجیل مروجہ کو نہین
لیکن ایک کتاب کو مانتے تہے جو عبرانی مین تہے اور جسکو متی رسول کی تصنیف
کہتے تہے " آپ کو معلوم ہو کہ ناصریون کا متی رسول کی انجیل عبرانی کا ماننا انکو
سچے اور اصلی یہودی قدیمی عیسائی یعنی رسولی زمانہ کے اون کتنے ہزارون
مین سے جو ایمان لائے تہے ثابت کرتا ہو انجیل اپنی مکمل حالت مین پہلی صدی
عیسوی کی او آخر تک مروج ہوئی اور سب سے پہلا صحیفہ متی کی عبرانی انجیل تہا
جو خاص الخاص ان یہودی عیسائی ایماندارون کے لیے رسول مقبول نے
تیار کیا تہا اور اونکو سونپا تہا اور ایک وقت تہا کہ ہماری یونانی انجیل متی موجود نہ
تہی بلکہ وہی عبرانی انجیل تہی جسکا ترجمہ کرکے غیر لوگ بہی سمجہتے تہے انجیل یونانی
متی بعد تصنیف عبرانی متی کے موجود ہوئی چنانچہ شہرہ آفاق بشپ ویسٹکٹ
صاحب اپنے انٹروڈکشن عہد جدید مین پاپیاس کی شہادت منقولہ تاریخ
یوسی بیس کو بہ ثبوت اس امر کے کہ متی نے پہلے اپنی عبرانی انجیل لکہی نقل
کرکے فرماتے ہین " پاپیاس صرف یہ کہتا ہو کہ متی نے انجیل کو عبرانی

* کتنے ہزار ہین جو ایمان لائے اور سب شریعت (موسوی) کے غیرت مند ہین
اور اونہون نے تیرے حق مین خبر پائی کہ تو سب یہودیون کو جو غیر قومونکے
درمیان رہتے ہین سکہاتا ہی کہ موسی سے پہر جاوین کہ کہتا ہی کہ اپنے لڑکون کا
ختنہ نہ کرو نہ شریعت کے دستورون پر چلو۔ سو ایسا کر کہ سب جانین کہ جو باتین
ہمنے تیرے حق مین سُنین سو کچہ نہین بلکہ تو آپ بہی شریعت کو حفظ کرکے درست
چلتا ہی پر جو غیر قومون مین سے ایمان لائے اونکی بابت ہمنے ٹہراکے لکہا ہی
کہ وے ایسی ایسی باتین نہ مانین تب پولوس مردون کو لیکے اور دوسرے
دن آپ کو اونکے ساتہ پاک کرکے ہیکل مین داخل ہوا اور خبر دی کہ پاک
کرنے کے دن جبتک کہ انمین سے ہر ایک کی نذر (قربانی) نہ چڑہائی جاے
پورے کرین،، آیت ۲۶-۲۰ دیکہیے حضرت بیان مقدس رسول یعقوب خداوند
کے بہائی ناصریت کی ترغیب دے رہے ہین یہ "شریعت موسوی کی پابندی
کے موید ہین،، یہودی دستورات شریعت بحال رکہہ رہے ہین "قربانیون
اور ختنہ وغیرہ کی ضرورت کی تاکید کرتے ہین،، پس اب آپ کو ناصری بہائیون کا
پتہ لگ گیا وہ رسولون کے ساتہ ساتہ ہین جو عقیدہ اونکا تہا وہی عقیدہ انکا
ہی جسوقت تک یروشلم اور اوسکی ہیکل موجود ہے اوسکے دستورات کی پابندی
بہی یہودیون پر فرض ہے مقدس رسول بہی اونکے پابند ہین کیونکہ یہودی تہے

* (کتنے ہزار) یونانی مین ہے کتنے دہاکے ہزارون کے یا کتنے دس ہزار جس سے بڑی کثرت اونکی مفہوم ہوتی ہے،، تفسیر اعمال ملقب بہ تذکرۃ الابرار ۱۲

قدامت کی آپ اور کیا چاہتے ہین۔

واضح ہو اکہ خود پادری صاحب کے اپی فانیز نے کہا ہے کہ ”ناصری متی کی انجیل عبرانی استعمال کرتے تھے“ مگر پادری صاحب اسکو گھما کر ”ایک کتاب جو عبرانی مین تھی اور جسکو متی رسول کی تصنیف کہتی ہے“ فرماتے ہین۔ ہم بھی فانیز کو بلا کر پادری صاحب کی دوبارہ تسکین کئے دیتے ہین تاکہ اونکو ناصریون کی انجیل متی عبرانی کے اصلی انجیل ہونے پر اس قسم کی ہر تکی عبارت لکہنے کا حوصلہ نرہے حضرت اپی فانیز لکہتے ہین کہ ”ناصریون کے پاس انجیل متی بڑی مکمل حالت مین ہے کیونکہ یہ خوب روشن ہے کہ یہ کتاب اونکے درمیان اوسی طرح محفوظ ہے جسطرح کہ وہ پہلی زبان عبرانی مین لکہی گئی تہی“ اپنی فانیز کی بدعتین باب ۲۹۔ نیز یہ واضح ہو کہ جے۔ ڈی مائیکیلس صاحب نے اپنے انٹروڈکشن عہد جدید مطبوعہ کیمبرج ۱۸۰۱ء مین ثابت کیا ہے کہ انجیل عبرانی جو ناصریون کے پاس تھی اپنے اصل مین یہی انجیل متی عبرانی تہی جو ابتداً یہودی عیسایون کے واسطے اونکی زبان مین تصنیف ہوئی اس عالم نے قدیم تاریخ و روایات سے بکثرت واقعات فراہم کئے ہین جنکی بنا پر یہ نتیجہ بآسانی نکلسکتا ہے دیکھو جلد سویم باب چہارم خصوصاً فصل نہم۔

سویم پادری صاحب کا یہ فرمانا کہ ”ناصری ایک اور جعلی کتاب کو مانتے تھے جو پطرس کا وعظ کہلاتا تہا“ غالباً درست نہین کیونکہ یہ کتاب ہی اب مفقود ہوگئی اوسکی حقیقت سے آگاہی غیر ممکن ہے مگر اوس قدیم زمانہ مین جب

زبان مین تصنیف کیا اور ہر ہرپنی والاحق الوسع اوسکا ترجمہ کرتا تہا یہ شہادت ہمکو اس زمانہ تک پہونچاتی ہی جبکہ کوئی یونانی انجیل مقدس متی کے نام کی رایج نہ تہی گو کہ ایک عبرانی انجیل جسکا وہ مصنف تہا معلوم اور مستعمل تہی،، باب سوم صفحہ ۱۰۱ رطبع ششم بشپ صاحب ایک اور روایت یوسی بیس سے نقل کرتے ہین درمتی نے پہلے عبرانیونکو بشارت دیکر جب وہ دوسرونکی طرف جانے لگا وہ انجیل جو اوسکے نام سے موسوم ہے اپنی مادری زبان مین قلمبند کرکے اپنی تحریر کو بجاے اپنی حاضری کے اون لوگون کو سونپا جنکے پاس سے وہ روانہ ہوا،، صفحہ ۱۰۱ اور باب چہارم صفحہ ۲۲۷ مین یون تحریر فرماتے ہیں،،اس امر کی روایت متواتر ہے کہ مقدس متی نے اپنی انجیل ملک یہودیہ مین جبکہ پطرس اور پولوس روم مین کلیسیا کی بنا ڈالتے تہے یہودی عیسائیون کے واسطے اونکی قومی زبان مین لکہی،، مورخ یوسی بیس بسند مقدس اوریجن قدیم روایت کو یون نقل کرتا ہے کہ انجیل متی کی جو ایک محصول لینے والے سے مسیح کا رسول ہوگیا سب سے پہلے لکہی گئی یہ انجیل زبان عبرانی مین تصنیف ہوی اور یہودی ایماندارون کے استعمال کے لئے شایع کی گئی،، کتاب ششم باب ۲۵۔

اب پادری صاحب فرمادین کہ یہ یہودی عیسائی جو رسولی زمانہ سے ناصری کہلائے اور جنکی مادری زبان مین مقدس متی نے خاص اونکے واسطے اپنی انجیل لکہی جو سب سے پہلے لکہی گئی یونانی انجیل کے بہی پہلے اگر وہ اُس عبرانی انجیل کو نہ استعمال کرین تو اور کیا کرین اس سے بہتر وقطعی دلیل ناصریونکے

درمیان وہ خط برنباس و شبان ہرمس اور رسولوں کی
تقسیم کے ہمپایہ سمجھا جاتا تھا جس سے سکندریہ کے کلیمنٹ اور
ہرکلیین اور مصنف خط دیوگنیٹس وغیرہم نے مضامین اخذ کیئے ہیں
پس پادری صاحب اطمینان رکھیں کہ ناصری جعل اور فریب کے پاس
نہیں پہٹکتے بلکہ وہ سچے اسرائیلی تھے جنہیں فکر نہیں۔
چہارم میں یہ دکھلاؤنگا کہ معتبر مورخوں کی رای میں ان ناصری عیسائیوں
کا عقیدہ دربارہ شریعت موسوی کیسا تھا اور آیا وہ عقیدہ کسی طور بدعتی
عقیدہ کہا جا سکتا ہے انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا طبع نہم میں ناصریوں پر ایک مضمون
ہے اوسکا مصنف یون فرماتا ہے در حیروم صاف صاف کہتا ہے کہ ناصریوں کا ایمان تھا کہ مسیح
خدا کا بیٹا تھا جو کنواری مریم سے پیدا ہوا پنطوس پلاطوس کی حکومت میں دکھ اٹھایا
پھر سے زندہ ہوا وغیرہ* گو کہ جہانتک ممکن تھا خود تو موسوی شریعت کو دربارہ ختنہ و سبت
و خوراک وغیرہ کے نگاہ رکھتے تھے مگر وہ پولوس کی رسالت یا غیر قوم عیسائیوں کے حقوق تسلیم
کرنے سے انکار نکرتے تھے یہ واقعات بشارکت اونکے نام (اعمال ۲۴ ۵) اور اونکے
فرقہ کی ملکی حیثیت کے یہ نتیجہ دیئے ہیں کہ چوتھی صدی کے ناصری پہلی صدی
کے یروشلمی عیسائیوں کے جنکا میر مجلس یعقوب تھا بلا فصل جانشین تھے "
ڈاکٹر فارر سوانح عمری مقدس پولوس جلد اول ضمیمہ صفحہ ۶۷۶ میں فرماتے ہیں

* دیکھو یہ فقرے رسولوں کے عقیدے میں ملتے ہیں۔

رسولون نے صحف عہد جدید پورے لکھہ کر عیسائیون کو نہ سونپے تھے ایسی بہت
سی یادداشتین لوگون کے پاس رسولون کی وعظون وغیرہ کی موجود ہونگی
جو کچھہ زمانہ تک کام مین آئین مگر جب کتب عہد جدید ہاتھہ مین آئین تو اونکی ضرورت
نرہی اور قلت استعمال سے وہ مفقود ہوگئین اسصورت مین "وعظ پطرس"
کو کوئی خالص جعل سمجھہ لینا مناسب نہین ممکن ہے کہ وہ پطرس سے
کسی وعظ کی یادداشت ہو دوسری بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اس "وعظ پطرس"
کے ماننے والے کچھہ صرف ناصری عیسائی ہی نہ تھے بلکہ اوس زمانہ کے
عیسائی عموماً اوسکو تسلیم کرتے اور اوس سے اقتباسات کرتے تھے
پس اگر اسمین کوئی بات الزام کی ہو تو ملزم عموماً عیسائی ہونگے نہ صرف ناصری
بیچارے اندروز نارٹن صاحب اپنی اثبات اصلت اناجیل مطبوعہ
بوسٹن ۱۸۶۷ء مین فرماتی ہین کہ "ایک کتاب بنام وعظ پطرس یا وعظ پطرس
وپولوس کو سکندریہ کے کلیمنٹ اور لیک ٹنٹیس دونون کوئی سند
کی کتاب سمجھتے ہین لیک ٹنٹیس نے تو اوسکو اونکی وعظون کی جب وہ دونون
روم مین تھے تحریر سمجھا تھا اور کلیمنٹ اوسکا حوالہ اسیطرح دیتا ہے جیساکہ
رواتیون کا دیتا ہے" اور سریانی نسخہ ارسٹائڈز کی معذرت کو جسکا پتہ
حال مین لگا ارنڈل ہیرس صاحب نے معہ دیباچہ اور ترجمہ کے
Texts and Studies جلد اول نمبر اول مین چھاپا ہے اوسکے
صفحہ ۸۶ - ۹۹ مین اس وعظ پطرس پر بحث کرکے دکھلایا ہے کہ قدماء کے

سردار تھے جو یروشلم مین قیام پذیر تھے اب ہم دکھلاتے ہین کہ وہ یوحنا
رسول کو بھی قبول کرتے تھے ڈاکٹر ہنری بلنٹ کی ڈکشنری اوف
سیکٹس (طبع ۱۸۹۱ء) مین ناصریون والے مضمون مین مرقوم ہے کہ
ناصری وہ مقدس یوحنا کی انجیل وخطوط اور مقدس پولوس کے خطوط "کو تسلیم
کرتے تھے اور کہ وہ لارڈ ڈنر لکھتا ہو کہ یہ آسانی سے دکھلایا جا سکتا ہے کہ
ناصری عیسائی مقدس یوحنا کی انجیل کے منکر نہ تھے اور نہ کوئی ایسے اصول
قبول کرتے تھے کہ جو اونکو اوس سے منکر ہونے یا اوسکو ناپسند کرنے پر
مجبور کرتے " پس جاے غور ہے کہ جب ناصری یعقوب وپطرس وپولوس
ویوحنا وتی کو قبول کر رہے ہین اور عہد جدید کے کل کتب ان ہی رسولون سے
لکھے گئے تو بھلا کیون وہ انجیل مروجہ کو نہ ماننے لگے اور یاد رہے کہ
لوقا اور مرقس کی اناجیل دراصل پولوس اور پطرس کی انجیلین ہین۔
ششم ابھی ایک بات اور باقی ہے پادری صاحب ایپی فانیز کے بلواسطے
بولتے ہین کہ وہ ناصری اپنے تئین نہ عیسائی کہلاتے اور نہ کہلانے چاہتے تھے
اس فرقہ کو سچا کہنا درست نہین کلیسا جامع اسکو سچا نہین مانتی تھی "۔ ذرہ
غور کرنا چاہیے کہ جب وہ ناصری اپنے تئین ناصری کہتے اور ناصری کہلانے
چاہتے تھے اور ناصری اونکے خداوند کا لقب تھا تو پھر اونکو اپنے تئین
عیسائی کہلانے مین کونسا تامل ہو سکتا تھا۔ یاد رہے کہ ایک وقت تھا کہ
تمام کلیسیا وجامع یعنی ناصری عیسائی تھے اور مابعد بھی اونکو سچا عیسائی مانا ہے

"بیت المقدس کے یہودی عیسائی بصورت ایک جماعت کے ظاہرًا موسوی
شریعت کی نگاہداری کرتے رہے جیسا کہ خود مقدس پولوس نے بہی جہانتک
کہ وہ غیر قومون کی آزادی مین بغیر خلل اندازی کے کر سکتے تہے کیا تہا" اور
کہ "ناصری کسی طور سے بہی مقدس پولوس کی خدمت یا اوسکی یادگاری کے
خلاف نہ تہے اور عیسائیون مین اور اونمین صرف اس بات کا امتیاز تہا کہ
وہ مانتے تہے کہ شریعت کی پابندی اوس وقت بہی یہودی عیسائیون پر
فرض تہی"۔
یعنی معلوم ہوا کہ ناصری جو خود یہودی تہے اپنے لیے تو شریعت موسوی کی
پابندی فرض سمجہتے تہے مگر غیر قومون کے لیے اوسکو فرض نہ سمجہتے تہے
اور یہ وہی مسئلہ ہے جو رسولون کے فتوے سے یروشلم کی کونسل مین
قائم کیا گیا تہا کہ یہودی عیسائی تو موسوی شریعت کا برتاؤ کرین مگر جو غیر
قومون مین سے ایمان لائے وہ ایسی ایسی باتین نہ مانین اعمال ۱۵ باب۔
پنجم۔ پادری صاحب نے یہ بہی فرمایا ہے کہ وہ ناصری انجیل مروجہ کو نہ مانتے
تہے "ناصریون کی عمر انجیل شریف کے صحف سے بہی بڑی تہی انجیل اونکے بعد مرتب
ہوئی ایک وقت تہا کہ رسول اونکی زندہ کتاب تہے اور جب رسولون نے
کتابین لکہین تو اونکو بہی اونہون نے بلا عذر قبول کیا یہ بہی ثابت ہو چکا
کہ ناصری متی کی انجیل کو تسلیم کرتے تہے یہ بہی ثابت ہوا کہ وہ پطرس کے
معتقد تہے اور پولوس کے بہی معتقد تہے اور کہ مقدس یعقوب اونکے خاص

انہون نے آنکھہ اٹھا کر دیکھا کہ ایسے عیسائی بھی موجود ہونے جو ہمکو
...برس بعد آج بدعتی بتلاتے ہین۔ اے انقلاب زمانہ تیرا برا ہو۔
بعض لوگ خیال کرینگے کہ آخر وہ عبرانی انجیل متی کیا ہو لی۔ اونکو یاد رکہنا
چاہئے کہ صرف یہی ایک صحیفہ عہد جدید تہا جو ضرورتاً ابتدا مین
عبرانی بولنے والون کے لئے لکہا گیا ما بعد اسکو بھی یونانی
مین قلمبند کردیا اور باقی کل کتابین بھی یونانی مین لکہی گئین اسصورت
مین تنہا عبرانی انجیل متی کی ضرورت باقی نرہی کیونکہ ناصریون نے
کل عہد جدید کے ساتھہ اپنی عبرانی انجیل متی کو بھی یونانی مین پالیا
ادہر تو عبرانی کا رواج اٹہنی لگا ادہر یونانی انجیل کے مقابل
عبرانی نسخہ کی ضرورت بھی نرہی پس رفتہ رفتہ اوسکی نقلین کم ہونے
لگین اور وہ غیر مستعمل ہوگیا ایک آدہ نقل کسی کے پاس تبرکا
تہنا رہگئی چنانچہ چوتہی صدی کے آخر مین جیروم نے حلب
واقع شام کے ناصریون کی اجازت سے ایک نقل اوس عبرانی نسخہ
کی جو اونکے پاس تہا اتاری تہی اور اوسکا ترجمہ بھی یونانی و لاطینی مین کیا تہا
ملک عرب مین بھی (اگر وہ روایت جسکا ذکر ہم آگے کرینگے صحیح ہو) زمانہ محمد
صاحب دس عبرانی انجیل کا سراغ لگتا ہے غرضکہ اب وہ عبرانی نسخہ اپنی پوری
حالت مین مفقود ہے۔

ہفتم۔ مینے اپنے رسالہ نئے نوٹ صفحہ ۲۰ مین لکہا تہا کہ اسلامی لفظ "نصاری"

اور جنہون نے اُنکے سچا عیسائی ہونے مین کلام کیا معتبر سچے عیسائی اونہین
سچا عیسائی نہین کہتے - اصل یون ہے کہ ایپی فانیز صاحب جو چوتھی صدی مین
مبعوث ہوے اور جنکی دیانت و امانت و صداقت کے سچے عیسائی کم قائل
نہ تھے پہلے فخر مورخین گذرے جو ان بیچارے ناصریون کو جنہون نے اس نام کو
صلیب کی ٹہوکر کی طرح اپنے سر و چشم پر لیا بدعتی اور جہوٹا عیسائی کہتے ہین
چنانچہ مشہور و معروف تثلیثی مورخ ڈاکٹر موشائم اپنی تاریخ کلیسا (ترجمہ ڈاکٹر
مرڈاک ۱۸۴۵ء) صفحہ ۱۰۹ مین لکھتے ہین کہ ”ناصریون کو قدیم عیسائیون نے
بدعتیون کے ساتھ شمار نہین کیا“ اس قول پر مورخ کا حاشیہ نمبر ۳ -
اسطرح ہے ”وہ پہلا شخص جسنے ناصریون کو بدعتیون مین شمار کیا ایپی فانیز
تہا جو ایک چوتھی صدی کا مصنف کسی بڑی دیانتداری یا صحت
راے کا نہ تہا“ لو صاحب یہ معتبر مورخ حضرت ایپی فانیز کی جو ناصریون
کو بدعتی اور جہوٹا عیسائی کہتے ہین یہ تعریف کرتا ہے اول تو آپ چوتھی
صدی کے ہین دویم وہ بہی ”کسی بڑی دیانتداری یا صحت راے کے
نہین“ جس سے ظاہر ہوا کہ تین سو برس تک ”قدیم عیسائی“ جو دیانت
اور صحت راے کے لیے مشہور تھے ناصریون کو سچا عیسائی قرار دیتے
رہے اور مین آپ کو یاد دلاؤنگا کہ چوتھی صدی کونسل نائس کا زمانہ تہا
جسمین عقیدۂ تثلیث نے رواج پایا پس تعجب نہین کہ ترے تثلیثون نے
بیچارے توحیدی عیسائیون کو بدعتی کہنا شروع کر دیا یہ پہلا زمانہ تہا کہ

کتاب کچہہ اون لوگون سے مرادہی جنہون نے اسلام کو پسند کر لیا تہا،، پس
میرے محبب نے ان قرانی الفاظ کو ریویو براہین احمدیہ مین اسی طور سمجہا
تہا جیسا کہ مین سمجہا ہون دیکہو ۱۴ مگر یہان جو وہ نئی تاویل پیش کرتے ہین
وہ کئی وجہ سے باطل ہے۔ اوس آیت مین اہلکتاب کہے ایک فرقہ کا ذکر ہے اون
اہلکتاب کے جن لوگون نے اسلام پسند کر لیا تہا،، اونکو اہلکتاب کا ایک فرقہ کسی محاورہ
سے نہین کہہ سکتے وہ تو مسلمان اور اہل اسلام ہوئے جسطرح جو لوگ ہندوؤن
سے مسلمان ہو جاوین اونکو ہندوؤنکا ایک فرقہ کہنا خطا ہے اور جو لوگ مسلمان سے
عیسائی ہو جاوین اونکو مسلمانون کا ایک فرقہ نہین کہہ سکتے اس طرح اہلکتاب
کی ایک فرقے سے نو مسلم اہل کتاب نہین ہو سکتے ضرور ہے کہ وہ اسلام نہ لائے
ہون بلکہ نرے اہل کتاب مین گنے جاتے ہون اور وہ ضرور ناصری عیسائی
یا اونکے ہمخیال تہے جنکی طرف اس آیت مین اشارہ ہے۔ مثلاً اہل ہنود مین آریسماج
ہین جو خدا کو ایک مانتے اور بت پرستی سے انکار کرتے ہین اس حیثیت سے مسلمان
اور عیسائی دونون کے اصول سے وہ متفق ہین گو وہ نہ عیسائی ہین اور نہ مسلمان
اونکی نسبت یہ کہنا کہ اہل ہنود مین ایک فرقہ ہے جو خدا ایک مانتا ہے بہت درست ہے
پادری صاحب نے غلطی کی جو گمان کیا کہ مین ،، صرف اس ایک فرقے کو محمد
صاحب کا استاد مخصوص،، کرتا ہون میرا قول یہ تہا،، محمد صاحب کے وقت
مین ملک عرب مین بہت سے شرقی عیسائی موجود تہے جنمین توحیدی عیسائیون
کے بہی مختلف فرقے شامل تہے محمد صاحب کو ان ہی سے زیادہ ہمدردی ورالفت

اسی ناصری سے نکلا ہے،، پادری صاحب بلا دلیل انکار کرکے فرماتی ہین کہ وہ محمد صاحب نے عیسایون کو نصارے کہا تو اس فرقہ کے لحاظ سے نہین معلوم ہوتا،، تو اب وہ بتلا دین کہ اسکی وجہ تسمیہ اور کیا ہو سکتی ہے چھٹی صدی مین ملک عرب مین نصارے سے عیسائی مراد لیا جانا اور کس سبب سے ہو سکتا ہے۔

مجھے آپکا یہ فرمانا تسلیم ہے کہ،، نصارے خاص اس ایک فرقہ پر محدود نہین کیا جا سکتا بلکہ قرآن مین یہ لفظ عموماً عیسایون پر بولا گیا،، مگر امر دریافت طلب تو یہی ہے کہ کیون یہ لفظ عموماً عیسایون پر بولا گیا؟ جواب اسکا یہ ہے کیونکہ خصوصاً ایک فرقہ جس کے محمد صاحب ہمدرد تھے اس نام سے معروف تھا انکو سب سے پہلا رابطہ ضبط انہین سے درپیش آیا باقی رہا یہ کہ،، یہودی اونکو ناصری کہتے تھے،، تو یہودی ناصریونکو ناصری کہتے ہونگی کیا ضرور کہ محمد صاحب خوامخواہ یہودیون کی تقلید کرتے اگر ناصری خود بھی آپکو ناصری اور عیسائی نہ کہتے ہوتے۔

سچ ہے کہ،، قرآن سے ظاہر نہین ہوتا کہ نصارے عیسایون کے کس فرقہ کا نام تھا،، فرقہ کا نام ناصری تھا نصارے اوس سے وضع ہوا اور کل مسیحیون پر بولا گیا مگر وہ ایک فرقہ،، ضرور الگ کرکے بیان کیا گیا لیکن پادری صاحب اون قرآنی الفاظ کی نسبت وہ سب برابر نہین اہل کتاب مین ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر،، بیان فرماتے ہین کہ یہ عیسایون سے مراد نہین لیکن اہل

منکران الوہیت مسیح کا نام ناصری تہا پس معلوم ہوا کہ ورقہ اور اوسکی بہن خدیجہ
زوجہ اول محمد صاحب ناصری عیسائیون مین سے تہے جنہون نے محمد صاحب
کی اوشادی کرنے مین بیشک سب سے زیادہ حصہ لیا اور ورقہ بن نوفل
سے لوگون کی قدر محمد صاحب خوب جانتے تہے اونہین کی تعریف قرآن مین
آئی ہے۔ بہرحال یہ کہنے کی وجہ معقول ہے کہ متی کی انجیل عبرانی پڑہنے
اور لکہنے والے عرب مین محمد صاحب کے زمانہ مین بلکہ اونکے گہر مین موجود
تہے۔ اب اگر یہ ناصری نہین تو اور کون تہے؟
اب پادری صاحب کے جملہ دعاوی کی حقیقت اہل نظر پر منکشف ہوگئی اور
ہم اپنے رسالے کو دعا پر ختم کرتے ہین خدا متلاشیان حق کی رہبری کرے
اور اونکی مشکلون کو آسان کرے کہ وہ اپنے دلی یقین کے اقرار پر
قادر ہون بطفیل مسیح آمین

تہی،،ف الیعتی اگر اور عیسائی اونکے اوستاد عموماً تہے تو ناصری خصوصاً اور اسقدر
تو آپکو بہی تسلیم ہوگا کہ اون استادون مین بہتیرے وہ تہے جنکو آپ بدعتی سمجہتے ہین
مثلاً نسطوریہ جو تثلیثی نہین بلکہ توحیدیون کی ایک بڑی ہوئی شاخ تہی یہ بہی
آپکو تسلیم ہے کہ بروے روایات اہل اسلام محمد صاحب کی پہلی بی بی خدیجہ مسیحی
المذہب تہی اوسکا چچازاد بہائی ورقہ بن نوفل ایک عالم نصاریٰ سے تہا اور
کہ ابتدائی خیالات محمد صاحب پر ان دونون نے ایک مدت مدید تک بنا اثر ڈالا
چنانچہ اس ورقہ کی نسبت سر سید احمد صاحب اپنی تفسیر تبیین الکلام (مطبوعہ
غازی پور ۱۸۶۲ء حصہ اول صفحہ ۱۴۹ مین تحریر فرماتے ہین ،، بخاری مین حضرت
عائشہ سے ایک بہت بڑی روایت حدیث منقول ہے اوس مین یہ ہے کہ پیغمبر خدا
پر وحی آنکی ابتدا ہوئی اور حضرت خدیجہ نے وہ حال سنا تو حضرت خدیجہ پیغمبر کو
اپنی ساتھ ورقہ بیٹے نوفل بیٹے اسد بیٹے عبد العزیٰ کے اپنے چچیرے بہائی کی پاس
لائین اور وہ زمانہ اسلام کے پہلے عیسائی ہوگئے تہے اور وہ لکہتے تہے انجیل کو
عبرانی مین جسقدر کہ خدا لکہوانا تہا پس اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیثون
مین اوسی انجیل کا ذکر ہے جو اوس زمانہ مین مروج تہی اور ہمکو تاریخ سے بالیقین
ثابت ہوتا ہے کہ مقدس متی کی انجیل دراصل عبرانی مین تہی،،
اب اگر ورقہ کی نسبت یہ روایت درست ہے تو معلوم ہوا کہ وہ عبرانی انجیل کا معتقد
عیسائی تہا اور عبرانی انجیل بجز متی کے کوئی اور کتاب انجیل نہ تہی اور اوس عبرانی
انجیل والے بجز عیسائی منکران الوہیت مسیح و تثلیث اور کوئی نہ تہے اور انہین

مراسلات

مطبوعہ نور افشان جلد ۲۰ نمبر ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ -

رسالہ

مسیح عمانوایل

مصنفۂ پادری جی-ایل ٹھاکرداس صاحب مشنری گجرانوالہ-پنجاب

بجواب

تنقیح الوہیت مسیح

(مولفہ اکبر مسیح مختار باندہ)

خداوند یسوع مسیح نے لوگون سے سوال کیا تھا کہ مین جو ابن آدم ہون کون ہون ؟ اس سوال کا کیا فائدہ تھا - لوگ جانتے تھے کہ وہ مریم اور یوسف کا بیٹا ہے اور فلان فلان اسکے رشتہ دار ہین متی ۱۳: ۵۵ + اور کہ ناصرت کا رہنے والا ہے او رشل اور آدمیون کے ایک آدمی ہے + مگر مسیح نے پھر بھی پوچھا تھا کہ اگر مسیح داؤد کا بیٹا ہے تو داؤد اوسے خداوند کیون کہتا ہے ؟ اور پھر یہ کہ تم نہ مجھے جانتے نہ میرے باپ کو + ان باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان ضرور کچھ بھید تھا جسکو لوگ نہین جانتے تھے -

کی ضرورت کی تائید کرتے تھے مسیح کو ایک محض انسان کہتے اور اوس کی الوہیت کا انکار کرتے تھے اور اوسکو راستباز اور نیک آدمی مانتے تھے وہ اپنے تئین نہ عیسائی کہتے اور نہ کہلانا چاہتے۔ اور بہر صورت یہودی تھے صرف مسیح کا اقرار کرتے تھے اور متی کی انجیل عبرانی استعمال کرتے تھے (جو لنس قسنین جلد اول باب ۲۹ و ۳۴) ان لوگون کو عیسائی کہنا ایسا ہے جیسا محمد صاحب کو عیسائی کہنا ہے۔ لفظ ناصری یہودی لوگ ابتدا مین حقارت سے مسیح کے پیرؤن پر بولتے تھے (اعمال ۲۴: ۵) اور یونانیون کے درمیان وہ کرسٹان کہلاتے تھے (اعمال ۱۱: ۲۶) لیکن دوسری صدی مین ایک یہودی گروہ پر غالبًا اسلئے بولا گیا تھا کہ وہ عیسیٰ ناصری کے مسیح ہونے کے قایل تھے اور محمد صاحب نے جو عیسائیونکو نصاری کہا ہے تو وہ اس فرقہ کے لحاظ سے نہین معلوم ہوتا اور نہ خاص اس فرقہ پر محدود کیا جا سکتا ہے جو ناصری نام سے جاری ہوا تھا اور جو مسیح کی الوہیت کا منکر تھا جیسا اکبر مسیح صاحب کا بیان ہے بلکہ قران مین یہ لفظ عمومًا عیسائیون پر بولا گیا ہے اور غالبًا اسی لئے کہ یہودی اونکو ناصری کہتے تھے سورہ مایدہ رکوع ۸۔ آیت ۵۶۔ اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصاری کو رفیق۔ سورہ بقر آیت ۱۲۰۔ ہرگز راضی نہون گے تجھ سے یہود اور نہ نصاری الخ۔ اور سورہ مائدہ آیت ۸۵ بمقابلہ سورہ حدید رکوع ۴۔ آیت ۲۷ قران سے ظاہر نہین ہوتا کہ نصاری عیسائیون کے کسی فرقہ کا نام تھا۔ دیکھو نصاری پر شرک اور مخلوق پرستی کا الزام لگایا ہے۔ سورہ توبہ رکوع ۵۔ آیت

اور پھر جب بیبل مین دیکھتا ہون کہ بڑے بڑے بادشاہون اور اعلے سے اعلے پیغمبرون کا ذکر آیا ہے۔ اُنکو بڑے بڑے نادر کام اور اوصاف منسوب کئے گئے ہین مگر کسی کی نسبت ایسی عبارت نہین آئی جسمین خدائی کے کام اور اوصاف کسی مخلوق کو منسوب کئے گئے ہون۔ خالق اور مخلوق مین واضح تمیز رکھی گئی ہے مگر وہی بیبل جب مسیح مصلوب کا بیان کرتی ہے تو اوسکی نسبت عبارت بدلتی ہے اور اگرچہ لوگ اوسکے کامونکو دیکھکر تحیر مین پڑتے اور صرف اتنا کہہ سکتے تھے کہ ایسی قدرت انسان کو بخشی لیکن بیبل بیان کرتی ہے کہ وہ سبھون کا خداوند ہے اور اوسی سے ساری چیزین پیدا کی گئین ایسا بیان کرنے کا ضرور کچھ بے مثال سبب ہے ورنہ بظاہر تو مسیح بھی مثل اور انسانون کے ایک انسان تھا۔

یہ ظاہر ہے کہ مسیح کی بابت شروع ہی سے لوگونمین اختلاف رہا ہے (متی ۱۶: ۱۳-۱۶ و یوحنا ۹: ۱۶-۷: ۱۲-۴۳) اسکی الوہیت سے انکار کرنا یہودیون کی عادت رہی ہے اور جن جنلوگونمین اونکا یہ خمیر پڑا اونھون نے بھی ویسی ہی مخالفت دکھائی ہے چنانچہ دوسری صدی عیسوی مین ایک یہودی فرقہ جاری ہوا جو نام کہلاتا تھا۔ برائے نام اونکو عیسائی کہا جاتا تھا۔ اسکاٹسر اکبر مسیح صاحب نے اپنے رسالہ الوہیت مسیح وتثلیث کی تنقیح کے صفحہ ۱۶۰ مین ذکر کیا ہے مگر آپکے بیان کو مین قبول نہین کرسکتا۔ کیونکہ اپنی فانیز اس فرقہ کی بابت لکھتا ہے کہ وہ موسی کی شریعت کے دائمی پابندی کے مویدتھے اور یہودیون سے صرف اسبات مین فرق رکھتے تھے کہ مسیح کے نام کا اقرار کرتے تھے اور قربانیون اور ختنہ وغیرہ

عیسائی اور یونی ٹیری ان اور محمد صاحب بھی اوسے الہامی مانتے ہین اسلئے جو کچھ وہ سکھلاتی ہے اوسکا پیچھا کرین۔

پہلا باب

محبتِ توحید و الوہیت مسیح

(بجواب باب اول)

یہودیون کی کتاب یعنے عہد عتیق مین وحدت الہی بے شرک صاف صاف بیان ہوئی ہے۔ لاکلام اوسمین بیان کیا گیا ہے کہ:۔

(۱) خدا ازلی ہے۔ زبور ۹۰: ۲ پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین اور دنیا کو تو نے بنایا ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے ۹۳: ۲ تو تو ازل سے ہے (۲) بیمثیل ہے اور لاشریک ہے یشعیاہ ۴۶: ۵ و ۹۔ تم مجھے کس سے تشبیہ دوگے اور مجھے کسکے مانند کہوگے اور مجھے کس سے ملاؤگے تاکہ ہم یکسان ٹھہرین؟ مین خدا ہون اور مجھ سا کوئی نہین۔ استثناء ۳۲: ۳۹۔ اب دیکھو کہ مین ہان مین ہی وہ ہون اور کوئی معبود میرے ساتھ نہین الخ (۳) وہی خالق ہے پید ۱: ۱۔ ابتدا مین خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور بھی دیکھو زبور ۳۳: ۶ یسعیاہ ۴۴: ۸-۲۔ (۴) وہ بے حد ہے اور حاضر و ناظر ہے۔ ۱ سلاطین ۸: ۲۷۔ کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کریگا؟ دیکھ آسمان اور آسمانون کے آسمان تیری گنجایش نہین رکھتے یرمیاہ ۲۳: ۲۴۔ کیا آسمان اور زمین مجھ سے بھری نہین ہین خداوند کہتا ہے۔ عہد عتیق کے ان بیانون سے ظاہر ہے کہ خدا اپنی ذات مین کیسا یکتا ہے

۳۰ و ۳۱- اور یہودیون نے کہا کہ عزیر بیٹا اللہ کا اور نصاریٰ نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا- یہ باتین کہتے ہین اپنے منہ سے ٹھہراتے ہین اپنے عالم اور درویش کو خدا اللہ کو چھوڑکر اور مسیح مریم کے بیٹے کو- اس سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب لفظ نصاریٰ عموماً عیسائیون کو پر بولتے تھے اور اونکو کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ عیسائیونمین کون کون سے فرقے تھے اور اگر مسیح نے جو سورہ عمران سے یہ آیت پیش کی ہے کہ سب برابر نہین اہل کتاب مین ایک فرقہ ہی ہے سیدھی راہ پر وے پڑھتے ہین آیتین اللہ کی راتونکی وقت وغیرہ- یہ عیسائیون سے مراد نہین ہے لیکن اہل کتاب کے اون لوگون سے مراد ہے جنھون نے اسلام کو پسند کرلیا تھا پس صرف اس ایک فرقہ کو محمد صاحب کا استاد مخصوص کرنا درست نہین جیسا اگر مسیح صاحب فقط اوس فرقہ نصاریٰ کو قرار دیتے ہین-

اسموقع پر اسبات کا بیان کرنا کچھ بیجا نہو گا کہ وہ فرقہ جو دوسری صدی مین ناصری نام سے جاری ہوا انجیل مروجہ کو نہین لیکن ایک کتاب کو مانتا تھا جو عبرانی مین تھی اور جسکو متی رسول کی تصنیف کہتے تھے ۔ اور وہ ایک اور جعلی کتاب کو مانتے تھے جو پطرس کا وعظ کہلاتا تھا- سو اوس ایک فرقہ کو پیش کرنا اور اوسے سچا کہنا درست نہین ہے کلیسیا جامع اسکو سچا نہین مانتی تھی ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اوس فرقہ کا اور محمد صاحب کا مسیح کی الوہیت سے انکار کرنا خود ہی ظاہر کرتا ہے کہ مسیح کی الوہیت کے ماننے والے بھی تھے-

خیر ان سب کو جانے دو اس امر کا صحیح فیصلہ صرف انجیل سے ہو سکتا ہے اور چونکہ

تھا؟ کیا وہ خدا جسکی آسمانوں کے آسمان گنجایش نہین رکھتے وہی خدا ایک محدود
سے شعلے اور بدلی مین اور ایک محدود سی جگہ مین آگیا۔ اور یا کہ یہ خدا سے جدا کوئی
چیز تھی؟ وہ جسکو خدا کہا ہے اوسکو خدا کا جلال بھی کہا ہے کیا خدا کا جلال خدا سے
کوئی جدا چیز ہے اور اوسکو بھی خدا کہہ سکتے ہین؟ کہو وہ جو ایسے جسم سے ظاہر ہوا
اوسکو خدا۔ وہی سچا اور زندہ خدا کہنا کفر ہے یا اوسکو کوئی ماسوا اللہ کہنا کفر ہے؟
کیا وہ جو ازلی اور ابدی خدا ہے سارا اوس بدلی مین تھا؟ یاد رہے کہ بادل وغیرہ کو خدا
نہین کہا ہے لیکن بادل مین خدا کا بیان کیا گیا ہے۔ یہان یہ تاویل نہین چلسکتی کہ بادل
کے ساتھ خدا کی صحبت تھی اور خدا کا اوسمین بیان کیا جانا بادل کے ساتھ صرف روحانی
یگانگت کا بیان ہے۔ پاکترین مکان کی کیفیت بھی اسکے مشابہ ہے اب جائے تعجب ہے
کہ یہودی۔ یونی ٹیرین۔ محمدی اور عیسائی سب عہد عتیق سے اس احوال کو ہضم
کرسکتے ہین لیکن جب انجیل مین اسیطرحکا احوال پایا جاتا ہے تو جھٹ بے وحدت
یاد آنے لگتی ہے چنانچہ جب مسیح نے کہا کہ "باپ مجھ مین رہتا ہے" اور
رسولون نے کہا کہ ازلی کلمہ مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا۔ وہ انڈ یکھیے خدا کی
صورت ہے وہ اوسکے جلال کی رونق ہے وہ اوسکی ماہیت کا نقش ہے (عبرا: ۳)
الوہیت کا سارا کمال اسمین مجسم ہوا (قلسی ۲: ۹) تو عجیب دشواریاں تبلائی جاتی
ہین اور تاویلین کیجاتی ہین اسکو ایمانداروں والی یگانگت کہا جاتا ہے۔ یاد رکھنا
چاہیے کہ مسیح مین الوہیت قایم کرنے سے مسیح کا جسم جو ابن مریم کہا جاتا ہے اوس کو
الوہیت منسوب نہین کیجاتی اور اس بدن کو ہم خدا نہین کہتے لیکن اسمین خدائی

ہم ظاہرا دیکھتے ہین کہ کیا حیوان کیا انسان اپنی اپنی جنس مین اپنا ثانی یا مانند رکھتے ہین لیکن عہد عتیق سے ظاہر ہے کہ کل عالم مین فقط خدا ہی ہے جسنے اپنا ثانی یا مانند نہ دیکھا نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ کبھی دیکھے گا۔ انجیل مقدس بھی اس تعلیم کی تائید کرتی ہے۔ مسیح نے فرمایا۔ کہ سب حکمون مین اول یہی ہے کہ:۔ ای اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے وغیرہ مرقس ۱۲: ۲۹۔ اسکے رسولون نے بھی ایسا ہی سکھلایا دیکھو اقر ۸: ۴) ۶۔ افس ۴: ۶۔ ۱تمط ۶: ۱۵) ۱۶۔ اس توحید الٰہی مین کوئی کسر نہ آنی چاہئے اور اگر مسیح کی الوہیت اسمین قصور ڈالنے والی ہے تو اسکو ماننا نہ چاہئے مگر باوجود اسکے مین ناظرین کی خاص توجہ طلب کرتا ہون کہ عہد عتیق کے اس بیان کی بنا پر یہودیون کا مسیح کی الوہیت سے انکار کرنا ناجایز تھا اور اسیطرح سے انجیل مقدس کے اوس بیان کی تائید کرنے کی بنا پر الوہیت مسیح سے انکار کرنا ناجایز ہے۔ کیونکہ:۔

اوس خدا کا زمانی اور مکانی حالتون مین یا جسمون مین ظاہر ہونا دونون وثیقون سے مصرح ہے دیکھو خروج ۱۹: ۱۸، ۱۹۔ اور سب کوہ سینا پر زیر و بالا دہوان تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ مین ہوکر اوسپر اوترا۔ اور خدانے اوسے ایک آواز سے جوابدیا۔ ۲۰: ۲۱۔ تب وے لوگ دور ہی کھڑے رہے اور موسی اس کالی بدلی کے جسمین خدا تھا نزدیک گیا ۲۴: ۱۶۔ اور خداوند کا جلال کوہ سینا پر ٹھہرا۔ اور بدلی اوسے ۶ دن تک ڈہانپے رہی۔ اب کیا وہ جسکو خداوند شعلے مین خدا کالی بدلی مین۔ اور خداوند کا جلال کوہ سینا پر کہا ہی سچ ہے خدا تھا یا خدا کی مانند کچھ

اسکے خلاف مین انجیل مین مسیح کی الوہیت اور انسانیت کی تفصیل پاتا ہون اور اسکو خدا کے وہ ذاتی صفات سے منسوب پاتا ہون جو کسی مخلوق کو ہرگز منسوب نہین ہو سکتی ہین یعنے ازلیت۔ خالقی۔ حاضر و ناظر اور بے تبدیل ہونا ۔ ان باتون کی بحث تیسرے باب مین کیجاویگی۔ بالفعل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اون القاب کی تنقیح کیجاوے جو انجیل مین مسیح کو دئیے گئے ہین اور جو الوہیت مسیح کے انکار کے لئے لوگ ہمیشہ پیش کرتے ہین ۔ انھین کے سبب اکبر مسیح صاحب کی جستجو مین بھی گڑبڑی معلوم ہوتی ہے ۔ انکی کیفیت جسطرح مین انجیل مین پاتا ہون پیش کرتا ہون اور امید ہے کہ انکی واجبی تفصیل سے اکبر مسیح صاحب کی قریبًا ساری بحث طے ہو جاے گی ۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ القاب مسیح بہت سے ہین لیکن انمین سے بعضے ایسے ہین کہ جنکو مسیح کی شخصی ماہیت سے کچھ تعلق نہین ہے وہ اور مطلب کے لئے ہین جیسے رسول۔ گڈریا۔ برہ۔ درمیانی۔ سردار کاہن۔ یہ بعض خاص کام ہونے کے سبب سے ہین جو مسیح نے انسانی جامہ مین انسان کے لئے کئے تھے۔ اور بعضے القاب ہین جو اوسکی شخصی ماہیت کے ادا کرنے کے واسطے استعمال کئے گئے ہین جیسے ابن آدم۔ ابن اللہ۔ ازلی کلمہ اور باپ۔ اور خدا۔ انکی تنقیح سے بہت باتونکا فیصلہ ہو جاے گا۔

امر اول

ابن آدم۔ ابن اللہ

انجیل مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے شاگردونکو سمجھانے کے لئے اون سے

کہتے ہین۔ جو قریباً ویسی بات ہے جیسا توریت مین لکھا ہے کہ خدا کالی بدلی مین تھا محمد صاحب نے بھی اسی سبب سے الوہیت کا انکار کیا۔ جیسا کوہ طور اور ہیکل مین خدا کے مسکن پذیر ہونے سے یہودیون کو کبھی گمان نہوا کہ وہ جو مسکن پذیر ہوا خدا نہ تھا اور نہ خدا کے محدود یا دو تین ہو جانے کا گمان ہوا اسیطرح جب انجیل مین مسیح کی الوہیت بیان کیگئی ہے تو عیسائی جسم ابن مریم کو کبھی خدا نہین کہتے اور نہ خدا کے محدود یا حصے ہو جانے کا خیال کرتے ہین اور نہ وحدت الٰہی کے بجاے دو تین خدا مانتے ہین بلکہ وہی خداے واحد قایم رہتا ہے اور مسیح مین بھی الوہیت ماننی پڑتی ہے۔

دوسرا باب

تنقیح القاب مسیح

بجواب باب دویم۔ چہارم و پنجم۔

باب دویم مین اکبر مسیح صاحب نے مسیح کی الوہیت پر یعنے اُسکے واجب الوجود قادر مطلق اور ہمہ دان ہونے پر کلام کیا ہے اور کہتے ہین کہ مسیح نے اپنی نسبت ہر ایک سے نفی کردی ہے یہ کہکر کہ مین باپ سے زندہ ہون (یوحنا ۶: ۵۷) بیٹا آپ سے کچھ نہین کرسکتا (۵: ۱۹) اُس گھڑی کی بابت بیٹا بھی نہین جانتا (مرقس ۱۳: ۳۲) اور مسیح مین ان اقوال کی بنا پر دو ذاتون کا انکار کرتے ہین اور صرف انسانیت کو قایم کرتے ہین اور فصل سوم و چہارم مین اون اقوال کی رو سے یہی نتیجہ نکالا ہے جنمین مسیح کی عبودیت کا بیان پایا جاتا ہے۔ اور مسیح کو ایک بندہ خدا قرار دیا ہے

گیا ہے وہی ابن آدم کی بابت کہا ہے جس سے ظاہر ہے کہ لفظ بیٹا الوہیت
کو ادا کرنے کے لیے نہین ہے - البتہ یہ بات ہنوز معلق رہی کہ کسطور سے بیٹے کو
یعنے اوسکو جو مریم سے پیدا ہوا یہ دیا گیا کہ زندگی اپنے مین رکھے اور عدالت کرے
اس سرفرازی کی دلیل کیا ہے - یہی سبب ہے کہ مرقس ۱۳: ۳۲ مین کہا گیا ہے
کہ اس گھڑی کی بابت بیٹا بھی نہین جانتا -
اسپر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بیٹے کی پیش ہستی انجیل مین بیان کیگئی ہے جس سے ظاہر ہوتا
ہے کہ لفظ بیٹا ازلی ابنیت کے لئے بیان کیا گیا ہے چنانچہ یوحنا ۱۶: ۲۸ - ۱۷: ۵
مگر یوحنا ۶: ۶۲ سے ہم معلوم کرتے ہین کہ ابن آدم کے حق مین بھی پیش ہستی کا بیان
ہوا ہے پس اگر تم ابن آدم کو اوپر جاتے جہان وہ آگے تھا دیکھو گے تو کیا ہوگا ؟
اور بھی دیکھو یوحنا ۳: ۱۳ جیسا بیٹے کو ویسا ہی ابن آدم کو پیش ہستی منسوب کیگئی
ہے لہذا لفظ بیٹے مین ازلیت کی خصوصیت نرہی اور پھر دیکھو کہ عبرانیون ۱: ۸
مین جو بیٹے کو ازلیت اور خدائی منسوب کیگئی ہے تو بیٹا اوسکی الوہیت کے ادا کرنے
کے لیئے استعمال نہین کیا ہے مگر بات یہ ہے کہ جب کبھی اوسکی الوہیت کا اظہار منظور
ہوتا ہے تو بھی لفظ یعنے بیٹا یا ابن آدم قایم رکھے جاتے ہین کیونکہ بیٹے یا ابن آدم
مین الوہیت تھی اور کوئی وجہ نہین کہ ان لفظونکو ادائے الوہیت کیلئے قرار دیا جاے
اور پھر جب مسیح کہتا ہے کہ خدا نے بیٹے کو دنیا مین بھیجا تو ظاہر ہے کہ یہ بات کہنے سے
پیشتر وہ دنیا مین آیا ہوا تھا اور خاطر خواہ کہہ سکتا تھا کہ باپ نے بیٹے کو بھیجا ہے - اکلوتا
بیٹا بھی ازلی ابنیت کے لئے نہین معلوم ہوتا کیونکہ صرف مسیح ایک ہے جو اوس

پوچھا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہین کہ مین جو ابن آدم ہون کون ہون ؟ - اور پطرس کے اس جواب کو صحیح قرار دیا کہ تو مسیح زندہ خدا کا بیٹیا ہے (متی ۱۳ : ۱۶) اور جب یہودیون نے پوچھا تھا کہ تو کون ہے ؟ تو اونکو مسیح نے یہ جواب دیا تھا کہ - وہ وہی جو مین نے تمھین شروع ہی سے کہا ہے" (یوحنا ۸ : ۲۵) اور مقامون سے ظاہر ہے کہ مسیح اس نام سے مشہور ہوگیا تھا - دیکھو لوقا ۲۲ : ۷۰ - یوحنا ۱ : ۳۴ - ۱۱ - ۲۷ متی ۸ : ۲۹ - اب سوال یہ ہے کہ مسیح خود اپنے کو اور دیگر لوگ اسکو کس سبب سے خدا کا بیٹیا کہتے تھے کیا الفاظ " خدا کا بیٹیا" یہ سمجھانے کو تھے کہ وہ خدا کا ازلی بیٹیا ہے اور الوہیت مین خدا کے ساتھ ایک ہے اور یا کہ اسکی فوق العادت ولادت کے اظہار کے لئے اور اسی سبب سے بولے جاتے تھے یہ بات سب پر روشن ہے کہ عیسائی عموماً بیٹے سے مراد " ازلی بیٹیا" کہتے ہین اور یون اس لفظ کو مسیح کی الوہیت کو ادا کرنے کے لئے سمجھتے ہین اور یہ راے اتھانےسس کے عقیدہ پر مبنی ہے مگر میرے نزدیک یہ لفظ مسیح کی نادر انسانیت کو ادا کرنے کے لئے ثابت ہوتا ہے -

اولاً - لوقا ۱ : ۳۵ مین یہی سبب اسکے ابن خدا کہلانے کا بیان کیا گیا ہے اور بھی دیکھو گلتیون ۴ : ۴ -

ثانیاً - ابن خدا اور ابن آدم ایک ہی اصطلاح ہے - لوقا ۲۲ : ۶۹ ، ۷۰ - یوحنا ۶ (۲۷ ، ۴۰ - ۵ : ۲۶ ، ۲۷) - کیونکہ جسطرح باپ آپ مین زندگی رکھتا ہے اوسیطرح اوسنے بیٹے کو بھی دیا ہے کہ اپنے مین زندگی رکھے بلکہ اوسے اختیار دیا ہے کہ عدالت کرے اسلیئے کہ وہ ابن آدم ہے " - ان آیات مین جو کچھ بیٹے کی بابت کہا

مگر انجیل مین اسکی یہ تعبیر پائی نہین جاتی - یہ مسیح کی بابت ایک پیشگوئی ہے اور
یہ الفاظ کہ آج تو میرا بیٹا ہوا اوس دن کے پورے ہوئے جسدن مسیح مُردون مین سے
زندہ ہوا یعنے اوسدن مسیح خدا کا بیٹا ثابت ہوا جیسا اعمال ۱۳: ۳۲ سے ظاہر ہے
اور ہمکو خوشخبری دیتے ہین کہ اوس وعدہ کو جو باپ دادون سے کہا گیا تھا خدا نے ہمارے
لئے جو اونکی اولاد ہین بالکل پورا کیا کہ یسوع کو پھر جلایا چنانچہ دوسرے زبور مین لکھا
ہے کہ تو میرا بیٹا ہے آج مین تیرا باپ ہوا اور بھی دیکھو رومیون ۱: ۳) ہم خدا کا بیٹا ہونے
کے اس ثبوت کیطرف مسیح نے خود بھی اشارہ کیا تھا جب لوگون نے سوال کیا کہ کون
ہے اور مسیح نے جوابدیا کہ وہی جو مین نے تمھین شروع سے کہا... جب تم ابن آدم
کو اونچے پر چڑہاوگے تب تم جانوگے کہ مین ہون (یوحنا ۸: ۲۵) ۲۸) غرضکہ دوسرے
زبور والا بیان بھی الوہیت یا ازلیت کے لئے نہین ہے -

اب مین یاد دلاتا ہون کہ جو اعتراض باب چہارم و پنجم مین بھی مسیح کی الوہیت یعنی
اسکی قدرت اور ازلیت اور ہمہ دانی کے برخلاف لفظ بیٹے یا ابن آدم کی بنا پر کیئے گئے
مین سب رائگان اور ردی ہین اور مسیح جو رسول یا بندہ یا گڈریا یا اور درمیانی - یا سردار
کاہن ہے تو وہ بیٹا ہوکر ہے ان سب حالتون مین وہ سواے گناہ کے دیگر انسانون
کی مانند ہے اور خدا باپ کا حکم بجالانیوالا ہے مگر وہ جس کے سبب سب
چیزین اسکے ہاتھ مین دیگئین (یوحنا ۳: ۳۵) اور وہ جس نے اوس کو ایسے
خدمات کرنے کے قابل کیا ایسا کہ اونکے سبب سے اسکو زمین اور آسمان کا
سارا اختیار دیا گیا (متی ۲۸: ۱۸) اور وہ زندون اور مُردون کا خداوند ہوا

طور سے پیدا ہوا جسطرح لوقا ۱: ۳۵ مین بیان ہوا ہے آدم بھی اسطرح نہین پیدا ہوا تھا اور اسلیئے صرف مسیح اکلوتا بیٹا کہا جا سکتا ہے بنی اسرائیل کو بھی اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے مگر وہ کسی اور خصوصیت کے سبب کہا گیا ہے مگر کسی صورت مین اکلوتے بیٹے کے یہ معنی نہین معلوم ہوتے کہ ازل سے تولد ہوا۔

ثالثاً جب یہودیون نے لفظ خدا کے بیٹے کے سبب مسیح پر کفر کا الزام لگایا کہ ایسا کہکر تو اپنے تئین خدا کا بیٹا ٹھہراتا ہے (یوحنا ۵: ۱۸ - ۱۰: ۳۳ و ۳۶) اور درحقیقت اگر مسیح نے انسان ہوکر اپنے تئین خدا کہا تو یہ خدا کے برخلاف کفر تھا نہ کہ محض ایک ناشایستہ سخن جیسا کہ اکبر مسیح صاحب صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہین ٭ مگر مسیح نے انکے نتیجہ سے انکار کیا اور بتلایا کہ وہ کیون اپنے تئین خدا کا بیٹا کہتا ہے اور سمجھایا کہ بیٹا کہنے سے کفر لازم نہین آتا کیونکہ جنکے پاس خدا کا کلام آیا ہے انکو اللہ کہا ہے اور کفر لازم نہین آتا۔ مین جسے خدا نے مخصوص کیا اور دنیا مین بھیجا جب اپنے تئین خدا کا بیٹا کہتا ہون کفر لازم نہین آتا (البتہ مین یہ کہتا ہون کہ میرے کامون کے سبب جانو اور یقین کرو کہ وہ باپ مجھ مین ہے اور مین اوسمین ہون ،، آیت ۳۸) وہ جسکو یہودیون نے انسان کہا مسیح اوسکو خدا کا بیٹا کہتا ہے آیت ۳۳ بمقابلہ آیت ۳۶۔

رابعاً۔ مین نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ لفظ بیٹے کو مسیح کی الوہیت کا مترادف گردانے کے لئے زبور ۲: ۷ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

"تو میرا بیٹا ہے مین آجکے دن تیرا باپ ہوا،، کوئی راوی انجیل اس آیت کو مسیح کی الوہیت کا مترادف کرکے استعمال نہین کرتا ٭ لفظ آج سے مراد ازل کے لیئے جاتے ہین +

صاف یہ ہے کہ قدرت مین مین اور باپ ایک مین اسلئے بھیڑ ونکو نہ کوئی میرے ہاتھ سے چھین سکتا ہے اور نہ میرے باپ کے ہاتھ سے۔ کوئی شاگرد یا مخالف یہ گمان نکرے کہ وہ تو ایک محض انسان ہے اسلئے اُس سے چھن جاینگی کیونکہ وہ اور باپ قدرت مین ایک ہی ہین۔ باپ قادر مطلق ہے اور مین بھی قادر مطلق ہون۔ آیت ۳۰ مین روحانی یگانگت والی بات نہین ہے مگر چونکہ ایمانداروں اور خدا کی یگانگت کو مسیح اور خدا کی یگانگت کے مساوی کیا ہے اور اسوجہ سے یا تو مسیح مین الوہیت کا انکار کرنا اور یا شاگردون مین بھی الوہیت ماننا ضرور کہا گیا ہے اسلئے اس امر پر بحث ضروری معلوم ہوتی ہے۔

اسمین شک نہین کہ خدا کے ساتھ مسیح اور ایماندارونکی یگانگت کا ذکر ہوا ہے مگر پھر بھی بڑا فرق رکھا گیا ہے اور درحقیقت فرق ہے۔

(۱) جاننا چاہیے کہ خدا حاضر و ناظر ہے۔ کیا آسمان و زمین مجھ سے بھرے نہین ہین خداوند کہتا ہے؟ (یرمیاہ ۲۳: ۲۴) اور بھی دیکھو اعمال ۱۷: ۲۷ و ۲۸۔ اسی حساب سے تو بے ایمانون کے وجود بھی خدا کی روح سے خالی نہین۔ جہنم بھی خدا کی خدائی سے باہر نہین۔

مگر پھر بھی کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ خدا سب جگہ یکسان سکونت نہین کرتا (اعمال ۱۷: ۲۴) اور ایماندارون اور بے ایمانون مین یکسان نہین ہے خدا کے برتاؤ کے یہ طریق ہی ظاہر کرتے ہین کہ اسطرح سے مخلوق خدا نہین بنجاتے۔

(۲) یہ کہ خدا کا ایماندارون مین اور ایماندارونکا خدا مین رہنا (۱ یوحنا ۴: ۵) یعنے

(رومیون ۱۴: ۹) وہ اسمین وہ خدائی تھی جسکا امر دویم مین ذکر آتا ہے -

امر دویم

باپ - کلمہ - خدا

یہ وہ لفظ ہین جو مسیح مین الوہیت کو ادا کرنے کیلئے استعمال کئے گئے ہین مسیح نے اپنے مین کوئی غیر شے بیان کی ہے جو اُس سے وہ سارے نادر کام کرواتی ہے اُسکو لفظ باپ سے بیان کرتا کوئی یونی ٹیرین بھی ان اسباب کا انکار نکرتا ہوگا کہ باپ سے مسیح کی مراد خدا سے ہے اب مسیح نے صاف کہا کہ "مین اور باپ ایک ہین" یوحنا ۱۰: ۳۰، اور اسکو آیت ۳۸ مین یون بیان کیا ہے کہ "باپ مجھ مین ہے اور مین اوسمین ہون ۱ھ - اور پھر یہ کہا کہ "باپ جو مجھ مین رہتا ہے وہ یہ کام کرتا ہے" (۱۴: ۱۰) باپ کی جگہہ ان آیتو نمین لفظ خدا رکھکر دیکھو تو زیادہ صاف نظر آئیگا کہ مسیح اپنے مین خدائی کا دعوے کرتا ہے +

مگر اکبر مسیح صاحب نے اسکے معنی یون لکھے ہین کہ چونکہ باپ نے اوسکو بھیڑین انعام دی ہین اسلئے بھیڑون کے مالک اور قابض ہونے مین مین اور باپ ایک ہین اور پھر یہ کہ یہ روحانی یگانگت ہے اور ویسی جیسی سچے شاگردونکو بھی باپ کے ساتھ حاصل ہے یوحنا ۱۷: ۲۱-۲۳- اور ۱ یوحنا ۴: ۱۵ "کیا اس یگانگت سے شاگردون کو کسیطرحکا درجہ الوہیت حاصل ہو جاسے گا؟ باب چہارم صفحہ ۳۶-۳۹) +

مین اکبر مسیح کے مضمون کو قبول نہین کرسکتا کیونکہ آیت ۲۸ و ۲۹ باب ا یوحنا کا مطلب

ہے اور نہ مسیح نے یہ یگانگت شاگردون کے لیئے اسلیئے مانگی کہ وہ خدا بن جاوین لیکن صاف ظاہر ہے کہ انکے پاک ہونے (یوحنا ۱۷: ۱۹) اور ایمان اور محبت مین ایک ہونے (آیت ۲۰ و ۲۱) اور اوس یگانگت سے روحانیت مین کامل ہونے (آیت ۲۳) کے لیئے دعا مانگی گئی تھی اور یہ سب سامان اسلیئے ہے کہ جہان مین ہون میرے ساتھ ہوئین تاکہ وے میرے جلال کو جو تونے مجھے بخشا ہے دیکھین۔ (آیت ۲۴) جلال بخشے جانے وغیرہ کی نسبت القاب مسیح کی تنقیح کا جو امر اون مین کیگئی ہے خیال رکھا جاوے مسیح کی درخواست کے جواب کے لیئے دیکھو اعمال ۲: ۱-۴- ۱ قرنتیون ۲: ۴ تسلونیقیون ۱: ۵ رومیون ۱۵: ۱۳-

(۳) تیسری قسم یگانگت وہ ہے جو خدا اور مسیح یسوع مین ہے۔ ہر دو قسم یگانگت مذکورہ سے یہ بالکل متفرق ہے۔ اولاً مسیح کی بابت یہ بیان پایا جاتا ہے کہ جسطرح خدا ایمانداروں مین رہتا ہے اسیطرح مسیح بھی انمین رہتا ہے چنانچہ مسیح خود بھی کہتا ہے "مین اونمین اور تو مجھ مین" یوحنا ۱۷: ۲۳- اور پولوس رسول ۲ قرنتیون ۱۳: ۵- مین کہتا ہے کہ "کیا تم آپکو نہین جانتے کہ یسوع مسیح تم مین ہے" یاد رہے کہ مسیح بظاہر اور حقیقت مین ایک محدود جسمانی وجود تھا اسصورت مین وہ کسطرح اوروں مین رہسکتا تھا یا رہسکتا ہے جبکہ سیکڑون برس اسکو اس دنیا سے وداع ہوئے کو گذر گئے ہین؟ پھر رومیون ۸: ۹ مین ہے "پر تم جسمانی نہین بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خدا کی روح تم مین بستی ہے پر جسمین مسیح کی روح نہین وہ اوس کا نہین" یہان جیساکہ خدا کی روح ویسا ہی مسیح کی روح کا ایماندارونمین بسنا بیانکیا گیا ہے۔

انکا مسیح اور خدا مین ایک ہونا صرف یہ ہے یعنے انکا ایک دوسرے سے محبت رکھنا
اور یسوع مسیح کا اقرار کرنا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور خدا سے محبت رکھنا (۱ یوحنا
۴: ۱۲-۱۵، ۱۶) یہ ایماندارون مین روح کے پھل بیان کیئے گئے ہین (گلیتون
۵: ۲۲) یہ پھل ہونے سے خدا کے ساتھ یگانگت ہوتی ہے اور چونکہ کسی نے خدا کو
کبھی نہین دیکھا (۱ یوحنا ۴: ۱۲) تو خدا کے ساتھ کسی قسم کی یگانگت محال ہوتی
اسلیئے یہ بندوبست کیا ہے کہ اوسکی روح دلونمین اسطور سے اثر کرے جسطرح مسیح نے
فرمایا تھا - یوحنا ۳: ۸ - تاکہ یہ خوبیان ایماندارون مین پیدا ہو جائین اور اگرچہ
خدا کی روح کو انسان محسوس نہین کرسکتا توبھی ان باتون سے "ہم جانتے ہین کہ اوسنے
اپنی روح مین سے ہمین دیا" (۱ یوحنا ۴: ۱۲، ۱۳) اور یہی خدا کا ہم مین رہنا ہے
اس امر کی تشریح پولوس رسول یون کرتا ہے "مین تمھین جتاتا ہون کہ کوئی
نہین جو خدا کی روح سے بولتا یسوع کو ملعون کہتا ہے (جیسا یہودیون نے کہا)
اور کوئی بغیر روح قدس کے یسوع کو خداوند کہہ نہین سکتا ہے - پس نعمتین طرح
طرح کی ہین پر روح ایک ہی ہے اور خدمتین بھی طرح طرح کی ہین پر خداوند ایک ہی
ہے اور تاثیرین طرح طرح کی ہین پر خدا ایک ہی ہے جو سبھون مین سب کچھ کرتا ہے
وغیرہ لیکن وہی ایک روح یہ سب کچھ کرتی ہے پر جیسا چاہتی ہر ایک کو بانٹتی ہے
(۱ قرنتیون ۱۲: ۳-۱۱) ان آیتون مین خیال رکھا جاوے کہ لفظ روح - خداوند
اور خدا ایک ہی حیثیت مین آئے ہین - پولوس کے بیان سے بھی وہی بات ظاہر ہے
خدا کا ایماندار مین ہونا روح کی تاثیرون کا نمایان ہونا ہے نہ کہ لوگونکو خدا بنانا

خدا کی نسبت عدم محرمی مین قرار نہ دینا۔ یہ لکہکر کہ "کوئی بیٹے کو نہین جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہین جانتا مگر بیٹا۔ اور وہ جسپر بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہے"۔ (متی ١١: ٢٧) اور جو کچھ بیٹے نے باپ کو لوگون پر ظاہر کیا اسکا یوحنا ١٤: ٧ و ٩ سے ابھی حوالہ دیا گیا ہے کہ جسنے مجھے دیکھا اُسنے باپ کو دیکھا ہے کیونکہ مین اور باپ ایک ہین۔ نہ صرف قبضہ داری مین جیسا اکبر مسیح صاحب نے گمان کیا ہے۔ بلکہ قدرت مین۔ ایمانداروں کو پاک روح دینے مین۔ اور اپنی الہی روح سے انہین بسنے مین۔ اور ذات الہی کے محرم ہونے مین خدا اور مسیح ایک ہین:۔ اسلیے مین بھائی اکبر مسیح کے معنی نہین مان سکتا۔ اور اس قول سے کہ "مین اور باپ ایک ہین"۔ "باپ مجھ مین رہتا ہے۔" مسیح نے اپنے مین خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ دیگر لوگون و "الاُمحال عقل" خیال رہنے دین۔ کیونکہ اس بحث مین اسکا کچھ تعلق نہین۔ اور دوسری سوائے مسیح کے ابتک کوئی عقل ایسی نہین ہوئی جسنے الوہیت کا تجربہ کیا ہو۔

کلمہ۔ یہ ایک اور لفظ ہے جو مسیح کی الوہیت کو ادا کرنیکے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی مسیح مین جو الوہیت تھی اُسکا نام کلمہ رکھا گیا ہے۔ یہودیون کی ٹارگم سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی کے زمانہ مین ان لوگون مین یہ رواج ہو گیا تھا کہ۔ خدا کو لفظ خدا بولنے کے بجائے کلمہ۔ اور جلال۔ اور شخینہ۔ سے بیان کرتے تھے:۔ مثلاً پیدا ٣: ٨ مین خداوند کی آواز سنی گئی کے بجائے کلمہ کی آواز سنی گئی۔ ١٧: ٢٢ مین خدا اسکے پاس سے اوپر گیا کے بجائے۔ خدا کا جلال اوپر گیا۔ ٢١ مین خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا کے بجائے۔ کلمہ خدا اُس لڑکے کی مدد کرتا تھا:۔ پھر جہان کہین عہد عتیق مین

اسکے ساتھ ایک اور بات یہ ہے کہ مثل خدا کے مسیح بھی روح کو بھیجنے والا بیانکیا گیا ہے یوحنا ۱۴: ۲۶-لیکن وہ تسلی دینے والا جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا" بمقابلہ ۱۵: ۲۶-" پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے مین تمہارے لئے باپ کیطرف سے بھیجونگا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتی ہے" الخ ان بیانون سے ظاہر ہے کہ خدا اور مسیح مین بے مثل یگانگت ہے حتی کہ مسیح وہی کام کرنے کا دعوے کرتا اور کرسکتا ہے اور وہ بھی ویسی ہی قدرت اور وسعت کے ساتھ جیسا خدا کرسکتا ہے۔ ثانیاً۔ یوحنا رسول کہتا ہے کہ" خدا کو کسی نے کبھی نہین دیکھا" اور چونکہ اوسکے ساتھ یگانگت ہونی ضرور ہے اسلئے خدا نے اپنی روح کے وسیلے نیا جنم دینے کا بندوبست کیا ہے تاکہ اسطور سے خدا کو دیکھ سکین۔ مگر مسیح کہتا ہے کہ" اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے اور اب سے تم اوسے جانتے ہو اور اوسے دیکھا ہے"۔۔۔۔ جسنے مجھے دیکھا ہے اوسنے باپ کو دیکھا ہے کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین ہون اور باپ مجھ مین ہے یوحنا ۱۴: ۷ و ۹۔ فیلبوس سے گفتگو کرتے ہوئے تین بار مسیح نے یہ بات بیان کی اس سے ظاہر ہے کہ خدا اور مسیح مین ذاتی یگانگت تھی ورنہ مسیح یہ نہ کہتا کہ جسنے مجھے دیکھا اوسنے خدا کو دیکھا ہے۔ موسی جسکو جلوہ الہی کا دیدار ہوا اور اوسکا چہرہ بھی روشن ہوگیا یہ نہ کہ سکا۔ اب سے جسنے مجھے دیکھا اوسنے خدا کو دیکھا ہے مسیح اور خدا کی یگانگت مین ضرور کچھ نرالا بھید ہے ورنہ اوسکی بابت نہ کہا جاتا کہ" خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود مین ہے اوسی نے بتلا دیا" یوحنا ۱: ۱۸ ثالث مسیح اور خدا مین ہم ذات ہونے کا بھید ہے ورنہ مسیح سب نبیون اور پیغمبرون کو

اس فقرے مین لفظ خدا اور کلام پر صرف و نحو کی رو سے بھی کلام کہا گیا ہے بعضون نے
ان لفظون کو صفت موصوف اور بعضون نے مضاف اور مضاف الیہ بیان کیا ہے۔
لیکن یونانی کے مطابق ان لفظونکو مبتدا اور خبر جاننا صحیح ہے۔ یعنی کلام مبتدا۔ اور خدا
اسکی خبر ہے۔
مسٹر اکبر مسیح صاحب نے بھی اس کلمہ مین سے خدائی اڑانے کے لئے یونانی صرف و نحو
کی رو سے بحث کی ہے۔ اور یون لکھتے ہین کہ "ہمارے ترجمون مین اصل یونانی کی
رعایت نہین ہو سکتی اُنکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ جو لفظ خدا کے لیے آیا وہی کلام کے
لئے آیا۔ حالانکہ دونون جگہہ ایک ہی لفظ نہین ہے۔ کلام کو صرف θεος
(تھے آس) کہا ہے اور خدا کو ο θεος پہلا لفظ عام ہے۔ اور اسکے معنی
ایک خدا بھی ہین :۔ اس لفظ کا استعمال سوا ے خدا کے دوسرون کے لیے بھی
ہوتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر فریڈرک شلیوسنر لغت عہد جدید مین تسطیر فرماتے ہین کہ۔
مجازاً θεος کے معنی ہین۔ وہ جو باختیار و بحکم خدا عمل کرتا ہے وہ جو زمین پر
خدا کا نایب ہے۔ اسطرح حاکمون اور قاضیون کو خدا کہا ہے۔ یوحنا ۱۰: ۳۴:
۳۵ :۔ برخلاف اسکے ο θεος یعنی خدا مع حرف تعریف کے خاص ہے
اور سواے باپ کے کبھی دوسرے کے لیے مستعمل نہین ہو سکتا۔ کلام جسکے ساتھ تھا
اسکو دونون جگہہ ο θεος کہا مگر کلام کو صرف θεος کہا محض بلا وجہ اور
بلا ارادہ ایسا بھاری امتیاز الفاظ مقدس رسول نہین فرماتے۔" (باب پنجم صفحہ ۱۳)
اور پھر صفحہ ۱۴ روپیہ پر یہ لکھتے ہین کہ اس آیت مین کہ انسان ہو کر اپنے تئین خدا بنا تا کر۔

یہوداہ یا فرشتہ یہواہ کہا ہے مثلاً قاضیون ۶: ۱۱ تا ان تاعون کی بجائے طارگم والے میمرہ یعنی کلمہ۔ یا شخینہ استعمال کرتے ہین۔

اب مسیح مین وجہ استحقاق اس خطاب کی بجز الوہیت مسیح کے اور کوئی نظر نہین آتی: اسکے ساتھ یہ بھی جاننا چاہیے کہ یوحنا رسول نے اپنی انجیل خاصکر اُن بدعتیون کے برخلاف لکھی۔ جو مسیح کی الوہیت کا انکار کرتے تھے۔ اور کبھی اسکی حقیقی انسانیت کا بھی:۔ ایبی ان اور سرن تھس انہین مشہور تھے۔ اور ایبی ان کے پیرو اسی فرقے کی ایک شاخ تھے۔ یا اسی قسم کے خیال کا ایک فرقہ تھا۔ جو نصرانی کہلاتا تھا۔ اور جسکا بیان تحریر ہذا مین ذکر ہوا:۔ جیروم لکھتا ہے کہ "جب یوحنا ایشیا مین تھا جہان اُسوقت ایبی ان اور سرن تھس کی بدعتین اُٹھی تھین۔ جو انکار کرتی تھین کہ مسیح جسم مین آیا یعنی اسکی الہی ذات کا انکار کرتی تھین جنکو وہ اپنے خطون مین مسیح کا مخالف کہتا ہے... تو ایشیا کے قریباً سارے بشپون نے اسکو مجبور کیا۔ کہ ہمارے نجات دہندہ الوہیت کی بابت زیادہ صفائی سے لکھے" الحرس قبین۔ جلد ۳۔ چوتھا حصہ۔ باب ۱۴) بیان بیرونی ثبوت مین کہ کلمہ کا خطاب مسیح کو الوہیت کے سبب سے دیا گیا"۔

پھر یوحنا رسول نے خود جس غرض سے یہ خطاب مسیح پر استعمال کیا ہے۔ وہ آپ ہی صاف صاف تبلاتا ہے۔ یعنی:۔

کلام خدا تھا۔ عہد عتیق مین ذات الہی نادیدہ کی حالت ظاہر کو خدا اور جلال کہا گیا ہے۔ اور طارگم مین اُسکو شخینہ اور کلمہ کہا گیا ہے اور انجیل مین بھی جلال خدا اور کلمہ کہا گیا ہے۔ (امرایون ۱: ۳۔ یوحنا ۱: ۱) اور جو کچھ اصل مین وہ جلال یا کلمہ خدا ہی ہے اسلئے اسکو خدا کہا گیا۔

۱۰:۳۳ مین ہے۔ دونون مقامون مین لفظ θεος اگرچہ بغیر حرف تعریف کے ہے۔ مگر اصلی خدا کے معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ آرٹیکل صرف بسبب قاعدہ مذکورہ کی متروک ہے۔ اور یہی دیکھو عبرانیون ۸:۱۰۔ καὶ ἔσομαι αὐτοῖς εἰς θεόν یعنی اور مین اُنکا خدا ہونگا۔ یہان بھی اسی سبب سے θεον کے پہلے آرٹیکل متروک ہے مگر پھر بھی لفظ مین اور خدا اُسی اصلی خدا کی بابت ہین۔ پس اس فقرہ مین کہ۔ کلام خدا تھا لفظ خدا اصلی خدا کے معنی قایم رکھتا ہے۔ اور رسولون نے بہ وجہ مذکورہ یہ امتیاز رکھا ہے۔ نہ بلحاظ اس بات کے کہ کلام کو کوئی مجازی خدا ٹھہراوے۔

ثانیاً یہ کہنا کہ جب لفظ خدا حرف تعریف کے ساتھ آتا ہے تب اس سے بجز خدا کی کوئی دوسری ہستی مفہوم نہیں ہوسکتی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ دیکھو ۲ قرنتیون ۴:۴ مین شیطان کو اس جہان کا خدا کہا ہے۔ اور لفظ خدا حرف تعریف کے ساتھ آیا ہے۔ تو کیا شیطان کو اصلی خدا ٹھہرا لیا گیا ہے؟۔

ὁ θεὸς τοῦ αἰῶνος τούτου یعنی اس جہان کے خدا نے۔ پھر اعمال ۱۴:۱۱ مین بت پرستون کے دیوتون پر لفظ خدا بہ صیغہ جمع بولا گیا ہے اور حرف تعریف اسکے ماقبل ہے کہ οἱ θεοὶ ὁμοιωθέντες ἀνθρώποις یعنی دیوتے آدمیون کے بھیس مین۔ بموجب بحث اکبر مسیح صاحب کے رسولون کا لفظ ὁ θεός کو ان مقامون مین حرف تعریف کے ساتھ لکھنے کا ارادہ کیا یہ تھا کہ شیطان اور اُن دیوتون کو اصلی خدا ٹھہراوین؟ میرے نزدیک اکبر

(یوحنا ۱۰: ۳۳) جس لفظ کا ترجمہ خدا کر دیا ہے وہ θεός ہے مجرد یہ لفظ خدا کے معنی نہین دیتا - بلکہ عام ایک الٰہ مین - گوکہ خاص صورتون مین یہ لفظ خدا کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے - مگر اصل لفظ خدا اس لفظ کے ماقبل ایک آرٹیکل یعنی حرف تعریف مثل ὁ لگانے سے بنتا ہے جیسے ὁ θεός - جب یہ حرف لگایا تو بجز خدا کے کوئی دوسری ہستی اس سے مفہوم نہین ہو سکتی" پس ظاہر ہوا کہ کلام کو خدا سے مراد کسی حقیقی معنی مین خدا نہین کہا ہے بلکہ مجازاً خدا کا لقب اسکو دیا ہے -

اکبر مسیح صاحب کی اس تحریر کو مین ہرگز قبول نہین کرسکتا چنانچہ انکا کہنا کہ لفظ θεός جب بغیر حرف تعریف کے ہو تو اصل خدا کے معنی نہین دیتا - اور صرف کوئی مخلوق با ختیار خدا مفہوم ہوتا ہے - مین رد کرتا ہون - اور دوسرے یہ کہ جب خدا معہ حرف تعریف کے آتا ہے - جیسے ὁ θεός تو اس سے فقط اصلی خدا ہی مفہوم ہوتا ہے یہ بھی درست نہین ہے -

اولاً پہلی بات کی نسبت معلوم کرنا چاہیے کہ بعض حالتون مین لفظ خدا بغیر حرف تعریف کے کیون لکھا جاتا ہے جیسے یوحنا ۱: ۱ اور ۱۰: ۳۳ مین ہے - یونانی زبان کا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک اسم دوسرے کی خبر ہے تو آرٹیکل یعنی حرف تعریف مبتدا پر لگایا جاتا اور خبر پر متروک کیا جاتا ہے - جیسے ἡ ἡμέρα ἐγένετο νύξ یعنی دن رات ہو گیا - (ڈاکٹر ٹلی آن صاحب کی یونانی گرامر دفعہ ۹۱۱) اب اس فقرہ مین کلام خدا تھا - کلام مبتدا ہے - اور اسکے پہلے حرف تعریف لگا ہے - جیسے ὁ λόγος اور چونکہ لفظ خدا اسکی خبر ہے اسلیے اسکے ماقبل آرٹیکل متروک ہے - یہی حال

اور خصوصاً اس فقرے مین کہ – انسان ہوکر اپنے تئین خدا بناتا ہے – جہان لفظ خدا بغیر آرٹیکل کے اپنے اصلی معنی قایم رکھتا ہے :. دوسرے اگرچہ یہودیون نے اور باتون کی نسبت بھی کہا تھا – کہ یہ کفر بولتا ہے تاہم یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس آیت مین کفر سے مراد خدا کے حق مین کفر سے ہے – نہ کہ کسی دیوتا یا مہاتما کی حق تلفی کے خیال سے یہودیون نے یہ الزام کفر لگایا تھا – جیسا اکبر مسیح صاحب کہتے ہین – تیسرے سوچو کہ یوحنا ۱۰ : ۳۳ مین یہودیون نے لفظ خدا کو دیوتا یا مہاتما والے معنون مین استعمال کیا – اسلئے کہ اُسکے ماقبل آرٹیکل نہین ہے – مگر یہی الزام یہودیون نے اسوقت لگایا تھا – جب مسیح نے کہا کہ "میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور مین کرتا ہون"۔ (یوحنا ۵ : ۱۷) اسپر یہودیون نے یہ کہا کہ "خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئین خدا کے برابر کیا"۔ (آیت ۱۸) یہان خدا سے کون مراد ہے؟ مسیح نے کسکو باپ کہا – اور یہودیون نے جو اُس باپ کو خدا قرار دیا تو کس خدا سے اُنکی مراد تھی؟ کیا ابراہام یا داؤد سے؟ ایسی تعبیر کرنا بالکل ناجایز ہو اور یہ بھی خیال رہے کہ – اس آیت مین دو دفعہ لفظ θεος آیا ہے اور آرٹیکل اس سے پہلے ہے :.

[illegible] – اسکر مسیح صاحب کی تعبیر نہین چلتی :. چاہیے تھا کہ اصل یونانی کا واجبی طور سے خود بھی ملاحظہ کرتے – اور صرف کسی کے کہنے پر اصلاح نہ لکھتے – غرضکہ یوحنا ۱۰ : ۳۳ مین لفظ خدا عام معنی مین استعمال نہین ہوا ہے – بلکہ اصلی معنی مین ہوا ہے – بہتر ہے کہ – آپ آرٹیکل کی نسبت اپنا پروردہ خیال

مسیح صاحب کی بحث بالکل غلط ہے۔ اور اب ثابت ہے کہ حرف تعریف کے متروک ہونے سے کلمہ مجازی خدا نہین۔ لیکن حقیقی خدا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول نے اُن الوہیت کو جو مسیح مین تھی لفظ کلام سے بیان کیا کلام اور خدا یکسان ازلی اور ہم ذات ہین۔

خدا۔ یہ ایک اور لفظ ہے جو مسیح کی الوہیت کے لحاظ سے مسیح پر بولا گیا ہے۔ جیسا کلمہ کی مثال مین ظاہر ہوا۔ اور اور کئی جگہہ اپنے اصلی معنون مین مسیح پر بولا گیا ہے۔ مگر اکبر مسیح صاحب نے بیان کیا ہے۔ کہ یہ لفظ مسیح پر اُس معنی پر بولا گیا جس مین اور انسانون وغیرہ پر بولا گیا ہے اور اس لیے اسکی الوہیت کی دلیل نہین ہو سکتا:۔ چنانچہ لکھتے ہین کہ "یونانی لوگ بغیر آرٹیکل کے اس لفظ کو خاص خاص انسانون کے لیے بھی استعمال کرتے تھے ہر انسان کو جسے وہ بزرگ یا لطور دیوتا۔ یا مہاتما کے مانتے تھے وہ ⊖ ع ۵ کہتے تھے"..... "وہ لفظ خدا اس معنی مین اکثر جگہون مین اکثر بیبل مین استعمال ہوا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ مین نے موسیٰ کو فرعون کے لئے خدا سا بنایا (خروج ۷/۱) مین نے کہا کہ تم الہ یا خدا ہو۔ اور تم سب حق تعالے کی فرزند ہو:۔ (زبور ۸۲/۶) ہر چند افلاک اور زمین مین بہت ہین جو خدا کہلاتے ہین وغیرہ (افرنتون ۸/۵) یہودیون نے اسی معنی مین کہا کہ تو انسان ہو کر آپکو خدا بناتا ہے:۔ (صفحہ ۴۳-۴۴- باب چہارم)

ارٹیکل کی صحیح بحث سے معلوم ہوا کہ۔ اکبر مسیح صاحب کا نتیجہ درست نہین ہے اور تبلایا گیا کہ بعض حالتون مین آرٹیکل کیون لفظ خدا کے پہلے متروک کیا گیا۔

جب بتون کو الا کہا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ۔ جو آدمیون کے ہاتھون
سے بنے ہین۔ لکڑی اور پتھر کے جو نہ دیکھتے نہ سنتے نہ کھاتے نہ سونگھتے ہین۔
استثنا ۴: ۲۸ - پھر جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی الہ کے لیے قربانی کرے وہ
عذاب سے مارڈالا جاوے خروج ۲۲: ۲۰ - اور جب حاکمون کو الا کہا ہے
تو ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم بشر کیطرح مرو گے - زبور ۸۲: ۶و۷ - جب موسیٰ کو

قوی یا بہادر کے معنون مین خدا کے لئے بھی آیا ہے جیسے بیت ایل اور بہتیرے
اور نامون مین بھی۔ اگر حرف تعریف کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے (ہا۔ ایل یعنی
وہ قادر) تو عہد عتیق مین ہمیشہ یہوواہ خدائے برحق سے مراد ہے عربی نامون
مین بھی ایل کا سراغ نکالا گیا ہے۔ گو ایل کو ایک الہ جاننا عربون مین بہت قدیم
وقتون سے فراموش ہو گیا تھا.... الوآہ اور عربی اللہ ایک ہی لفظ ہے صیغہ
واحد مین الوآہ بیبل مین یکسان معنی رکھتا ہے صیغہ جمع مین مراد عموماً الہون یا
جھوٹے الہون سے ہو سکتی ہے۔ تاہم عہد عتیق مین یہ لفظ خدائے برحق کا مسلم نام
ہو گیا ہے - جو جمع کی صورت مین واحد کے معنی دیتا ہے - اور عربی مین الہ
بغیر حرف تعریف کے کسی الہ یا دیوتا کے معنی دیتا ہے - اور حرف تعریف کے
ساتھ یعنی آل۔ الہ یا اللہ محمد کے خدا کا نام ہو جاتا ہے (سائیس آف ریلیجن لکچرز)
عہد عتیق مین الوہیم کے مختلف استعمال کی یہ کیفیت ہے۔
یاد رہے کہ جب الوہیم اور کیوریَس خدا یا مسیح یا کسی اور پر بولے جاتے ہین
تو انمین مالک اور صاحب اختیار کے معنی قایم رہتے ہین۔

پھوڑدین
اب استعمال لفظ خدا کی بابت - جو کہا جاتا ہے کہ - یہ عام معنی دیتا ہے - اور خاص
خاص انسانون یا دیوتون کے لیے بولا جاتا ہے - تو کسطرح معلوم ہوسکے کہ فلان
موقعہ پر دیوتا یا شیطان - یا کسی بزرگ انسان یا خدا کے لیے بولا گیا ہے - ہمنے
معلوم کیا کہ آرٹیکل کوئی ہادی نہین ہے :. بس کیونکر تمیز ہوسکے کہ الوہیم عبرانی مین
یا تھیوس یونانی مین فلان مقام مین فلان شخص پر بولا گیا ہے -
اسی حالت مین موقع استعمال کو نگاہ رکھنا چاہیے - کلام اللہ مین جب یہ الفاظ
سواے خداوند تعالی کے اورون بولے گئے ہین - تو ساتھ ہی اور الفاظ سے
محدود یا موصوف ہین جنسے معلوم ہوسکتا ہے کہ یا کسی بزرگ انسان سے یا دیوتا یا شیطان سے مراد ہے

حاشیہ - یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ خدا کے علاوہ اورون پر یہ لفظ کیون بولے
جاتے ہین - خدا پر استعمال کیئے جانے سے پہلے یہ الفاظ لوگون کے درمیان
انسانون اور دیوتون پر بولے جاتے تھے - اور اظہار قدرت و اختیار کے لیے
خداے برحق پر بھی اختیار کیے گیے - پروفیسر میکس ملر صاحب کہتے ہین کہ شامی
قومون کے باپ دادون مین خدا کے سب سے قدیم نامون مین سے ایک ایل
تھا - اسکے معنی قوی - مضبوط ہین - بائبل کے کتابون مین اکثر کرکے آیا ہے - اور لفظ
بابل مین بھی یہی ہے - یعنی دروازہ یا سند ایل کا - عبرانی مین یہ اپنے عام یعنی

سبب سے ساری چیزیں پیدا ہوئیں اور ہم اُسکے وسیلے سے ہیں۔" اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کو خداوند کہنے سے یہ صل اسکو خداوندی میں خدا سے واحد کر ساتھ ایک ٹھہراتا ہے۔ اور مثل خدا کے اسکو ساری چیزوں کا سبب بتلاتا ہے پس مسیح کو خدا۔ اور خداوند کہنا خصوصیت رکھتا ہے۔ اور جو کسی اور مخلوق میں پائی نہیں جاتی۔ یعنی مسیح میں الوہیت کے لحاظ سے اسکو خدا۔ اور خداوند کہا گیا ہے ورنہ بظاہر تو وہ مثل اوروں کے ایک انسان ہی تھا۔ پس لفظ خدا کے استعمال کے موقعے خود ہی ظاہر کرتے ہیں کہ۔ یہ لفظ فلان جگہہ فلان معنی دیتا ہے۔

ان مقامات پر جو صریحاً مسیح مین خدائی کی وجہ ہی سے اسکو خدا بیان کرتے ہیں۔ اکبر مسیح صاحب نے طرح بطرح تاویلین کی ہیں۔ لیکن ترجمون میں ترمیم اور کمین مفسرون کی رائے پیش کرتے ہیں۔ پانچوین باب مین انکی ساری محنت اسی قسم کی ہے۔ اور بہتیری آیات جو الوہیت سے نسبت نہین رکھتی ہین۔ آپ نے پیش کرکے آپ ہی آپ بحث کی ہے۔ اسواسطے مین اُون کا ذکر نہین کرون گا۔

(۱) اس آیت پر کہ جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے۔ (رومیون ۹: ۵) اسکے تین ترجمے صفحہ ۹۹ پر لکھے ہیں وہ ریوائزڈ ورشن کے حاشیہ پر سے لئے گئے ہین اور اکبر مسیح صاحب ریوائزڈ ورشن اور پرانے انگریزی ترجمہ کو پسند نہین کرتے ہین۔ کیونکہ وہ اس جملہ کو مسیح سے منسوب کرتے ہین" اور حاشیہ والے ترجمون کو

کو خدا کہا تو یون کہا ہے کہ مین نے تجھے فرعون کے لئے خدا سا بنایا۔ اب اگر مسیح کو
خدا۔ اور خداوند کہنے کے ساتھ ایسی قیود لازمی ہین ہم ان لینگے۔ کہ انجیل
مین مسیح کو جو خدا۔ اور خداوند کہا گیا ہے۔ اسکی الوہیت کے لحاظ سے نہین
ہے :. مگر ایسا نہین ہے :. بلکہ خدا کے اصلی معنی مین مسیح کو خدا کہا گیا ہے۔
چنانچہ جب کہا کہ۔ کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (لفظ خدا پر صحیح بحث
پیش ہو چکی) تو ساتھ ہی صفت خالقی بھی کلام کو منسوب کی گئی ہے۔ اور سب
چیزین اُس سے موجود ہوئین " پھر بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ۔ اے خدا تیرا تخت
ابد تک ہے" :. یہ نبیون اور حاکمون کو الٰہ کہنے والی طرز نہین ہے :. دیکھو
عبرانیون ۱: ۸ - بمقابلہ زبور ۴۵: ۶ و ۷ پھر یہ کہا گیا ہو کہ "جسم کی نسبت مسیح
بھی انھین مین سے ہوا جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے " (رومیون ۹: ۵)
یہ عالمگیر اور ابدیت سواے خدا تعالیٰ کے اور کسی کو منسوب نہین کی جاتی۔
پھر یہ کہ۔ الوہیت کا سارا کمال اسمین مجسم ہو رہا" :. (قلسی ۲: ۹) یہ الوہیت
جو اسمین مجسم ہوئی وہی بات ہے۔ جسکو یوحنا رسول لکھتا ہو کہ "کلام مجسم ہوا" :.
پھر جب رسول بتون کی نسبت لکھتا ہے کہ "بت کچھ چیز نہین کیونکہ ہر چند
افلاک و زمین بہت ہین جو خدا کہلاتے (چنانچہ بہتیرے خدا اور بہتیرے خداوند
ہین) لیکن ہمارا خدا ایک ہے۔ جو باپ ہے۔ جس سے ساری چیزین ہوئین
اور ہم اُسی کے لئے ہین" :. (۱ قرنت ۸: ۴-۶) تو مسیح کو اُن خداوندون مین
سے علیحدہ کر کے کہتا ہے کہ "ایک خداوند ہے جو یسوع مسیح ہے جسکے

افسیوں ۱: ۳ - مبارک ہو خدا - اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا باپ وغیرہ -
ان سب مقاموں میں لفظ εὐλογητὸς اپنے موصوف سے پہلے لکھا گیا ہے
جیسے :-
εὐλογητὸς ὁ θεὸς - اور وہ موصوف ہمیشہ حرف تعریف کے ساتھ
آیا ہے :. سو حمدیہ فقروں کا یہ طرز ہے - لیکن رومیوں ۱: ۲۵ - اور ۹: ۵ - اور قرنتیوں ۱۱: ۳۱
میں یہ طرز بالکل نہیں ہے - کیونکہ یہ حمدیہ جملے نہیں ہیں لیکن ایک حقیقت کو جیسی
کہ وہ ہے بیان کیا ہے - یعنی خدا جو ہمیشہ مبارک ہے - ان تینوں مقاموں میں
لفظ εὐλογητὸς کی یہ کیفیت ہے - کہ اپنے موصوف کے بعد لکھا گیا ہے
اگر حمدیہ جملے ہوتے تو وہ طرز ہوتی جو رسولوں نے مقامات مسطورۂ بالا میں رکھی ہے
تا ہم - یہ پنکچوایشن والا بندوبست بالکل فرضی بات اور ایک بناوٹ ہے - جو
رومیوں ۱: ۲۵ - اور ۲ قرنتیوں ۱۱: ۳۱ سے ناجائز ٹھہرتا ہے اور تعجب ہے کہ ان
دو مقاموں میں اس جملہ کو جو ہمیشہ ستایش کے لایق ہے پنکچوایشن لگا کر ان مترجموں نے پارہ پارہ کیوں نہ
کر دیا اور ۹: ۵ میں پنکچوایشن کی سوجھ آئی ! اسلیے کہ موخر الذکر آیت کی رو سے مسیح خدا ثابت ہوجاتا ہے بزرگ
۱: ۲۵ - اور ۹: ۵ میں صرف اتنا فرق ہے کہ ۱ - ۱: ۲۵ والے جملہ میں لفظ خدا مکرر
نہیں آیا ہے - ضرورت نہ تھی - لیکن حرف جو کے پہلے لفظ خدا آچکا ہے جسکی طرف
جو نسبت رکھتا ہے :. اور ۹: ۵ والے جملہ میں لفظ خدا آیا ہے - اور یہ اسم
اشارہ جو کی خبر ہے - اور جو کا ماقبل مسیح ہے :. رسول اسرائیلی خاندان کی فضیلت
بیان کرتا ہے - حتیٰ کہ مسیح جسم کی نسبت اسی میں سے ہوا جسکی بڑی فضیلت ثابت

پسند کرتے ہین۔
کیونکہ وہ اس جملہ کو مسیح سے علیحدہ کرتے۔ اور صرف باپ کی حمد قرار دیتے ہین۔ (جہان
باپ کا کچھ بھی ذکر نہین) یعنی وہ جو سب کے اوپر خدا ہے ہمیشہ مبارک ہو۔
یا ہو" اور پھر کہتے ہین کہ "ہر شخص کو اختیار ہے کہ ان متعدد ترجمون مین سے
جسے چاہے قبول کرے کوئی نہین کہہ سکتا کہ ان مین سے کوئی ترجمہ بھی از روے
قواعد زبان یونانی غلط ہے :. ہم کوئی بنا ترجمہ اپنا ساختہ نہین پیش کرتے ہین
بلکہ انھین ترجمون مین سے ایک بہترین ترجمہ کو قبول کرتے ہین۔
میرے نزدیک وہ ترجمہ جنکو آپ قبول کرتے ہین قواعد یونانی کی رو سے صحیح
نہین ٹھہر سکتے :. یہ پنکچو ایشن والا اختلاف گریسباخ نے اپنی طبع یونانی انجیل
کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ اور ریوایزڈ ورشن والون نے اسکو اطلاعاً یا مصلحتاً
حاشیہ پر لکھا ہے :. لیکن دراصل وہ سب فرضی ترجمے ہین :. کیونکہ اولاً
انجیل مین حمد یہ جملے جنمین لفظ ευλογητος بمعنی مبارک یا ستایش
کے لایق آیا ہے ہمیشہ شروع جملے مین آتا ہے اور ہر حال مین لفظ ο ων سے
پہلے لکھا جاتا ہے۔ چند مثالین اسکی یہ ہین۔
یوحنا ۱۲: ۱۳۔ مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے اسرائیل کا بادشاہ
لوقا ۲: ۲۸۔ اور خدا کی تعریف کر کے کہا۔
۲ قرنتیون ۱: ۳۔ مبارک ہے وہ خدا وغیرہ۔
افسیون ۱: ۳۔ مبارک ہے خدا۔ اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا باپ وغیرہ

صحیح ہو کہ ۲ تمطاؤس ۲ : ۱۵ امین لفظ مبارک کیواسطے یونانی مین eulogetos لا
نہیں ہے - لیکن : - axaplos لا ہے - خیر کچھ مضایقہ نہیں - یہ ثابت ہوا
کہ یہ خطاب سب کہ سب کے اوپر خدا ہمیشہ مبارک ہے پولوس نے مسیح کی شان
کے لیے استعمال کیا ہے

یہ کوئی دلیل نہین ہے کہ - چونکہ اور جگہہ یہ استعمال نہین کیا اسلیے روم ۹ : ۵ مین بھی نہین
کیا ہے - یہ موقع ہے مسیح کی شان بیان کرنے کا تھا - جیسا روم ۱ : ۲۵ - اور ۲ قر
۱۱ : ۳۱ مین خدا باپ کی شان کا موقع ہوا - اور پھر حمد کے کلمے جیسے خدا کے حق مین
کہے گئے ہین ۲ تمطاؤس ۴ : ۱۸ - اُسکا جلال ابد تک ہووے - آمین ویسے ہی
مسیح خداوند کے حق مین کہے گئے ہین - ۲ پطرس ۳ : ۱۸ بلکہ ہمارے خداوند اور بچانے
والے یسوع مسیح کے فضل - اور پہچان مین بڑھتے جاؤ - اسی کا جلال اب ہو
اور ابد تک ہے امین پھر حکومت اور سرداری کی بابت دیکھو قلسیون ۲ : ۹ و ۱۰
"کیونکہ الوہیت کا سارا کمال اُسمین مجسم ہو رہا اور تم اُسمین جو ساری سرداری کا
سر ہے کامل بنے ہو " ظاہر ہے کہ یہ سرداری اور اس سرداری کی قابلیت مردیسی
مین الوہیت کے سبب سے تھی - جو اُسمین تھی - اور اسلیے جب کہا گیا ہے کہ
" ساری حکومت اور اختیار اور ریاست اور خاوندی پر اور ہر ایک نام پر جو نہ
صرف اس جہان مین بلکہ آنے والے جہان مین بھی لیا جاتا ہے بلند کیا "
افسیون ۱ : ۲۰) تو یہ اسلیے کہا جاتا ہے کہ مردیسی کو حقیقت مین یہ خدائی سرداری
ملی - اور یہ کہنا کبھی غیر نہ ہوگا کہ اسکو یا اسمین خدائی دیگئی - اور جہان جہان

مین ہے کہ وہ جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ٹھہرے۔ اور دوسرا قول یہ کہ انکا جسم کی نسبت مسیح [illegible]

انھین مین سے ہوا خود ہی دلالت کرتا ہے کہ اسکی نسبت کسی اور کے ساتھ بھی ہے۔

اور وہ نسبت یہ ہے کہ سب کے اوپر ہے خدا ہمیشہ مبارک۔

اس کیفیت سے معلوم ہوگیا کہ اس جملہ کو جملہ حمدیہ کہنا درست نہین ہے۔ اور

اس جملہ کو باقی فقرے سے جدا کرکے ایک نیا فقرہ بنانا بھی ناجائز ہے۔

مولانا اکبر مسیح صاحب نے چار ترجمے پیش کیے ہین۔ اور اُن مین سے اُن

دو کو پسند کرتے ہین۔ جو اس جملے کو ماقبل جملے سے علیحدہ کرکے خدا کی حمد ٹھہراتے

اور وہ یہ ہین (۲) انھین مین کا مسیح ہے۔ اندروئے جسم وہ سب کے اوپر خدا ہی ہمیشہ مبارک [illegible]

نمبر(۳) وہ جو سب کے اوپر ہے خدا ہی ہمیشہ مبارک۔ ناظرین کو خیال رہے کہ یہ ترجمہ کرنیکے لئے ایک

فعل ناقص داخل کرنا ضرور ہے۔ حالانکہ اصل عبارت جسطرح ہے اسمین ایک ہی

فعل ناقص ہے اور عبارت اصلی کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ انھین مین کا مسیح ہے اندروے

جسم وہ جو ہے سب کے اوپر خدا مبارک ہمیشہ۔

مولانا اکبر مسیح صاحب نے دو اور باتین پسندیدہ ترجمون کی تائید مین پیش کی ہین

(۱) یہ خطاب سب کے اوپر خدا ہمیشہ مبارک مقدس پولوس نے کسی ایک جگہ بھی

مسیح کے حق مین استعمال نہین کیا حالانکہ خدا باپ کو اس قسم کا خطاب مبارک اور اکیلا

حاکم دیا ہے (۱ تیمتھیس ۶: ۱۵) — (۲) آپ کی دوسری بات کی پہلی جز بھی

اسی قسم کی ہے۔ اور یہ حوالہ دیا ہے۔ ایک خدا جو سب کا باپ اور سب کے اوپر

(افسیون ۴: ۶)

کرتی ہے۔ اور یہ بالکل وہی بات ہے۔ جو یوحنا رسول نے اپنی انجیل ۱: ۱۴۔۱۶ مین لکھی ہے کہ۔ ”کلام مجسم ہوا۔ اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا۔۔۔۔۔ اور اسکی بھرپوری سے ہم سب نے پایا بلکہ فضل پر فضل۔“ اور قلس ۲: ۹ و ۱۰ یون ہے کہ۔ الوہیت کا سارا کمال اسمین مجسم ہو رہا۔ اور تم اسمین جو ساری سرداری اور مختاری کا سر ہے کامل بنے ہو۔“ اس کلام کو جو مجسم ہوا پولوس ساری الوہیت کا مجسم ہونا کہتا ہے۔ اور اس کلام مجسم سے جو کاملیت ایمانداروں کو حاصل ہوتی ہے دونوں مقامون مین یکسان بیان ہوئی ہے۔

مگر اکبر مسیح صاحب مقدس لوگون کو پھر پیش کرتے اور افسیون ۳: ۱۹۔ کو قلس ۲: ۹ کے مساوی قرار دیتے ہین یہ کہکر کہ الوہیت کا کمال جیسا مسیح مین کہا گیا ہے ویسا ہی ایماندارون مین کہا گیا ہے۔ اور کہ الوہیت کا سارا کمال جو انسان کو خدا کر لینا ممکن ہے وہ سب مسیح مین ظاہر ہوا۔ ورنہ کیا مقدس لوگ خدا کر سارے کمال تک بھر جا کر خدا ہو جائینگے۔

مین کہتا ہون ہرگز نہین۔ لیکن اگر آپ افسیون ۳: ۱۹ پر میرے ساتھ غور کرین تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ آیت بھی مسیح کو خدا ہی ثابت کرتی ہے اور وہ اس وجہ سے کہ جسکو قلس ۲: ۱۰۔ اور یوحنا ۱: ۱۶ مین مقدس لوگون کا مسیح کی کاملیت سے بھر جانا کہا ہے اُسکو افسیون ۳: ۱۹ مین خدا کی کاملیت سے بھر جانا کہا ہے۔ اس مساوات سے مسیح اور خدا ایک ہی ٹھہرتے ہین۔

اگر مسیح صاحب نے اس دینے جانے کی وجہ سے مسیح کی الوہیت کا انکار کیا ہو
تو بیان اس انکار کا جواب ہے۔ پھر بھی دیکھو اعمال ۱۰: ۳۶ "یسوع مسیح کی
معرفت جو سبھون کا خداوند ہے" یہ مسیح کے حق مین ویسی آیت ہے جیسی افسیون
۴: ۶۔ خدا باپ کے حق مین ہے کہ "ایک خدا جو سب کا باپ اور سب کے
اوپر ہے"۔

پھر کہتے ہین کہ۔ اس آیت مین ایک خاص یونانی لفظ ہے εὐλογητός ہے
جو انجیل مین بجز خدا کے کسی دوسرے کے لئے نہین ہوا۔ یہ لفظ مسیح کے حق مین
کبھی نہین آیا۔

شاید اکبر مسیح صاحب کے مطالعہ سے نہین گذرا ہوگا مین آپ کو ایک مقام
بتاتاہون جہان مسیح پر مخاطب کر کے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ دیکھو یوحنا ۱۲: ۱۲ و ۱۳۔
دوسرے روز بہت لوگ عید مین آئے تھے یہ سنکے کہ یسوع یروشلم مین آتا ہے کھجور
کے درختون کی ڈالیان لین اور اُسکے استقبال کو نکلے اور پکارے ہوشعنا!
مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے اسرائیل کا بادشاہ۔" مبارک
کیواسطے یونانی مین εὐλογημένος ہے متی رسول نے بھی یہی لفظ لکھا
ہے۔ (۲۱: ۹) اور ۲۳: ۳۹ بہر حال ثابت ہے کہ پولوس رسول نے روم ۹: ۵
مین جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے۔ مسیح کے حق مین کہا ہے۔ اور اُسکے
برخلاف سب تاویلین ردی ہین۔

(۲) یہ آیت کہ۔ الوہیت کا سارا کمال اسی مین مجسم ہو رہا۔ مسیح کو کامل خدائی منسوب

مین کہتا ہون کہ مسیح کی ذات ہی کا جھگڑا ہے - اور کہ ایمین الوہیت تھی یا نہین
مانتا ہون کہ بیشک یہ خدا کی مرضی سے ہوا کہ - الوہیت ابن مریم مین مجسم ہو -
اور جب الوہیت اسمین بسی تو انجیل اسمین کلام یا الوہیت کو مجسم تبلاتی ہے - اس
سے پہلے کلام کلام ہی تھا نہ کہ مسیح یا خدائے مجسم تھا - جیسا یوحنا ۱: ۱۔۱۴ سے
ظاہر ہے -

(۳) بیٹے کی بابت کہتا ہے ای خدا تیرا تخت ابد تک ہے " وغیرہ عبرانیون ۱: ۸ - یہ ایک
اور ایک اور آیت ہے جسمین مسیح کو خدا کہا گیا ہے - اور وہ اپنے جسمانی نمونے مین
نبی کاہن اور بادشاہ ممسوح کیا گیا - نبی نے زبور ۴۵: ۶ مین مسیح بادشاہ کی پیشین
پیشین گوئی کی - اور اگرچہ یہودی مسیح بادشاہ مین خدائی کا گمان نرکھتے تھے - تاہم
پولوس نے اس خبر کو مسیح بادشاہ کی شان خدائی کے لئے عبرانیون کے سامنے
پیش کیا ہے - مگر اکبر مسیح صاحب نے اس آیت مین سے الوہیت مسیح کو خارج
کرنے کے واسطے صفحہ ۱۰۵ - ۱۱۰ مین مختلف ترجمے اور مفسرون کی رائین پیش کی ہین
ا - مفسر روزن ملر کی راے پیش کرتے ہین کہ " وہ کہتا ہے کہ بعضے اصل کا یون
ترجمہ کرتے ہین خدا ہے تیرا تخت اور ایک نئے استعارہ سے خدا کو تخت کہا ہے -
کیونکہ وہ اس سلطنت کا موجد اور حامی ہے - اور گریسباخ کے متن کا ترجمہ
کہ خدا ہے تیرا تخت ابد تک سند اً پیش کرتے ہین - اور کہتے ہین کہ یہ راے درست
درست معلوم ہوتی ہے - (۲) کہتے ہین کہ بقول جان کالون اور دیگر مفسرین زبور
۴۵ یقیناً حضرت سلیمان کی شان مین تصنیف ہوا تھا - اور حضرت سلیمان کی بابت

اور پھر افسیون ۳: ۱۹ کی ماقبل آیات پر غور کرنے سے بھی یہی نتیجہ حاصل ہوتا ہے چنانچہ آیت ۱۶ مین خدا کی روح کی بابت یون ذکر ہوا ہے کہ "تم اسکی روح سے اپنی باطنی انسانیت مین بہت ہی زور آور ہو جاؤ۔" آیت ۷ امین مسیح کی بابت یہ لکھا ہے کہ "وہ مسیح تمھارے دلون مین ایمان کے وسیلے سے بسے اور تم محبت مین جڑ پیدا کر کے"...... اور مسیح کی محبت کو جو جاننے سے بھی باہر ہے جان سکو تاکہ تم خدا کی ساری بھرپوری تک بھر جاؤ۔" اب ظاہر ہے کہ روح کے وسیلے سے باطنی انسانیت مین زور آور ہونا۔ اور مسیح کا ایمان کے وسیلے سے مقدسون کے دلون مین بسنا اور مسیح کی بے بیان محبت کو جاننا خدا کی بھرپوری تک بھر جانا کہا گیا ہے۔ اس سے خدا کی روح اور مسیح اور خدا ایک ہی ثابت ہوتے ہین۔ کیونکہ ایک کے کام اور تاثیر مین بے تکلف دوسرے کو منسوب کیجاتی ہین۔ سو معلوم ہوا کہ مقدس لوگون مین خدا کی بھرپوری کیا ہے اور مسیح مین خدا کی بھرپوری کیا ہے۔ مسیح مین خدائی کی ساری بھرپوری اسبات مین ہے۔ کہ اس سے مقدس لوگونکو الٰہی کاملیت حاصل ہوتی ہے اس سے مسیح ساری سرداری اور مختاری کا سر ٹھہرتا ہے اس سے مسیح ساری چیزون کا جو آسمان اور زمین پر ہین خالق ٹھہرا ہے۔ اس کر وہ ساری چیزون کو بحال رکھتا ہے۔ (قلسیون ۱: ۱۶-۱۹) ایسی صاف باتون مین بیت تاویلین کرنا سوائے شہرت کے اور کس غرض سے ہو سکتا ہے؟

اگر مسیح صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ وہ مسیح کو بذات خاص یہ کمال الوہیت حاصل نہین ہے۔ بلکہ یہ خدا کا ایک انعام ہے کیونکہ صاف لکھا ہے کہ۔ خدا کو پسند آیا کہ سارا کمال اسمین بسے"۔

نہین ہے۔ بلکہ وہ جان سکالیس اور دیگر مترجمون کے ساتھ اُس رائے کو رد کرتا ہے جو زبور ۴۵ کو داوُد یا سلیمان کی بابت قرار دیتی ہے اور وہ یہی کہتا ہے کہ ہنگسٹن برگ کی اُن دلیلون کی تردید کردی ہے جنسے پولس اور ڈی ویٹ نے اِس زبور کو مسیح پر سے ٹالنے کی کوشش کی تھی۔ (یہ دونون راشنلسٹ تھے)۔ اور روزن ملر خود اس آیت کو یون تفسیر کرتا ہے کہ داوُد اُس بادشاہ کو جسے وہ مخاطب کرتا ہے خدا کہتا ہے حاکم کرکے نہین کیونکہ عبرانی لوگ اپنے بادشاہون کو اس خطاب سے کبھی نہین بولتے تھے۔ لیکن اس لیے کہ وہ اُسکو حقیقت مین فوق الانسان سمجھتا۔ اور اُسکی ابدیت کا ذکر اسبات کو واضح کرتا ہے۔ اسلیے کسدی مین الوہیم کے بجاے یہوواہ ہے۔ اور رسول عبرانیون کے خط مین کئی دلیلون سے مسیح کی الوہیت اور فضیلت ثابت کرتے ہوے اس مقام کو ثبوت مین پیش کرتا ہے۔ پس روزن ملر کے طرف سے تو آپ کی ساری باتون کا جواب ہے۔

اور حقیقت مین جاے غور ہے کہ جسحال مسیح نے خود کہا تھا کہ دیکھو یہان ایک سلیمان سے بزرگ ہے۔ تو مثنی اللہ تو کیا ضرور تھا۔ کہ پولس مسیح کو سلیمان جیسا ثابت کرے اور کیا تو کسی نے لفظ خدا ایہودیون کو چڑانے کے واسطے استعمال کیا تھا۔ کہ دیکھو تم سلیمان کو خدا کہتے ہو۔ تو ہم اسی طرح مسیح کو خدا کہہ سکتے ہین۔ اور کہہ کے سنا بھی دیا۔ تاکہ سلیمان اور مسیح کی برابری جتاوے۔ اور پھر جب رسول کہتا ہے کہ۔ زبور ۴۵ بیٹے یعنی مسیح کے حق مین ہے۔ تو کسی مفسر کی رائے کہ یہ داوُد یا سلیمان کی بابت ہے کیونکر

خدا سے پاک کا وعدہ ہوا تھا۔ تواریخ ۶ ؛ ۱۱-۱۳۔ اگر واقعی اس زبور مین حضرت سلیمان کو لفظ خدا سے خطاب کیا ہے۔ تو ضرور کسی مجازی معنی مین کیا ہوگا۔ کیونکہ اسکے ساتھ ہی لکھا ہے کہ۔ خدا تیرے خدا نے تجھے مسوح کیا۔ اگر حضرت سلیمان خدا نہین ہوسکتے۔ تو مسیح کیونکر اسلیے خدا ہوسکتے ہین کہ۔ بعد مین وہی خطاب انسے منسوب کردیا گیا۔

(۳) ابھی اسی مین شک ہے کہ تیرا تخت اے خدا ابدتک ہے۔ درست ترجمہ ہے۔ عبرانی عبارت کا درست ترجمہ یہ ہونا چاہئے۔ تیرا خدا کا دیا ہوا تخت ابدتک ہے۔ پس لازم ہے کہ اصل عبرانی کے موافق عبرانیونکے خط مین اس اقتباس کو درست طور سے یون پڑھین۔ تیرا خدا کا دیا ہوا تخت ابدتک ہے۔

پہلی اور دوسری تاویل کے جواب مین مین یہ کہتا ہون کہ گریسباخ کے متن کا ترجمہ جو آپ نے پیش کیا ہے وہ گریسباخ کے قیاسی ٹنکچوایشن کی بنا پر مین مسلہ سے مختلف ہے مگر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ علاوہ گریسباخ کے پنکچوایشن کی ہمیشہ پیروی نہین کرتے۔ چنانچہ شلز اور طلان نہ صرف دیگر قرات مین بلکہ پنکچوایشن مین بھی اپنے اپنے متن مین گریسباخ سے مختلف ہین اور اسکی پنکچوایشن کی رو سے بھی ترجمہ درست ہے۔ کہ تیرا تخت اے خدا ابد تک (ہے) نہ کہ خدا سے تیرا تخت ابدتک۔

اور مفسر روزن ملر کے طرف سے جو راے پیش کی ہے۔ وہ اسکی اپنی سہے

اور اگر ممسوح کیا جانا سولیون نے اس غرض سے لکھا ہے کہ مسیح مین الوہیت کا
احتمال بھی نہ رہے - اور وہ صرف ایک بندہ خدا ظاہر ہو - اور لفظ خدا مسیح پہ
مجازی معنی مین استعمال کیا ہے - تو ما بعد کی آیات مین یعنی ۱۰ و ۱۱ مین پھر اسکو
یہوواہ نہ کہتا - اور نہ خالقی اور ازلیت اور بے تبدیلی کی صفات مسیح کو منسوب کرتا -
لیکن تا کہ ظاہر کرے کہ بیٹا پچ خدا ہے اسنے ۱۰۲ زبور سے مسیح کے حق مین وہ بیان پیش
کیا ہے - جو سوائے یہوواہ خالق کے اور کسی مخلوق کی نسبت کہا نہین جا سکتا کہ
اُسے خداوند تو نے ابتدا مین زمین کی نیو ڈالی - اور آسمان تیرے ہاتھ کی کاریگری ہین
وے نیست ہو جائینگے پھر تو باقی ہے وغیرہ عبرانیون ۱: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ مقابلہ زبور ۱۰۲:
۲۴ - ۲۷ ؟

پھر یہ نیا استعارہ جو آپ نے لکھا کہ خدا کو انسان کا تخت کہنا درست ہے مین کیونکر مانون ؟ ایسا کوئی استعارہ
نہین یہ کسی کی رای ہے نہ استعارہ ہے - اور اسکی تردید مین مین بھی ڈاکٹر پائی سمتھ صاحب کا قول
پیش کرتا ہون کہ "خدا کو ڈھال اور قلعہ کہنا بسبب اسکی حمایت اور حفاظت کے
زیب دیتا ہے - اور خدا کی شان کو کم نہین کرتا - لیکن ہر امر مین معاملہ دگرگون ہے
تخت کی شان بادشاہ کی خصلت اور حکومت کی وجہ سے ہوتی ہے جو اسپر
بیٹھتا ہے - اب ازلی خدا کو ایک مخلوق کا تخت کہنا خالق کا تخت کہنا
خالق کی کسر شان ہے" -

(Dr. Pye Smith's Scrip
Testimony to the Messiah)

قبول کرسکتے ہین۔

زبور ۷۲ والی خبر کو سلیمان کے ساتھ نسبت دینے کے لیے۔ ا تواریخ ۱:۱۷- ۱۴ کا حوالہ دیا گیا ہے کہ "مین اُسکا تخت ابدتک پایدار رکھونگا۔ وغیرہ" اسپر یاد دلانا بہت ضروری نہین کہ یہ سب وعدے داؤد کی اولاد پر پورے نہ ہوے۔ اور سلیمان کا تخت ابدتک قایم نرہا۔ داؤد کے خاندان کا آخری بادشاہ یکونیاہ تھا اور اُسکی بابت یرمیاہ ۲۲: ۲۹-۳۰ مین یون لکھا ہے۔ "اے زمین زمین زمین خداوند کا کلام سُن خداوند یون فرماتا ہے۔ اس آدمی کو بے اولاد لکھو.... کیونکہ کوئی اُسکی اولاد مین سے بھی اقبالمند نہ ہوگا۔ کہ کبھی داؤد کے تخت پر بیٹھے اور یہودا پر سلطنت کرے۔" سو سلیمان والے وعدہ کا نوبت کی اولاد کی بے ایمانی اور شرارت کے سبب یہ حال ہوا۔ اب دوسری طرف غور کرو۔ کہ یہ وعدہ بدرجہ اولیٰ مسیح ابن داؤد کے حق مین تھا اور اُسکے مطابق اور یرمیاہ ۳۳: ۱۵-۱۷ اسکے مطابق فرشتے نے مریم سے کہا تھا کہ "وہ بزرگ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا۔ اور خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا۔ اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی۔" (لوقا ۱: ۳۲-۳۳) جبکہ داؤد اور مسیح مین یہ نسبت ہے تو ضرور ہے کہ زبور ۷۲ کی خبر مسیح ابن داؤد ہی پر خاص کیجاوے اور اس حیثیت مین مسیح بادشاہ ممسوح کیا گیا۔ اور یہ ممسوح کیا جانا اس کی الوہیت کے برخلاف دلیل نہین ہے۔ جیسا امر اوّل کی تنقیح مین بتلایا گیا ہے

اب اس کل بیان سے ظاہر ہے کہ مسیح اور اُسکے رسولوں نے باپ اور کلام اور خدا مسیح کی الوہیت کو ادا کرنے کے لیے استعمال کیئے ہیں۔ اور الوہیت بھی حقیقی معنوں مین نہ کہ مجازی معنوں مین۔ اور امر اول و دوم کی تنقیح سے خودی ظاہر ہے کہ مسیح مین دو ذاتین نہیں۔ ذات الٰہی اور ذات انسانی۔ اور اکبر مسیح صاحب نے جو صرف مخالف فرات پر زور دیا ہے اُنکی کیفیت بھی ناظرین کو بتلائی گئی ہین۔ اور اکبر مسیح کی یہ ایک طرفہ چال اُس ایت کے منشا کے مطابق نہیں ہے جو آپ نے اپنے رسالہ کے ٹیٹل پیج پر لکھی ہے کہ "سب باتون کو پرکھو بہتر کو اختیار کرو" (تسلوہ ۵: ۲۱)

تیسرا باب

الوہیت مسیح کے صریح ثبوت

صحیح ثابت ہوا کہ لفظ باپ - کلام - اور خدا - مسیح مین بھی نہ کہ مجازی الوہیت کو ادا کرنے کے لیے استعمال کیئے گئے ہین۔ اور اگر مسیح صرف انسان ہوتا تو یہ الفاظ اُسپر ہرگز نہ بولے جاتے۔ اور انجیل مین ان خطابون ہی پر یہ سلسلہ ختم نہیں کر دیا گیا ہے۔ بلکہ خدائی کام اور صفات بھی مسیح کو منسوب کیے گئے ہین۔ جو کسی مخلوق کے حق مین بیان کرنا کسی تاویل یا استعارہ سے زیب نہیں دیتا۔ اور نہ ویسے کام اور اوصاف کسی مخلوق کو منسوب کیے گیے ہین۔ دیکھو مسیح کے زمانہ مین لوگ اُسکی انسانی صورت کو دیکھکر اُسکی الوہیت سے منکر ہوئے۔ اسی سبب سے لوگ اب بھی بے ایمان رہتے ہین۔ اور اس

اور پھر جانے غور ہے کہ رسول مسیح کو فرشتوں سے افضل ثابت کرتا ہے۔ پر اگر مسیح
والے استعارہ کی رو سے وہ خدا کی موجد اور حامی ہونے کا ویسا ہی محتاج ہے جیسا
فرشتے محتاج ہیں۔ تو فضیلت کس بات میں ہوئی۔ یا تو رسول کی تقریر لچر ہے۔ اور
یا اگر مسیح کا استعارہ غلط ہے۔ یہ بالکل نامناسب ہے۔ کہ ترجمہ بدلنے کے ساتھ ہی
ایسے استعارے بھی تجویز کئے جاویں۔ یہ صرف اپنے مطلب کے واسطے عبارت کو
خراب کرنا ہے۔
تیسری تاویل میں عبرانی کا جو درست ترجمہ اپنے پیش کیا ہے۔ صرف ایک فرضی
بات ہے۔ نہ کہ عبرانی عبارت کا ترجمہ ہے۔ کیونکہ سپٹوا جنٹ یعنی عہد عتیق کا یونانی
ترجمہ اور پولوس رسول کا اقتباس باہم مطابق ہیں۔ بلفظ مطابق ہیں۔ اور عہد
عتیق کے اور سب قدیم ترجمے بھی انکے مطابق ہیں۔ اور عبرانی عبارت کے یہی معنی
بیان کرتے ہیں کہ۔ اے خدا تیرا تخت ابد تک ہے۔ اور یہ ترجمہ کہ۔ تیرا خدا کا
(دیا ہوا) تخت ابد تک ہے۔ یونہی ٹھہری ان لوگوں کی اپنی جدید تجویز ہے۔
اسلئے پولوس رسول کے اقتباس کو اپکے ترجمہ کے مطابق کرنا بے سند اور بے
جا ہے۔ اور واجب نہیں کہ پہلے کسی سبب سے مسیح کی الوہیت کا انکار کریں
اور پھر آیت کو جو الوہیت ثابت کرتی ہے تاویلوں اور غیر ترجموں میں برباد کریں
جیسا یورپ کے راشنل ازم والوں نے پہلے معجزہ کو ناممکن ٹھہرایا۔ اور پھر
بیبل کے ان بیانوں کی تاویلیں۔ اور الٹاؤ شروع کر دیے جنمیں معجزہ ثابت
ہے متن پر ایسی مہربانی دکھانا حقیقت میں اسپر ظلم کرنا ہے۔

ان آیات مین مسیح کی دونون ذاتون کا ارادہ بیان کیا گیا ہے :۔ کلام الہی حالت مین تھا کہ مجسم نہ تھا۔ اور اس غیر مجسم حالت مین وہ خدا تھا مگر مجسم ہوا۔ اور ہمارے درمیان رہا انسانی جامہ اختیار کر کے انسانون مین رہا بغیر اس جامہ کے وہ خدا کے ساتھ تھا: جب کہا کہ کلام مجسم ہوا تو کلام جسم مین سے نکل نہ گیا۔ ایسا کہ مسیح ایک جسم ہی رہ گیا۔ نہین۔ لیکن کلام خود ہی مجسم ہوا۔ اور ہمارے درمیان رہا :۔ پس مسیح مین کلام اور جسم دو جدا چیزین ہین اکبر مسیح صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲ مین خود ہی مانتے ہین کہ مسیح خدا نہ تھا خدا اُس کلام کو کہا مسیح جسکا ظہور ہے۔ کلام نے جسم مسیح مین ظہور پکڑا :۔ یہی میرا مطلب ہے اکبر مسیح صاحب مسیح کو خدا کہنے سے کاہے کو طرح دیتے ہین۔ جبکہ مانتے ہین کہ خدا اس کلام کو کہا ہے جس نے جسم مسیح مین ظہور پکڑا لفظ مسیح تو اُس کلام یا خدائے مجسم کا مسوح ہونے کی وجہ سے خطاب ہو گیا تھا۔ اور کسی ایک ذات کا مظہر نہین ہے۔ لیکن دونون ذاتون کے لیے یکسان بولا جا سکتا ہے

دوسرا شاہد

فلپ ۲: ۶، ۷، ۱۱ اُس نے خدا کی صورت مین ہو کے خدا کے برابر ہونے کو کوئی گرفت کر رکھنے والی چیز نہ جانا۔ لیکن اُس نے آپ کو ہیچ (یا خالی) کیا کہ۔ خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا :'' ان آیات مین رسول مسیح کی دو ذاتون کا مقابلہ کرتا ہے۔ کہ وہ انسان بنا۔ اور انسان بننے سے پہلے وہ خدا کی صورت مین تھا مگر اکبر مسیح صاحب نے صفحہ ۷۔ ۹ مین اس بیان مین سے مسیح کی الہی ذات کو خارج کرنے کے لیے اس عبارت کو ایسی تاویلین کی ہین۔ جو متن سے بالکل بیگانہ ہیر

انجیل مین مسیح کو خدائی کام اور صفات جو سوائے خدا کے اور کسی کو واجب نہین ہین۔ منسوب کی گئی ہین۔ تاکہ ظاہر کے موافق فتوی نہ دیوین۔ لیکن جانین کہ حقیقت مین یہ ابن آدم کون ہے کیونکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ "مسیح نے خدا کی صورت مین ہوکے خدا کے برابر ہونے کو ایک گرفت کر رکھنے والی چیز نہ جانا۔ لیکن اُس نے اپ کو ہیچ (ریاحالی) کیا کہ خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا۔" اس حال مین خدائی صورت مسیح کی انسانی شکل مین دکھائی نہ دیتی تھی۔ حتی کہ جب کبھی مسیح الوہیت کا دعوی کرتا۔ تو لوگ چونک جاتے تھے۔ اور کفر کا الزام لگاتے کہ "انسان ہوکر اپنے تئین خدا بناتا ہے۔

پہلی فصل

مسیح مین دو ذاتون کی صاف تمیز کی گئی ہے

انجیل کو پڑھنے سے ہم مسیح کو صرف انسان مان سکتے اور نہ فقط خدا۔ کیونکہ اسمین ذات الہی اور ذات انسانی دونون بیان کی گئی ہین۔ اور انجیل مقدس کے جن جن بیانون سے مین اسبات کا قایل ہون انکو بطور شاہد کے پیش کرتا ہون ؞

پہلا شاہد

یوحنا ۱: ۱ و ۱۴۔ ابتدا مین کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اور کلام مجسم ہوا۔ اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہوکے ہمارے درمیان رہا۔"

تو خدا نے اسکی وہ خدائی صورت جو انسانی جامہ مین گویا پوشیدہ ہوگئی تھی ظاہر کی یعنی جس جسم کے اختیار کرنے سے وہ پست حال ہو گیا تھا۔ اسی جسم مین وہ سرفراز کیا گیا:۔ اور خداوند ظاہر کیا گیا۔ اور سب سے مطلوب ہوا کہ۔ اسکے آگے گھٹنے ٹیکین آیت ۹-۱۱۔ رسول کی عبارت کے یہ صریح معنی ہین۔ او یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیح مین وہ جسکو خدا کی صورت کہا ہے اسکی انسانیت سی غیر شئی تھی۔

اور ڈاکٹر وہٹبی صاحب کے قول کی بابت واضح ہو کہ۔ وہ مسیح مین الہی ذات کے انکاری نہین ہین لیکن اس جا لفظ صورت سے ذات یا ماہیت کے معنی قبول نہین کرتے ہین۔

مگر ایک ظاہری نظارا بتلاتے ہین:۔ اور جو کیفیت اُنھون نے خدا کی صورت لکھی ہے۔ وہ جب تک کوئی خدا نہ ہو محض مخلوق کی ہو ہی نہین سکتی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ خدا کی صورت سے وہ دیدنی جلالی نور مراد ہے جسمین خدا رہتا ہے۔ (اتمط ۶: ۱۶) اور جس سے اُسنے اپنے تئین قدیم بزرگون پر ظاہر کیا (استثنا ۵: ۲۲ و ۲۴) اور جو گنتی ۱۲: ۸ من خداوند کی شبیہہ اور زبور ۳۱: ۱۶ مین چہرہ۔ خروج ۳۳: ۵ امین حضوری اور یوحنا ۵: ۳۷ مین صورت کہا گیا ہے۔ لفظ مارفی:۔

(μορφῇ) کے معنی ظاہر شکل ہے نہ کہ ماہیت یا ذات۔ دنیا کی ہونے سے پیشتر یہ صورت وہ باپ کے ساتھ رکھتا تھا۔ (یوحنا ۱۷: ۵۔ عبرانیون ۱: ۳

خدا کی صورت کی بابت ڈاکٹر ہوٹسی کا قول پیش کرتے ہین کہ "خدا کی صورت سے ماہیت الٰہی کا ظاہر ہونا اس قول سے کہ خادم کی صورت سے خادم کی ماہیت ظاہر ہوتی ہے۔ کچھ زیادہ پائیدار نہین ہے"۔ مسیح دراصل خادم نہ تھا بلکہ اپنی پست حالت مین خادم سا نظر آتا تھا۔ اسی طرح مسیح خدا بھی نہ تھا لیکن صرف خدا کی صورت تھا۔ اور اپنی جلالی ہستی مین خدا نہین۔ بلکہ خدا سا نظر آتا تھا: اور انسان بننا کی بابت لکھتے ہین۔ کہ وہ کوئی جلیل القدر بادشاہ۔ یا کوئی اور صاحب ثروت وشوکت نہین۔ بلکہ ایک معمولی اور ایک ادنی اور حقیر آدمی۔ جیسا کہ دراصل وہ نہ ظاہر ہوا۔ اس پستی کو اُسنے بہ رضا ورغبت خود قبول کرلیا تھا۔

میرے نزدیک یہ معنی بالکل بناوٹی اور ناجائز ہین کیونکہ رسول کے بیان مین دنیاوی بادشاہی اور غریبی کا مقابلہ نہین ہے۔ لیکن خدائی صورت اور انسانی صورت کا مقابلہ ہے: اور پھر یہ نہین لکھا ہے۔ کہ وہ خدا نہین تھا۔ صرف خدا سا نظر آتا تھا۔ بلکہ یہ کہ وہ خدا کی صورت ہے پر اُسنے اپنے تئین خدا کے برابر ظاہر کرنے کی خودہی حرص نہ کی: اور خادم سا نظر نہین آتا تھا۔ لیکن حقیقت مین خادم بنا۔ اور انسان سا نظر ہی نہ آیا۔ لیکن حقیقت مین انسان بنا: خدا سا نظر آنے کا کوئی ذکر نہین ہے۔ لیکن مسیح کی اپنی ہستی اور ارادہ اور کام کا ذکر ہے کہ۔ اگرچہ وہ خدا تھا۔ توبھی خدا کی صورت مین ہوکے اُسنے خدائی شان جتانے کی پروا نہ کی (خدا کے برابر کی اصل عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ ایسا ہونا جیسا خدا ہو) لیکن انسان کی شکل اختیار کی: اور جب وہ اپنا کام پورا کرچکا

وہ جلالی ہستی ہیچ ہوگئی پس آپ کی بات سے بھی ظاہر ہے۔ کہ خدا کی صورت ایک جلالی ہستی تھی۔ اور وہ انسان نہ تھی کیونکہ انسانیت کو اُسنے اختیار کیا :. بہرحال مسیح مین دو ذاتین ثابت ہین۔

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ مسیح کی بابت ہمیشہ یہ کہا گیا ہے کہ مسیح خدا کی صورت ہے ۔ انسان بھی خدا کی صورت ہے۔ خدا کی ماہیت کا نقش ہے۔ مگر یہ کبھی نہین کہا ہے کہ وہ خدا کی صورت پر بنایا گیا۔ جیسا کہ آدم کی بابت لکھا ہے۔ اور یا جیسا ایماندار وں کی بابت لکھا ہے کہ نئی انسانیت کو جو معرفت مین اپنے پیدا کرنے والے کی صورت کے موافق نئی بن رہی ہے پہنا ہے"۔ (قلس ۳: ۱۰) لیکن مسیح کی بابت لکھا ہے کہ۔ وہ خدا کی صورت مین تھا۔ انسان بنا۔ پس مسیح کی کسی خاص معنی مین خدا کی صورت ہے جسمین مقدس لوگ خدا کی صورت نہین ہوسکتے :.

نیسرا اشارہ۔

رومیون ۹: ۵۔ "اور جسم کی نسبت مسیح بھی انھین مین سے ہوا جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے"۔ الفاظ جسم کی نسبت ظاہر کرتے ہین کہ اسمین دوسری ذات بھی تھی۔ جو انسانیت سے نسبت نہ رکھتی تھی اور اُسکا ذکر بھی ساتھ ہی ہوا ہے کہ۔ وہ سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے :. اگر کسی اور انسان کی نسبت یہ کہا جاوے کہ۔ وہ جسم کی نسبت انسانون مین سے ہے۔ تو بےمعنی کلام ہوگا۔ اور سوائے مسیح کے ایسے محاورے کسی اور پر جم نہین سکتے۔ کیونکہ وہی ایک ہے جو انسان بننے سے پہلے کچھ اور تھا۔ انسان نہ تھا۔

اور اسی کے ساتھ وہ آخری دن پھر ظاہر ہو گا (متی ۱۶: ۲۷)" اب انہی مقامات سے ظاہر ہے کہ۔ فقط خدا ہی اپنی یہ صورت رکھتا ہے۔ اور اگر مسیح باپ کے ساتھ یہ صورت رکھتا تھا۔ تو وہ ضرور باپکے ساتھ ذات مین ایک تھا۔ اور فقط اس خدائی یگانگت کی وجہ سے خدا کی یہ ظاہرا صورت بھی رکھ سکتا تھا پس وہٹنی صاحب کے بیان کی روسے مسیح باپ کے ساتھ ذات الٰہی مین ایک ہی ثابت ہوتا۔ مگر اسنے خدا کی صورت کو یا خدا کی ظاہرا شان وجلال کو خدا کی طرح ظاہر کیا۔

بلکہ اسکو انسانی جامہ مین چھپایا :: اس بیان سے بھی مسیح مین دو ہی ذاتین ثابت ہوتی ہین۔

مین برادر اکبر مسیح کو بھی بے دل نہین کرنا چاہتا اور انکے معنون کو یونہی پھینک دینا گوارا نہین کرتا :: آپ لکھتے ہین کہ۔ اس نے برضا ورغبت خود یہ پستی اختیار کی تھی مین پوچھتا ہون۔ یہ رضا ورغبت کسکو ہوئی تھی؟ اگر مسیح لفظ انسان تھا تو مثل اور انسانون کے وہ اپنی انسانی ہستی سے پہلے ہستی مین نہ تھا۔ اور اس امر مین اپنی رضا ورغبت ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ ہان آپ نے ایک جلالی ہستی مسیح کو منسوب کی ہے۔ مگر اس جلالی ہستی کا کچھ بیان نہین بتلایا کہ۔ آیا اسکی جلالی ہستی کو یہ رضا ورغبت ہوئی۔ کہ انسانی جامہ قبول کرے :: اگر بات یہی ہے تو ظاہر ہے کہ مسیح ہمیشہ انسان نہ تھا۔ مگر ایک جلالی ہستی تھی۔ جو انسانیت سے غیر تھی۔ کیونکہ انسانی صورت مین آنے سے

توبھی ایمان لایا کہ - اے میرے خداوند - اور اے میرے خدا (یوحنا ۲۰ : ۲۸) اور
مسیح نے ایسا ایمان لانے والوں کو مبارک کہا :. اس سے ظاہر ہے - کہ رسولوں
نے مسیح کو خداوند - اور خدا کہنا خود مسیح سے سیکھا تھا - اور لحاظاً نہیں - بلکہ حقیقتاً
اسکو خداوند[۱] اور خدا کہتے ہیں -
جاننا چاہیئے کہ مسیح میں دو ذاتیں ہونے کے سبب سے حسب موقع انسانی
عضاء - اور خدائی کام اور نام اور صفات بتلائے جاتے ہیں :. کیونکہ باوجود
دو مختلف ذاتوں کے وہ ایک ہی شخص ہے :. ایک ادنیٰ مثال جسکی یہ ہے کہ جیسا
ہر انسان میں روح اور جسم دو مختلف چیزیں ہیں - تاہم ہر ایک آدمی ایک ہی شخص ہے -
روحانی اور جسمانی کام ایک ہی شخص کو منسوب کیے جاتے ہیں :. ایسا ہی مسیح یسوع میں
کامل انسانیت اور کامل الوہیت گو دو جدا ذاتیں ہیں - مگر مسیح شخص ایک ہی ہے :.
یعنی جب اسکو رسول - یا ابن آدم یا باپ کا فرمانبردار کہا جاتا ہے - تو بھی کچھ ہرج نہیں - اور اگر کلام یا خدا
کہا جاتا ہے تو بھی - یسوع مسیح کی عظمت اور شان اسی طور سے ہے :. ان میں سے کسی کا
انکار کرنا اسکی کسر شان ہے :. یہی سبب ہے کہ - گو مسیح انسانی جامہ میں تھا تو
بھی کہتا ہے کہ - میں اور باپ ایک ہیں :. میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں
ہے :. جسنے مجھے دیکھا ہے باپ کو دیکھا ہے :. پیشتر اس سے کہ ابرہام ہو میں ہوں
اور یہی سبب ہے کہ - گو اسمیں الوہیت تھی - تو بھی کہتا ہے کہ - وقت آیا ہے -

---

حاشیہ[۱] لفظ خداوند یونانی میں ہے (کیوری اس) کی بابت بھی
کہا گیا کہ - خدا اور انسان اور مسیح کے لئے بولا گیا ہے -

چوتھا شاہد

اکبر مسیح صاحب باب دوم کی فصل دوم اور صفحہ ۴۲ پر لکھے ہین کہ "مسیح نے دو ذاتون کا اظہار اپنے کسی قول مین بھی نہین کیا۔ انجیل سے اس مسئلہ کی کوئی سند نہین ہے۔" مگر میرے نزدیک مسیح نے طرح بطرح ظاہر کیا۔ اور اُسکے کلام اور کام کا یہ بڑا نشانہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر لوگ اِس راز کو نہین سمجھتے تھے۔

(یوحنا ۶: ۳۱: ۴۴) دیکھو مسیح نے فرمایا۔ کہ مین آسمان پر سے اسلئے نہین اُترا وغیرہ (۶: ۴۱) یہ بات لوگ نہ سمجھے اور کہا۔ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہین جسکے باپ اور ما کو ہم جانتے ہین۔ پھر وہ کیونکر کہتا ہے۔ کہ مین آسمان سے اُترا ہون؟ پھر فرمایا کہ "مین خدا سے نکلا اور آیا ہون۔ کیونکہ مین آپ سے نہین آیا۔ پر اُسنے مجھے بھیجا۔ تم میری عبارت کیون نہین سمجھتے؟ (۸: ۴۲، ۴۳) ان قولون سے ظاہر ہے کہ مسیح انسانیت کے سوا کچھ اور تھا جسکی وجہ سے وہ کہتا ہے مین آسمان سے اُترا۔ اور مین باپ سے نکلا اور آیا ہون زمین پر ظاہر ہونے سے پہلے وہ آسمان پر تھا۔ خدا مین تھا۔ آپ مسیح کا کلام کیون نہین سمجھتے اور ناحق کہتے ہو کہ مسیح نے دو ذاتون کا اظہار نہین کیا۔ مسیح نے یہانتک فرمایا کہ۔ تم نے صورت الٰہی کبھی نہین دیکھی ہے (یوحنا ۵: ۳۷) لیکن جس نے مجھے دیکھا ہے اُسنے باپ کو دیکھا ہے۔ کیونکہ مین باپ مین ہون۔ اور باپ مجھ مین ہے (۱۴: ۹ و ۱۱) اُسکی انسانیت سب پر ظاہر تھی۔ اور رسالت بھی اور طرح ثابت تھی۔ لوگ اُسکے قایل تھے۔ پھر ایسی باتین کہنے سے کیا فائدہ تھا؟ اور مسیح کی ان باتون کے مطابق جب تھوما شاگرد نے کامل ثبوت دیکھ لیا تو اگرچہ مسیح کو اپنے موافق ایک انسانی شکل مین دیکھ رہا تھا

علامت ۱۱"۔ ایسا کلام نہ صرف محض خدا۔ اور نہ صرف محض انسان کی نسبت کیا جاسکتا ہے۔ لیکن فقط اسکی نسبت کہا جاسکتا ہے۔ اور کہا گیا ہے جسمین الوہیت اور انسانیت دونون تھین۔ اور وہ یسوع مسیح ہے۔

دوسری فصل

مسیح مین الوہیت کی لازمی صفات کا بیان

پہلے باب مین بیان کیا گیا تھا کہ (۱) خدا ایک ازلی ذات ہے (۲) خالق وہی ہے۔ (۳) خدا ہمہ دان ہے (۴) خدا ہی ہر چیز کا سنبھالنے والا ہے (۵) خدا حاضر و ناظر ہے:. یہ باتین سوا ے خدا کے کسی اور کے حق مین نہین کہی جاسکتی ہین جو صرف مخلوق ہو اور انھین باتون کے سبب خدا کو بے مثل کہا جاتا ہے:. اگر یہ باتین مسیح کے حق مین کہی گئی ہون تو مسیح کو خدا ماننے مین کسی بشر کو کیا عذر ہے۔

کلام جو مجسم ہوا ازلی ہے

جب مسیح کو ازلیت منسوب کیجاتی ہے۔ تو لحاظ اسکی الوہیت کے کیجاتی ہے۔ نہ سلئے کہ وہ خدا کی ازلی تقدیر مین تھا۔ جیسا سوسینی ان کہتے ہین:. مین مان سکتا ہون کہ مسیح کا ازل سے کفارہ ہونے کے لئے مقرر کیا جانا۔ جیسا اعمال ۲: ۲۳۔ اور افسیون ۳: ۱۱۔ ا پطرس ۱: ۲۰۔ اور مکاشفات ۱۳: ۸۔ مین لکھا ہے اسکی ازلی ہستی کی دلیل نہین ہے۔ جیسا ایماندارون کا ازل سے مسیح مین چنا جانا (افسیون ۱: ۴۔ ۲ تیمتھیس ۱: ۹) انکی ازلی ہستی کی دلیل نہین ہے۔ مگر جب مسیح کو ازلیت منسوب کی گئی

کہ ابن آدم جلال پاوے - (یوحنا ۱۲: ۲۳) میرا باپ مجھ سے بڑا ہے ۔ (یوحنا ۱۴: ۲۸)

مین آپ سے کچھ نہین کرتا مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھایا ہے مین وہ باتین کہتا ہون (۸: ۲۸) اور ہی سے رسولون نے بھی مسیح کی بابت مشترک بیان کیا ہے دیکھو قلسیون ۱: ۱۵-۲۰ "وہ ان دیکھے خدا کی صورت ہے اور وہ ساری خلقت کا پہلوٹھا ہے - کیونکہ اُس سے ساری چیزین جو آسمان پر اور زمین پر ہین - دیکھی اور ان دیکھی کیا تخت - کیا حکومتین - کیا ریاستین - کیا مختاریان پیدا کی گئین ساری چیزین اُس سے اور اسکے لیے پیدا ہوئین - اور وہ سب سے آگے ہے - اور اُس سے سب چیزین بحال رہتی ہین ۔ کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا - کہ سارا کمال اُسمین بسے ۔ اور اُسکے خون کے سبب جو صلیب پر بہا صلح کر کے ساری چیزون کو کیا وے جو زمین پر ہین کیا وے جو آسمان پر ہین - اُسی کے وسیلے اپنے سے

بقیہ حاشیہ - اور اسلیے مسیح کی الوہیت کی دلیل نہین ہوسکتا واضح ہو کہ یہ لفظ خواہ کسی پر بولا گیا ہے بہر حال مین خداوندی یا صاحبی کے معنی دیتا ہے نہ کہ ذات کے - پس اس حال مین اس لفظ کی رو سے خدا اور انسان مین کیونکر تمیز ہوسکے - کسی خداوند کی بڑائی یا چھوٹائی اس لفظ سے نہین معلوم ہوسکتی لیکن خداوندی کے اختیار کی قسم وسعت سے معلوم ہوگی - اور انجیل مین کہین نہین دیکھتا کہ جس معنی مین یہ لفظ مسیح پر بولا گیا ہے اُس سے بہتر اور وسیع معنی مین خدا پر بولا گیا ہو - جیسا آیندہ سے ظاہر بھی ہو جاوے گا - پس اس لفظ کا عام معنون مین استعمال کیا جانا مسیح کی الوہیت کے برخلاف کچھ دلیل نہین ہوسکتا -

پھر جیسا خدا کی بابت لکھا ہے کہ۔ ابتدا مین خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ (پیدا ۱:۱) اُسی طرح کلام کی بابت لکھا ہے کہ ابتدا مین کلام تھا۔ اور سب چیزین اس سے موجود ہوئین"۔ پس کلام کو جو مجسم ہوا صریحاً ازلیت منسوب کی گئی ہے۔ اور تا کہ کلام کو بھی ابتدا و الانہ سمجھا جاوے۔ رسول بتلاتا ہے کہ۔ ابتدا مین کلام کہان تھا "وہ خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا"۔

اکبر مسیح صاحب صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہین کہ "ہم نہین سمجھتے کہ اس آیت سے کیونکر الوہیت مسیح اخذ کی جا سکتی ہے۔ اسمین یہ تو نہین ہے۔ کہ ابتدا مین مسیح تھا۔ اور مسیح خدا کے ساتھ تھا۔ اور مسیح خدا تھا۔ خدا اُس کلام کو کہا ہے مسیح جسکا ظہور ہے۔" یہ بھی آپ کو خوب سوجھی۔ آنکھ کھا کے ناک بتلائی ہے۔ واضح ہو کہ انجیل مین یہ نہین لکھا ہے کہ۔ کلام مجسم ہونے سے پہلے مسیح تھا۔ مگر کہ کلام جو ازل سے تھا۔ اور خدا تھا۔ وہ مجسم ہوا۔ اور کلام مجسم کا خطاب مسیح ہے۔ جسکا احوال انجیل مین بیان کیا گیا ہے۔ ہمارا دعویٰ انجیل کی رو سے یہ ہے کہ مسیح مین الوہیت تھی حقیقی اور ازلی الوہیت۔ اور پھر یہ کہ وہ کلام مجسم مسیح ہی تھا۔ رسول نے نامہ اول ۱:۱ و ۲ مین صاف کہدیا ہے جہان وہ اُس کلام کو زندگی کا کلام۔ کہتا ہے۔ جو شروع سے تھا۔ اور اُسکو ہمیشہ کی زندگی جو باپ کے پاس تھی قرار دیتا ہے۔ اور آیت ۳ مین اُسکو خدا کا بیٹا یسوع مسیح کہتا ہے۔ وہی جسکو رسولون نے اپنی آنکھون سے دیکھا۔

تو اسکی الہی ہستی کو منسوب کی گئی ہے چنانچہ۔

مسیح اپنی واقعی پیش ہستی کا یون بیان کرتا ہے۔ "پیشتر اس سے کہ ابرہام ہوئیں ہون۔" (یوحنا ۸ : ۵۸) جس موقعہ پر یہ کہا وہان زمانہ کی بابت سوال تھا۔ "اُے باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اُس جلال سے جو مین دنیا کی پیدایش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے۔" (یوحنا ۱۷ : ۵) پھر دیکھو یسعیاہ ۴۴ : بمقابلہ مکاشفات ۲ : ۸ "خداوند اسرائیل کا بادشاہ اور اسکا نجات دینے والا رب الافواج یون فرماتا ہے۔ کہ مین اول اور مین آخر ہون۔ اور میرے سوا کوئی خدا نہین" "اور سمرنا کی کلیسیا کو یون لکھ کہ وہ جو اول و آخر ہے۔ اور موا تھا اور جیا ہے۔ یہ باتین کہتا ہے۔

یوحنا رسول کلام کو جو مجسم ہوا تھا۔ ازلیت منسوب کرتا ہے۔ "ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا مین خدا کے ساتھ تھا" (۱: ۱ اور ۲) اور تاکہ ظاہر کرے کہ کلام سے مراد شخص۔ یا ماہیت ہے۔ وہ اُسمین زندگی اور قدرت بیان کرتا ہے :۔ لفظ ابتدا اور خدا کے ساتھ ہونے سے رسول کلام کی ازلیت قایم کرتا ہے :۔ چونکہ سب چیزون کا ابتدا خدا ہے۔ اور اُنکے ابتدا سے پہلے خدا ہی ہے۔ اسلئے خدا کی بابت کہا گیا ہے۔ کہ وہ اوّل و آخر ہے۔ (یسعیاہ ۴۴ : ۶) اور جو کچھ پیدایش سے پیشتر ہے وہ ضرور ازلی اور خود ہست :۔ اسیطرح کلام کی بابت رسول کہتا ہے کہ وہ ابتدا مین تھا وہ اُسکا خلق ہونا بیان نہین کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ سب چیزین اس سے موجود ہوئین :۔ ابتدا چیزون کا ہوا۔ مگر کلام اُسوقت تھا۔

ہین - وے نیست ہوجاینگے پر تو باقی رہے گا - اور سب پوشاک کی مانند پرانے ہونگے - اور چادر کی طرح تو اُنھین لپیٹیگا - اور وے بدل جائینگے - پر تو وہی ہے اور تیرے برس جاتے نرہینگے -

وہ ہمہ دان ہو

متی ۱۱: ۲۷ - میرے باپ سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ہے اور کوئی بیٹے کو نہین جانتا - مگر باپ - اور کوئی باپ کو نہین جانتا مگر بیٹا - اور وہ جسپر بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا - "پھر جیسا خدا کی بابت کہا گیا ہے کہ " تو ہان تو ہی اکیلا سارے بنی آدم کے دلون کو جانتا ہے " (۱ سلاطین ۸: ۳۹) اسی طرح مسیح کی بابت لکھا ہے - وہ کہتا ہے کہ - ساری کلیسا دن کو معلوم ہو گا - کہ مین وہی ہون - جو دلون اور گردون کا جانچنے والا ہے - اور مین تم مین سے ہر ایک کو اُس کے کامون کے موافق بدلا دونگا :. مکاشفہ ۲: ۲۳ - پھر یوحنا ۲۱: ۱۷ - مین پطرس کہتا ہے " اے خداوند تو تو سب کچھ جانتا ہے - بلکہ تجھے معلوم ہے کہ مین تجھے پیار کرتا ہون - یسوع مسیح نے اُسے کہا میری بھیڑین چرا "

وہ حاضر و ناظر ہے

متی ۱۸: ۲۰ - مسیح نے فرمایا کہ " جہان دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہون - وہان مین اُنکے بیچ ہون " محض انسان نہ ایسا کہہ سکتا اور نہ کر سکتا ہے :. پھر ۲۸: ۲۰ - اور دیکھو مین زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمھارے ساتھ ہون یہ مکان اور زمان دونون مین حاضر و ناظر ہونے کا وعدہ ہے - نہ کہ الہی یا حکم کے ذریعے

اور ہاتھون سے چھوا۔ پس وہ کلام مجسم اور مسیح ایک ہی شخص ہین ؞ اور بھی معلوم ہووے کہ وہ جسکو یوحنا رسول مسیح مین کلام خدا کہتا۔ اور ازلیت منسوب کرتا ہے اسیکو پالوس سبب سے پولوس خدا کے جلال کی رونق۔ اور اسکی ماہیت کا نقش کہتا۔ اور اندیکھے خدا کی صورت کہکے خالقی اور ازلیت منسوب کرتا ہے عبرانیون ۱: ۳۔ بمقابلہ قلسیون ۱: ۱۵و۱۶و۱۷) ۔

وہ سب چیزون کا خالق اور سنبھالنے والا ہے

یوحنا ۱: ۳ سب چیزین اس سے موجود ہین۔ اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اسکے ہوئی۔ قلس ۱: ۱۶۔ اسی سے ساری چیزین جو آسمان پر اور زمین پر ہین۔ دیکھی اور اندیکھی۔ کیا تخت۔ کیا حکومتین کیا ریاستین۔ کیا مختاریان پیدا کی گئین ساری چیزین اُس سے اور اسی کے لیے پیدا ہوئین۔ اور وہ سب سے آگے ہے اور اُس سے ساری چیزین بحال رہتی ہین۔

وہ بے تبدیل ہے

عبرانیون ۱۳: ۸۔ یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکسان ہے۔ زبور ۱۰۲: ۲۵و۲۶و۲۷۔ بمقابلہ عبرانیون ۱: ۸و۱۰و۱۱و۱۲۔ خدا کی بابت لکھا ہے کہ تو نے قدیم سے زمین کی بنا ڈالی۔ آسمان بھی تیرے ہاتھ کی صنعتین ہین۔ وے نیست ہو جائینگے پر تو باقی رہے گا۔ ہان وے پوشاک کی مانند پورانے ہو جائینگے ..... پر تو وہی ہے۔ اور تیرے برسون کی انتہا نہ ہوگی اسکو رسول مسیح کے حق مین کہتا ہے کہ "بیٹے کی بابت کہتا ہے۔ اے خداوند تو نے ابتدا مین زمین کی نیو ڈالی اور آسمان تیرے ہاتھ کی کاریگری

جلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے" :. (آیت ۲۱) یاد رہے کہ مسیح اپنے کاموں کو
کسی نبی کے معجزات کے ساتھ نسبت نہیں دیتا لیکن خدا کے ناموں کے ساتھ
دیتا ہے :. پھر "باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساری عدالت بیٹے کو
سونپ دی ہے۔ تاکہ سب بیٹے کی عزت کریں۔ جسطرح سے باپ کی عزت کرتے
ہیں :. (آیت ۲۲) ساری عدالت سوائے خدا کے ہمہ دان۔ اور قادر مطلق کے
کوئی محض انسان نہیں کرسکتا :. پاک فرشتوں کو یہ عدالت کیوں نہ سونپی گئی؟!
اور نہ خدا کے برابر کسی اور کی عزت واجب ہے اب اُمید ہے کہ آپ کو معلوم
ہوگیا ہوگا کہ کیوں ۱۹- آیت میں مسیح نے لوگوں کے جواب میں یہ کہا کہ بیٹا آپ
سے کچھ نہیں کرسکتا :. "یہ سچ ہے کہ بیٹا آپ سے یہ کام نہیں کرسکتا تھا لیکن قدرت
و اختیار اس وجود میں باپ نے دیا ہے :. اور اسی طرح آیت ۲۶ کو سمجھنا چاہیئے کہ۔
جسطرح باپ آپ میں زندگی رکھتا ہے۔ اسی طرح اُسنے بیٹے کو بھی دیا ہے کہ اپنے
میں زندگی رکھے" :. فقط خدا ہی زندہ ہے۔ اور سب کی زندگی اُسی سے ہے۔
لیکن مسیح اسی طرح زندگی رکھنے کا دعوی کرتا جسطرح باپ زندہ ہے۔ نہ کہ جسطرح
اور مخلوق ہیں یا ہونگے :. پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے خدائی کاموں۔ اور
اُسکی ذاتی صفات کا اپنے میں دعویٰ کیا ہے۔ مگر چونکہ وہ انسانی وجود بذات خود
ایسا نہ تھا۔ اسلیئے مسیح ساتھ ہی کہتا جاتا ہے کہ۔ بیٹے کو سونپا ہے۔ دیا ہے! اسلیے
کہ وہ ابن آدم ہے" :. (آیت ۲۷) اور دیگر مقامات سے ظاہر کیا گیا ہے کہ۔ باپ نے
اپنی ذاتی صفات کیونکر بیٹے کو دی ہیں کلمہ کو انسان مجسم کرکے۔

بلکہ ایلچیون کے درمیان ہر روز اور ہر جگہ ہین۔

ان باتون سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح مین الوہیت تھی اور اگر مسیح صرف انسان ہوتا۔ تو ان مین سے ایک بات بھی اسکو منسوب نہ ہوتی۔ اور نہ ہو سکتی ؛ جو اعتراض اکبر مسیح نے باب دوم مین یوحنا ۵ : ۱۹ تا ۲۶ کی روسے مسیح کے قایم بالذات قادر مطلق اور ہمہ دان ہونے پر کئے ہین۔ وہ ایک طرح درست ہین کیونکہ مسیح ہو کر محض انسان ایسا نہین ہو سکتا ؛ مگر ان آیات سے اکبر مسیح صاحب نے نفی الوہیت مسیح سمجھی ہے۔ مین ایسا نہین سمجھتا ہون۔ کیونکہ میرے نزدیک مسیح نے یوحنا ۵ : ۱۷ تا ۳۰ مین نہایت صفائی سے اپنی الوہیت کا بیان کیا ہے۔ اور الٰہی کام اور صفات اسطور سے بیٹے کو منسوب کئے ہین کہ کفر لازم نہ اوے۔ یعنی یہ نہ سمجھا جاوے کہ مسیح انسان ہو کر اپنے تئین خدا بناتا ہے۔ یا اپنے انسانی وجود کو خدا کہتا ہے۔

کیونکہ انسانی وجود نہ قایم بالذات نہ ہمہ دان۔ اور نہ قادر مطلق ہو سکتا ہے ؛ لیکن باوجود اسکے بھی لوگون کو مسیح کی عبارت مین الوہیت کے دعویٰ کی بو آجاتی تھی چنانچہ جب مسیح نے کہا کہ۔ میرا باپ اب تک کام کیا کرتا ہے اور مین بھی کام کیا کرتا ہون۔" تو لوگون نے فوراً اسبات کی گرفت کی کہ۔ خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئین خدا کے برابر بناتا ہے ؛ اسپر مسیح نے یہ نہ کہا کہ۔ تم غلط سمجھتے ہو مین نے برابری کا دعویٰ نہین کیا ؛ لیکن پھر اسی قسم کا ایک اور دعویٰ کیا۔ اور خدائی کامون مین سے ایک خاص کام کو پیش کیا کہ وہ جسطرح باپ مُردون کو اٹھاتا۔ اور

کہ خدا کا بیٹا آیا۔ اور ہمین یہ سمجھ بخشی کہ اسکو جو حق ہے جانین سو ہم اُسمین جو حق ہے رہتے ہین۔ یعنی یسوع مسیح مین جو اُسکا بیٹا ہے خدائے برحق اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔

کل عالم کا اختیار و انتظام

متی ٢٨: ١٨۔ اور یسوع نے پاس آکر کہا کہ۔ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا"؛ قلس ١: ١٧۔ "اور وہ سب سے آگے ہے اور اُس سے ساری چیزین بحال رہتی ہین۔" عبرانیون ١: ٣۔ "وہ اسکے جلال کی رونق۔ اور اسکی ماہیت کا نقش ہوکے سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے"؛ اسمین صاف بیان کیا گیا ہے کہ۔ مسیح کس سبب سے عالم کا اختیار رکھ سکتا اور انتظام کرتا ہے۔

دنیا کی عدالت

"باپ کسی شخص کی عدالت نہین کرتا۔ بلکہ اُسنے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے"؛ یوحنا ٥: ٢٢۔ "یہ وہی ہے جو خدا کی طرف سے مقرر ہوا کہ۔ زندون اور مردون کا انصاف کرنیوالا ہو"؛ (اعمال ١٠: ٤٢)۔ "ہم سب مسیح کے تخت عدالت کے آگے کھڑے ہونگے"؛ (رومیون ١٤: ١٠)۔

دیکھو ایسے کام کسی محض انسان یا فرشتہ کو منسوب کرنے خدا کی مسلّم صفات کی تحقیر و تکذیب کرنا ہے اسلئے مسیح کو منسوب کرنا فقط اُسمین خدائی ہونے کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔

اسکے ساتھ مین اِس امر کا بھی اظہار کیا چاہتا ہون کہ جو طرز بیان مسیح کی الوہیت کی نسبت انجیل مین ہے۔ اسمین یہ فرق دیکھتا ہون کہ۔ جب مسیح کی خالص الوہیت ہی کا بیان کیا گیا ہے۔ تو مثل خدا کے اسکو قایم بالذات۔ اور قادر مطلق اور ہمہ دان۔ اور حاضر و ناظر قرار دیا ہے۔ جیسا یوحنا رسول نے انجیل کے پہلے باب مین۔ اور پولوس رسول نے عبرانیون کے پہلے باب مین کیا ہے۔ اور اس عبارت مین کہ۔ مین اور باپ ایک ہین۔ مسیح خود بھی یہی ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جب اسکو خدا سے مجسم کر کے بیان کیا جاتا ہے تو طرز بیان مین فرق ہے۔ جیسا مسیح کے بیان بالا سے ظاہر ہوا۔ اور جیسا رسول بھی کہتا ہے کہ۔ خدا کو پسند آیا کہ سارا کمال اُسمین بسے ؛ لیکن دونون صورتون مین اُسکی الوہیت کا اظہار ہو جاتا ہے علاوہ اسکے یہ بھی معلوم ہووے۔ کہ انسان کی نجات اور سزا کے متعلق مسیح کو وہ کام منسوب کیے گئے ہین۔ جو خدا کے سوا اور کوئی مخلوق کر نہین سکتا۔ اور نہ بیبل مین کسیکو منسوب کئے گئے ہین۔ چنانچہ۔

ہمیشہ کی زندگی

یوحنا ۱۰: ۲۸۔ اور مین انھین ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہون۔ اور وہ کبھی ہلاک نہ ہونگے۔ اور کوئی انہین میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا ؛ یوحنا ۱۷: ۳۔ اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ۔ وے تجھ کو اکیلا سچا خدا۔ اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانین ؛ ۱ یوحنا ۵: ۲۰۔ مین بیان کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح کو کیا جانین۔ یعنی خدا برحق اور ہمیشہ کی زندگی جانین " پھر یہ بھی جانتے ہین

کہتے تھے کہ۔ برہ جو ذبح ہوا اس لایق ہے۔ کہ قدرت اور دولت اور حکمت وطاقت اور عزت وجلال اور برکت پاوے۔ اور مخلوقون کا یہ درجہ ہے کہ میں نے ہر ایک مخلوق کو جو آسمان پر اور زمین کے نیچے ہے۔ اور انکو جو سمندر مین ہین یہ کہتے سنا کہ اُسکے لیے جو تخت پر بیٹھا ہے۔ اور برہ کے لیے برکت اور عزت اور جلال اور قوت ابد تک ہے :: (۵ : ۱۲، ۱۳) اور بھی دیکھو ۷ : ۱۴۔ ۱۰۔ پس مین کوئی ایسا مخلوق نہ اس جہان مین نہ آنے والے جہان مین پاتا ہون جسکو بے گناہی کے سبب سے خدائی کام۔ اور صفات منسوب کیے گئے ہون۔ مگر انکو وہی معمولی انسانون۔ یا ملائیک والا درجہ اور اوصاف منسوب کیے گئے۔ خواہ عدن مین ہون اور خواہ آسمان مین خدا کے تخت کے آگے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بیگناہی کے سبب سے خدا کی بحید صفات اور کام مسیح کو منسوب نہین کیے گئے لیکن اس سبب سے کہ اسمین خدائی تھی۔ اور صرف اسی صورت مین واجب۔ اور صرف اسی صورت مین جائز تھا

چوتھا باب

تثلیث فی الوحدت

انجیل سے ظاہر ہے کہ۔ خدا نے اپنے تئین باپ اور بیٹا اور روح القدس کر کے ظاہر کیا ہے۔ اب اگر وہ تینون مین خود ہی نہ ہووے۔ یا کہ وہ خود ہی یہ تینون نہ ہووے تو یہ اسکے ظہور نہین ہو سکتے۔ لیکن مسیح کی الوہیت کے بیان سے ثابت ہے کہ۔ یہ بات سچ ہے۔ کہ خدا خود ہی وہ تینون ہے :: اس حال مین بلکہ کہتا ہون کہ۔ جو کچھ اکبر مسیح نے تثلیث فی الوحدت کے برخلاف لکھا ہے وہ خود ہی اسکی تردید کرین۔

اکبر مسیح صاحب اپنے رسالہ کی باب سوم مین مسیح کا اصلی درجہ بیان کرتے ہین کہ بیر بات مین تھا۔ اور اسکو ایک بے مانند انسان کہتے ہین۔ اور لکھتے ہین کہ اسکی بیگناہی مسیح کو کل آدم زاد سے لا انتہا بلندی پر پہنچاتی ہے۔ اور اسکو خدا کے تخت کے دہنے درجہ دیتی ہے۔

مین کہتا ہون کہ۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے۔ کیونکہ بیگناہی مسیح کی عظمت کا سبب نہین ہے۔ بلکہ اسکی صلیبی موت کے سبب سے ہے: فلپ ۲ (۷، ۸، ۹) اور دوسرے بیگناہی نے کسی انسان۔ یا فرشتے کو خدائی درجہ نہین دیا۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے۔ نہ اس جہان مین۔ اور نہ آنے والے جہان مین۔ چنانچہ دیکھو جب آدم کو خدا نے بنایا تو وہ پاک اور بیگناہ تھا۔ اور اس بیگناہی کی حالت مین وہ صرف اسقدر اختیار و قدرت کے قابل تھا۔ کہ سمندر کی مچھلیون پر۔ اور آسمان کے پرندون پر۔ اور مواشیون۔ اور تمام زمین پر۔ اور سب کیڑے مکوڑون پر جو زمین پر رینگتے ہین سرداری کرے" (پیدایش ۱: ۲۶) اور یہ اختیار اور درجہ اسکی گنہگار اولاد کو بھی حاصل ہے۔ مگر اس بیگناہ آدم کو ویسے اختیار و قدرت و علم دیئے جانے کا کوئی ذکر نہین۔ جیسے مسیح کی بابت مرقوم ہین۔ پھر آنے والے جہان مین۔ وہ جو موت سے گذر کے زندگی مین داخل ہوئے ہین صرف عبودیت کی حالت مین۔ نہ کہ خداوندی کیحالت مین جو خدا والی ہے: لیکن وہ کلام خدا وہان بھی بادشاہون کا بادشاہ۔ او خداوندون کا خداوند ہے: (مکاشفات ۱۹: ۱۳، ۱۶) اور بندون کا یہ حال اور درجہ ہے کہ۔ خدا اور برہ کا تخت اُسمین ہوگا اور اُسکے بندے اُسکی بندگی کرینگے" :. (۲۲: ۳) مسیح کی یہ شان ہے کہ۔ وے بڑی آواز سے

البتہ اگر لفظ تثلیث خدا پر استعمال کرنا ناگوارا معلوم ہوتا ہے۔ تو باپ بیٹا اور روح القدس
کو ہمیشہ ساتھون ساتھ ماننا چاہئیے۔ بیٹے اور روح قدس کے باپ سے نکلنے۔ اور باپ
کے ساتھ ایک ہونے کی کیون اور کسطرح کو رہنے دین۔ کیونکہ یہ بات سمجھائی نہین
گئی ہے۔ مگر صرف یہ ضرور مانین کہ۔ باپ اور بیٹا اور روح قدس خالق ہوئے۔ عالم کو
ناظم ہونے اور انسان کی نجات مین مشترک ہین۔ کیونکہ وہ ایسے ہی ظاہر کیے گئے ہین
مین سمجھتا ہون۔ اور یقین کرتا ہون کہ۔ اگر باپ بیٹے اور روح قدس مین کوئی الہی ذات کا
بھید نہ ہوتا۔ تو انکو علیحدہ کر کے ایک ایک کو الوہیت منسوب نہ کیجاتی۔ اور نہ اکٹھے
یکسان بیان لیے جاتے کہ۔ "باپ بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسمادو" اور یہ کہ
"خداوند یسوع مسیح کا فضل۔ اور خدا کی محبت۔ اور روح القدس کی رفاقت تم
سبھون کے ساتھ ہووے۔" (متی ۲۸/۱۹ ۲ قرنتیون ۱۳:۱۴) ایسا یکسان درجہ اور
عزت۔ اور روحانی نعمتون کا ایسا یکسان مبدا ہونا باپ بیٹے اور روح القدس
کی بابت بیان نہ کیا جاتا۔ اگر یہ تینون ایک ہی خدا نہ ہوتے پس اگر لفظ تثلیث
برا لگے تو سہی۔ مگر یہ تو ضرور ماننا ہے کہ۔ باپ بیٹا اور روح القدس ایک
خدا ہے اور بس ٭

راقم (پادری) جی۔ ایل ٹھاکر داس گجرانوالہ

اشتہار کتب

	قیمت معہ محصول	
	عیسائیونکیواسطے	غیر عیسائیونکیواسطے
۱۔ رسالہ الوہیت مسیح وتثلیث کی تنقیح مصنفہ مسٹر اکبر مسیح۔	۴/	۸/
۲۔ رسالہ مسیح عمانویل مصنفہ پادری ٹھاکر داس صاحب	۲/ دونون ایکجا لینے سے ۶/	۱۰/
۳۔ تائید التنقیح جواب رسالہ مسیح عمانویل مصنفہ مسٹر اکبر مسیح۔	۴/	
۴۔ تحقیقات شایق مصنفہ ڈاکٹر احمد شاہ شایق۔	۱/	۲/
یہ چارون رسالے ایک ساتھ۔	۱۰/	
۵۔ رسالہ ماخذ تثلیث ترجمہ و مولفہ ڈاکٹر احمد شاہ شایق۔	۱/	۳/
۶۔ رسالہ ادعاے اسمعیل مصنفہ مسٹر اکبر مسیح (بجواب تحقیق الاسلام مصنفہ مولوی غلام نبی صاحب امرتسری)	۲	۱/ محصولڈاک ذمہ خریدار

یہ کتابین مسٹر اکبر مسیح مختار باندہ یا ڈاکٹر احمد شاہ شایق ریاست رام پور سے ملسکتی ہین